خاندان رسالت

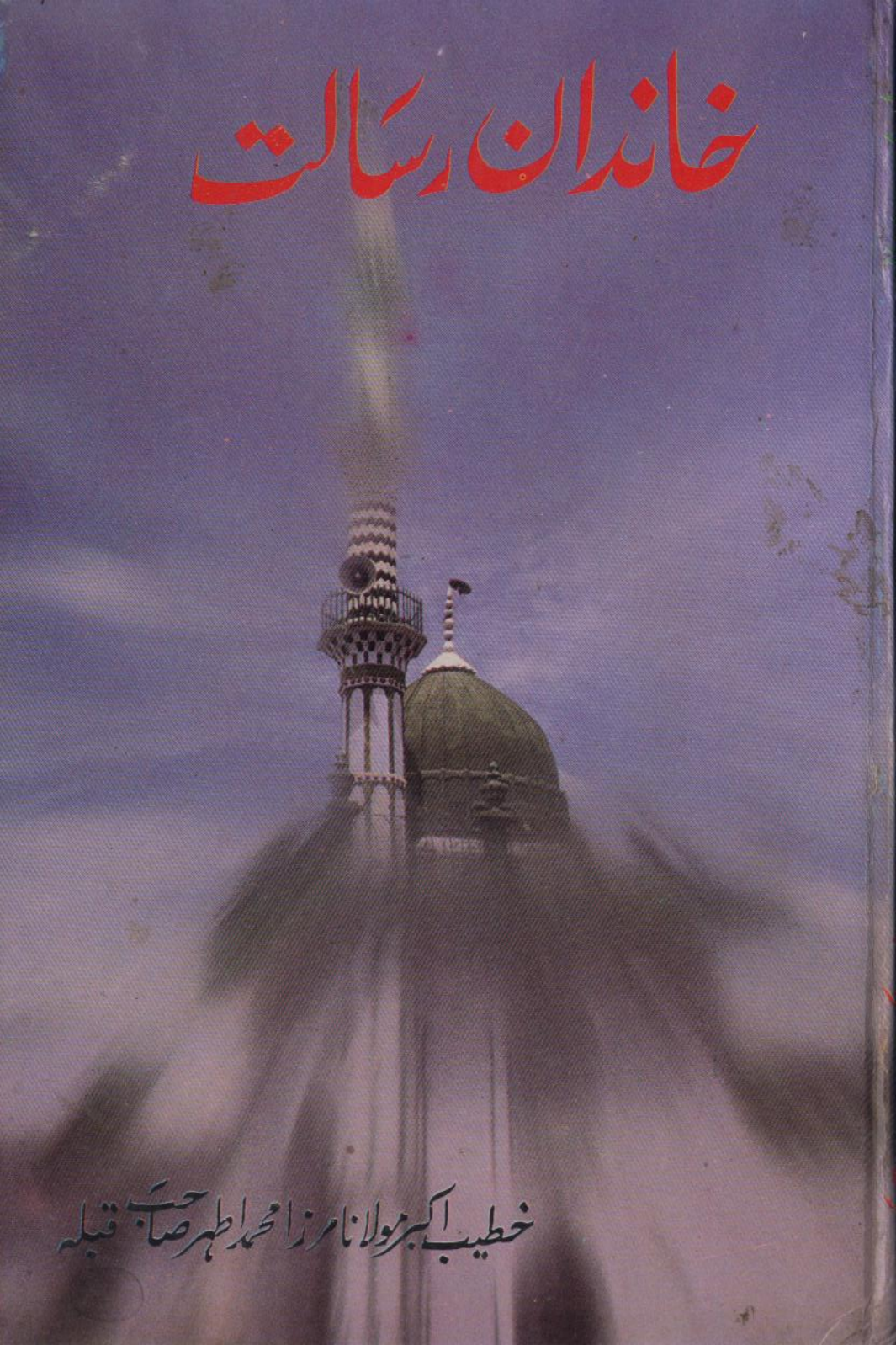

خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ

https://downloadshiabooks.com/

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MUMBAI

نام کتاب: خاندان رسالت (مجموعۂ مجالس)
ذاکر: خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ
مرتبہ: مولانا سید علی عباس طباطبائی
کتابت: عضنفر رضوی
سنہ طباعت: مئی ۱۹۹۸ء - محرم الحرام ۱۴۱۹ھ
تعداد: ایک ہزار
مطبوعہ: اے۔ بی۔ سی آفسٹ پریس، دہلی
سرورق: عباس حسنین
ناشر: عباس بک ایجنسی
ھدیہ: اسی روپے

ملنے کا پتہ:
عباس بک ایجنسی
رستم نگر، درگاہ حضرت عباس۔ لکھنؤ
فون: 269598, 260756
فیکس: 260923

عرض ناشر

خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ کی پرکشش و عالمانہ شخصیت عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں ہے، دنیا جانتی ہے کہ آپ ایک بلند پایہ انسان، عظیم مفکر و دانشور اور نامور خطیب ہیں۔ دورانِ خطابت سلیس اور آسان زبان میں آپ کا انداز خطابت، طرز بیان اور منفرد و استدلالانہ لب و لہجہ سامعین پر ساحرانہ کیفیت طاری کر کے انھیں حیرت و استعجاب کے سمندر میں غرق کر دیتا ہے اور فرش عزاء سے داد و تحسین کی صدائیں غیر ارادی طور پر بلند ہونے لگتی ہیں۔

مجالس پر مشتمل آپ کے متعدد تقریری مجموعے مختلف عنوان سے شائع ہو کر عوام سے خراجِ تحسین حاصل کر چکے ہیں، لیکن "خاندانِ رسالت" کے موضوع پر پڑھی جانے والی مجالس کا یہ مجموعہ تاریخی اعتبار سے ایک خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس میں خانوادۂ رسالت سے "بنی امیہ" کے ٹکراؤ کا تحقیقی تجزیہ بڑے ہی محققانہ انداز میں کیا گیا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ:-

"خاندان رسالت سے بنی امیہ کی ازلی دشمنی، کینہ پروری، مخاصمت، مخالفت، عداوت اور منافقانہ سرگرمیاں اسلامی تاریخ کے ایسے سچے اور معتبر واقعات ہیں کہ ان کی صداقت سے نہ تو انکار کیا جا سکتا ہے، نہ ان کی پردہ پوشی ممکن ہے نہ انھیں چھپایا جا سکتا ہے اور نہ ہی انھیں جھٹلایا جا سکتا ہے۔"

"اسلام سے وابستگی رکھنے والا ہر مسلمان جانتا ہے کہ بنی ہاشم سے، بنی امیہ مرتے دم تک برسرپیکار رہے اور انھوں نے جنگ و جدل کا ایک خونی سلسلہ وقت آخر تک جاری رکھا۔ اس جنگی تسلسل کی اہم کڑیوں میں اگر ایک طرف جناب ہاشم تھے تو دوسری

https://downloadshiabooks.com/

طرف امیہ ایک طرف جناب عبدالمطلب تھے تو دوسری طرف امیہ کا بیٹا حرب، ایک طرف جناب ابوطالب اور محمدؐ تھے تو دوسری طرف حرب کا بیٹا ابوسفیان، ایک طرف حضرت علیؑ اور امام حسنؑ تھے تو دوسری طرف ابوسفیان کا بیٹا معاویہ اور ایک طرف حسینؑ اور خاندان رسالت کے دیگر افراد تھے تو دوسری طرف معاویہ کا فاسق و فاجر، ظالم و جابر اور بدکردار بیٹا یزید[1]۔

مولانا موصوف نے اپنی مجلسوں میں اس جنگی تسلسل کو جس خوبصورتی اور احتیاط کے ساتھ پیش کیا ہے اس کی نظیر اس دور کے خطیبوں کی خطابت میں نہیں ملتی۔

مجموعی طور پر یہ کتاب تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھنے والے طالب علموں کے لئے معلومات کا خزانہ اور عام مسلمانوں کے لئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

ہم مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ کے انتہائی ممنون و متشکر ہیں کہ موصوف نے میری خواہشات کا احترام کرتے ہوئے اپنی ان تقریروں کو ضابطۂ تحریر میں لانے اور کتابی شکل میں شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

آخر کلام میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مولانا موصوف کی یہ مجلسیں چونکہ کیسٹ سے نقل کی گئی ہیں اور اپنی بے پناہ مصروفیت کی بنا پر وہ ان پر نظر ثانی نہیں کر سکے لہٰذا نقل کی منزل سے کتابت کی منزل تک اگر کسی قسم کی کوئی غلطی سہواً رہ گئی ہے تو اس کی ذمہ داری مولانا موصوف پر نہیں ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مولانا کی دیگر تقریری مجموعوں کی طرح یہ کتاب بھی شرف قبولیت حاصل کرے گی۔

احقر العباد

سیّد علی عبّاس طباطبائی

عبّاس بک ایجنسی، درگاہ حضرت عبّاس۔ رستم نگر، لکھنؤ ۳

---

[1] ماخوذ از اعیان الشیعہ ابن الشیعہ علامہ فروغ کاظمی

پہلی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرما رہا ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسول مبعوث کیا ہے۔ جو ان کے نفسوں میں سے ہے، تاکہ ان کے درمیان اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفسوں کو برائیوں سے پاک کرے۔ اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے، اور جب کہ اس کے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی! میں نے کل سے یہاں مجالس کا آغاز کر دیا۔ کل مجمع مختصر تھا لیکن میں ہمیشہ انتیسویں ۲۹ ذی الحجہ سے مجلس اس لئے شروع کر دیتا ہوں کہ اگر چاند ہو جائے تو ایک مجلس کم نہ ہو۔ چاند کی کوئی اطلاع کل نہیں آئی۔ اس حساب سے چاند رات آج ہے۔ لیکن بہر حال کبھی ایسا بھی ہو چکا ہے کہ دوسری تیسری تاریخ اطلاع آئی تھی اور اس کی وجہ سے ایک مجلس ہماری کم ہو گئی۔ دو سال سے ہم نے طے کر لیا کہ انتیس ۲۹ تاریخ سے ہم شروع کر دیں گے تاکہ ایک مجلس بڑھ جائے کم نہ ہو۔

بہر حال کل میں نے اس آیت سے شروع کی تھی بات اور آج میں تھوڑا سا کل کا مضمون ایک دو منٹ میں ریپیٹ کر دوں تاکہ ریفرنس مل جائے ان لوگوں کو جو کل نہیں تھے۔ اس سال میرا سبجکٹ ہوگا "خاندان رسالت" اس لئے کہ تاریخ میں میں نے جیسا پڑھا تو مجھ کو رسولؐ کا خاندان بڑا مظلوم خاندان نظر آیا۔ دوسرے خاندانوں کے مقابلے میں رسولؐ کا خاندان ایک

https://downloadshiabooks.com/

انتہائی مظلوم خاندان ہے جس کا حق چھینا گیا، اور جس کے ساتھ بے انتہا زیادتی کی گئی۔ رسولؐ کے خاندان میں کچھ لوگ رسولؐ سے پہلے والے تھے ان کا کیریکٹر "ایسی شیشن" کیا گیا، ان کی کردار کشی کی گئی، ان کے واقعات کو توڑ مروڑ کے اور بگاڑ کے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔

رسولؐ کے خاندان میں کچھ لوگ وہ تھے جو ان کے زمانے میں تھے، ان کے بھائی وغیرہ اور ان کے چچا وغیرہ۔ ان کے ساتھ بھی زیادتی کی گئی اور ان کے بھی صحیح واقعات و صحیح حالات تاریخ نے ہم تک نہیں پہنچائے۔ رسولؐ کے بعد والوں کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ سب آپ کو معلوم ہے۔ اسی کے سلسلے میں یہ محرم بھی ہوتا ہے اور یہ مجلسیں بھی ہوتی ہیں کہ رسولؐ کی اولاد کے ساتھ، رسولؐ کی بیٹی اور نواسوں کے ساتھ رسولؐ کے ان داماد کے ساتھ جن کو رسولؐ نے مثل اولاد کے پالا تھا، یا رسولؐ کی اس نسل پاک کے ساتھ جو رسولؐ کے بعد ان کی یادگار تھے دنیا میں، لوگوں نے کیا کیا؟ وہ سب کچھ لوگوں کو معلوم ہے، اور کچھ میں ان مجالس میں بھی آپ کے سامنے آہستہ آہستہ عرض کروں گا۔

اس کے سلسلے میں، میں نے قرآن مجید کی جس آیت کا انتخاب کیا ہے، وہ بھی جان بوجھ کے انتخاب کیا ہے اور اس سلسلے میں ایک بات اور آپ سے عرض کر دوں کہ لوگوں نے رسولؐ کے خاندان کے سلسلے میں ہم پر بھی الزام رکھے ہیں، اور عالم اسلام میں ہمارا یہ قصور بتایا گیا ہے کہ ہم لوگ وہ لوگ ہیں جو رسولؐ کے خاندان والوں کو بہت مانتے ہیں اور ان کے علاوہ ہم کسی دوسرے کو نہیں مانتے ہیں، اس طرح کے بے تکے اور غلط، بھونڈے، بھدے اور خراب الزامات ہمارے اوپر لگائے گئے ہیں۔ محض اس خطا پر کہ ہم ان لوگوں سے محبت زیادہ کرتے ہیں جو رسولؐ کے عزیز تھے اور رسول کے رشتے دار تھے۔ یہ گویا کل کے بیان کا خلاصہ تھا اور یہی باتیں تھیں جو میں نے کل قریب قریب ایک گھنٹہ کی مجلس میں لوگوں کے سامنے پیش کیں۔ مضمون آج سے شروع ہوگا۔ کل شروع نہیں کیا تھا۔ بات جو کچھ کہنا ہے وہ میں آج سے شروع کروں گا۔ سبجکٹ میرا پھر سن لیجئے کہ "خاندان رسالت ہے"۔ اور خاندان رسالت کے سلسلے میں ہمارا رشتہ یہ ساتھ ساتھ

چلتا رہے گا ہم خاندان رسالت کے ماننے والے کیوں ہیں اور خاندان رسالت کے تعلق سے ہمارے جو تعلقات ہیں یا جو محبت ہے، یا ہمیں جو ان سے عقیدت ہے وہ کیوں ہے اور اس کے کیا اسباب ہیں؟ یہ بیان اس کے ساتھ ساتھ جاری رہے گا۔ تو آج پہلے دن میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے اس کو میں پھر پڑھتا ہوں۔ کل بھی میں نے اس کو دو دفعہ ریپیٹ کیا ہے۔ اور آج بھی میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر اس کو REPEET کر دوں تاکہ لوگوں کے ذہن میں اچھی طریقہ سے وہ آیت بیٹھ جائے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ (آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

یہ قرآن پاک کی آیت ہے، سورۂ آل عمران کی آیت ہے۔ چوتھے پارے کے اندر آپ کو یہ آیت ملے گی۔ پارے کے حساب سے چوتھے پارے میں ہے، سورہ کے حساب سے سورۂ آل عمران میں ہے۔ لقد من اللہ علی المومنین، اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے۔ "اذ بعث فیھم رسولاً" انھیں میں سے ایک کو رسولؐ مبعوث کیا ہے، کن میں سے ایک کو؟ مومنین میں سے جن کے اس نے ایک کو رسولؐ بنا دیا، "من انفسھم" جو ان کے نفسوں میں سے ہے۔ کل میں نے عرض کیا تھا لیکن آج اس کو REPEET کئے دے رہا ہوں، کہ عربی زبان کے حساب سے لفظ نفس جو ہے وہ بہت ہی قریب اور سب سے زیادہ آدمی کے جو قریب ہوتے ہیں ان کو ظاہر کرنے کے لئے لفظ نفس استعمال کیا جاتا ہے، اب میرا بیان شروع ہو رہا ہے کہ کافر دنیا کہ رسولؐ کے خاندان کے اوپر سب سے پہلا اور سب سے زبردست حملہ یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کے پورے خاندان کو کافر بتاتے ہیں۔ رسول اللہ کے پورے خاندان کو کافر بتانا اسلام کی تاریخ کا بڑا پسندیدہ موضوع ہے کہ رسول اللہ کافر گھرانے میں پیدا ہوئے تھے، ہاشم بھی کافر تھے، عبدالمطلب بھی کافر تھے، ابوطالب بھی کافر تھے، سب کے سب کافر تھے، سب کے سب کفار تھے، رسول اللہ مبعوث ہوئے، انھوں نے اسلام کی دعوت دی ان میں سے بعض مسلمان ہو

https://downloadshiabooks.com/

گئے، بعض مرتے دم تک کافر رہے کسی قیمت پر مسلمان نہیں ہوئے۔ یہ بات اتنی REPEET کی گئی، اتنی REPEET کی گئی، اتنی REPEET کی گئی کہ اچھے اچھے لوگ بغیر تحقیق کے، بغیر ریسرچ کے بغیر معلومات حاصل کئے، بغیر حالات کو دیکھے ہوئے، بغیر تجربہ کئے ہوئے، وہی بات جو کتابوں میں لکھی ہوئی تھی اسی پر ایمان لے آئے۔ اس لئے کہ ایک کتاب میں ہوتی تو سوچتے لوگ دو میں ہوتی، جب دس کتابوں میں، بیس کتابوں میں، پچاس کتابوں میں ایک ہی بات لکھی ہوئی ہے، ایک ہی طریقے سے تو کل میں آپ کو سنا چکا ہوں یہ بات کہ آدمی سہولت پسند ہوتا ہے وہ ہر چیز آسانی سے قبول کر لینا چاہتا ہے، آسانی چاہتا ہے، دشواری نہیں چاہتا، تحقیق میں دشواری ہوتی ہے، جلدی سے مان لینے میں آسانی ہوتی ہے لہٰذا آدمی نے جلدی سے مان لیا اور کسی طرح کی کوئی تحقیق نہیں کی۔ اب آج پہلے دن ہم اس مسئلے پر غور کریں کہ کیا رسول اللہ کے خاندان والے واقعاً کافر تھے؟ یا اس لئے کہ مکے میں اور مکے کے آس پاس زیادہ تر لوگ کافر تھے لہٰذا اس حساب سے لوگوں کو کافر کہدیا۔ دلیل رسول اللہ کے خاندان کے کافر ہونے کی لوگ یہ دیتے ہیں ارے جناب مکے میں سب کافر تھے وہاں مسلمان کہاں تو کسی شہر میں مجاز اگر نان مسلم کی ہو تو کیا اس کے اندر مسلمانوں کے وجود کو بالکل انکار کر دیا جائے گا؟ اور اگر یہی بات سچ ہے تو آج کے ایک ہزار برس کے بعد جب ہندستان کی ہسٹری لکھی جائے تو کیا یہ بات صحیح ہوگی کہ ہندستان میں سب نان مسلم رہتے تھے، کوئی مسلم تھا ہی نہیں اس لئے کہ یہ تو کافروں کا دیش ہے مسلمانوں کا دیش کب ہے؟ آپ انصاف سے بتائیے کہ کیا یہ بات صحیح ہوگی کہ یہ کافروں کا دیش ہے مسلمانوں کا نہیں لہٰذا ہندستان میں تو مسلمان کا سوال ہی نہیں، یہاں تو سب کافر رہتے ہیں۔ تو کیا کافروں کے دیش میں مسلمان نہیں رہتے، کیا کافروں کی بستیوں میں مسلمان نہیں رہتے؟ کسی بستی میں رہنے سے کوئی کافر یا مسلمان نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے کیریکٹر اور اس کے چال چلن کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ کافر ہے کہ مسلمان ہے۔ تاریخ اسلام یہ بتاتی ہے ہم کو ہاشم کا جو کیریکٹر ملتا ہے تاریخ کے اندر

اس کے اندر دور دور تک کہیں بت پرستی کی بو نہیں ملتی بلکہ وہ تمام سیرت کردار کی بلندی ملتی ہے جو ایک عالی شان مسلمان کے کردار کا حصہ ہونا چاہئے۔ ان کی سخاوت، ان کے احسان، ان کی جوانمردی، ان کی شرافت، ان کے کردار کی بلندی، ان کے کیریکٹر کا بے داغ ہونا، یہ تمام وہ چیزیں ہیں کہ جو ایک مسلمان کا کردار ہے وہ جناب ہاشم کے اندر نظر آتا ہے۔

جناب ہاشم کے بیٹے جناب عبدالمطلب، ہمارے حضور سرور کائنات کے دادا جن کے ساتھ تاریخ نے بڑی ناانصافی کی اور ان کے ان واقعات کو جن سے ان کا اسلام ثابت ہوتا ہے اس طریقہ سے چھپایا گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کہیں سے کہیں تک اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ جناب عبدالمطلب کے متعلق تاریخ یہ لکھتی ہے کہ یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے چشمۂ زمزم اور برکات خانہ کعبہ کی ڈسکوری کی ہے سنئے گا۔ زمزم آپ کو معلوم ہے کتنی مقدس چیز ہے، آج بھی جو حضرات حج کے لئے جاتے ہیں وہ تبرکاً آب زمزم لاتے ہیں۔

زمزم وہ چشمہ ہے جو جناب اسماعیل کی ایڑیوں کی رگڑ سے نکلا تھا۔ سینکڑوں سال کی تاریخ جب چلتی ہے تو اس کے اندر لڑائی جھگڑے، اختلاف، واقعات تمام چیزیں ہوتی ہیں چنانچہ ایک وقت میں مکہ میں ان لوگوں سے یعنی قریش سے اور بنو جرہم ایک قبیلہ تھا وہاں ان سے لڑائی ہوئی تھی اور اس وقت خانۂ کعبہ کے تبرکات کو زمزم کے کنویں میں ڈال کر اس کنویں کو بند کر دیا گیا تھا۔ غور کیا آپ نے؟ اس کنویں کو بند کر دیا گیا تھا، اس زمانے سے یہ کنواں بند چلا آ رہا تھا، یہاں تک کہ نسلیں گزرنے کے بعد لوگ یہ بھول گئے تھے کہ وہ کہاں پر ہے۔ اور پانی کی مکہ میں پرابلم تھی اس چشمہ کے غالب ہو جانے کی وجہ سے۔ جناب عبدالمطلب وہ شخص ہیں جنہوں نے کئی سو برس کے بعد اس چشمے کی ڈسکوری کی ہے۔ میں کل آپ کی خدمت میں ایک بات عرض کر چکا ہوں اور وہ آج میں مجبور ہوں پھر REPEET کرنے کے لئے اور وہ یہ ہے کہ کل میں نے یہ کہا تھا کہ اہل بیت اور رسول کے خاندان والوں کی تاریخ کو معلوم کرنے کے لئے ہمیں میگنی فائن گلاس لے کے تاریخ کے اتنے اتنے ٹکڑوں کو دیکھنے کی ضرورت ہوگی

https://downloadshiabooks.com/

اور ایک ایک لفظ پر غور کرنا پڑے گا، اس لئے کہ آثار مٹائے گئے ہیں، تاریخ بدلی گئی ہے، واقعات کو چھپایا گیا ہے یعنی کس طریقہ سے ایک ہوشیار مجرم جرم کرنے کے بعد اپنے آثار کو مٹا دیتا ہے تاکہ پولیس تحقیق نہ کر سکے ویسے ظالم مورخین نے جو بنی امیہ کی تنخواہ پاتے تھے، غلط تاریخ بنانے کے بعد اپنے ظلم کے آثار کو مٹایا ہے تاکہ ان کی جھوٹی تاریخ کو سب سچا سمجھیں، ہمارا کام ہے انکوائری کرنا، ہمارا کام ہے تحقیقات کرنا لہٰذا ہم میگنی فائن گلاس لے کر تاریخ کے ایک ایک واقعہ کو دیکھیں گے تاکہ چھوٹے چھوٹے واقعات سے ہمیں وہ کیلو ملے جن سے اندازہ ہو کہ واقعات کو کس طریقہ سے بدلا گیا ہے اور بگاڑا گیا ہے۔ یہ بات بھی آپ اپنے ذہن میں رکھئے گا کہ ہماری اسٹڈی جو ہے اس کے لئے آپ یہ ڈیمانڈ نہ کیجئے گا کہ کسی ایک تاریخ میں پوری تفصیل سے یہ بیان اور مضمون مل جائے کہ جیسے آپ پڑھ رہے ہیں اس طریقے سے ہم آپ کو نہ دے پائیں گے اس لئے کہ اس طریقے کی تفصیل جو ہے یہ اس وقت ہوتی کہ جب تاریخ ہمارے فیور میں لکھ رہی ہوتی اور مورخ ہمارے قبضہ کے ہوتے۔ جب مورخ ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے واقعات کو بدل کے لکھنے کے لئے پیسے پا رہے ہیں تو کیسے ویسے ڈیٹیل آجائے گی۔ یہ ایک پڑھے لکھے انسان کے واسطے بہت غور طلب معاملہ ہے کہ جب آدمی تحقیقات کی منزل میں جاتا ہے تو اس کو کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عزیزان گرامی! جس وقت جناب عبدالمطلب، رسول اللہ کے دادا، زمزم کی ڈسکوری کے واسطے آئے خانہ کعبہ کے سامنے اور انھوں نے حکم دیا کہ یہاں پر کھدائی کی جائے تو تاریخ لکھتی ہے کہ کافر جمع ہو گئے، میں مسلمان ہوں، میں اس مسجد کے اندر کوئی چیز یہاں بنا رہا ہوں تو یہ بات نہیں لکھی جائے گی کہ مسلمان جمع ہو گئے۔ مسلمان کا لفظ جبھی آئے گا جب کوئی نان مسلم کوئی کام کر رہا ہوں تبھی یہ لفظ آئے گا کہ مسلمان جمع ہو گئے۔ ورنہ مسلمان جمع ہو گئے کی بات نہیں ہے، نمازی جمع ہو گئے، لوگ جمع ہو گئے، مسجد والے جمع ہو گئے، یہ سب کہیں گے لوگ اگر میں بھی مسلمان ہوں، آپ بھی مسلمان ہیں اور میں یہاں

میدان میں کوئی چیز بنانا چاہتا ہوں تو یہاں مسجد کے آنے والوں، نماز پڑھنے والوں، یا مسلمانوں کے مزاج کے خلاف ہے تو اس وقت وہ یہ کہیں گے کہ وہ اطہر صاحب مسجد کے لان میں ایک چیز بنانا چاہتے تھے وہاں پر لوگ جمع ہو گئے اور انھوں نے کہا ہم نہیں بنانے دیں گے، نمازی جمع ہو گئے، انھوں نے کہا ہم نہیں بنانے دیں گے، مسجد والے جمع ہو گئے کہنے لگے ہم نہیں بنانے دیں گے مسجد کے ٹرسٹی آ گئے انھوں نے کہا ہم نہیں بنانے دیں گے کوئی بھی لفظ استعمال ہو جائے گا مگر یہ لفظ نہیں استعمال ہو گا کہ جب اطہر صاحب کھودنے کے لئے کھڑے ہوئے تو مسلمان جمع ہو گئے۔ یہی میں نے عرض کیا کہ تاریخ کو بہت رک رک کے پڑھنا پڑے گا۔ وہ کہتے ہیں کافر جمع ہو گئے کھدائی کون کروا رہا تھا؟ حضرت عبدالمطلب! جمع کون ہوئے؟ کفار جمع ہوئے، انھوں نے جمع ہو کے کہا کیا وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے بتوں کے سامنے گڈھا نہیں کھودنے دیں گے، وہاں ان کے بت رکھے ہوئے تھے نا کعبے میں، تو ان کو یہ آبجکشن ہوا کہ جہاں ہمارے بت رکھے ہوئے ہیں وہاں سامنے گڈھا کھودا جائے یہ ہمارے بتوں کی انسلٹ ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنے بتوں کے سامنے گڈھا نہیں کھودنے دیں گے اس کا مطلب یہ ہے کہ کافر دماغ کی بھی اسٹڈی کرتے چلئے کہ کافروں کو وہاں جہاں بت رکھے ہوئے ہیں اپنے بتوں کے سامنے گڈھے کھودنے میں انسلٹ محسوس ہوئی، اس لئے کافر جمع ہوئے بے وجہ نہیں جمع ہوئے۔ کافروں کا کہنا یہ تھا کہ یہاں ہمارے بت رکھے ہوئے ہیں، یہاں تم جو گڈھا کھود رہے ہو سامنے یہ ہمارے بتوں کی انسلٹ ہے۔ اب کم از کم تھوڑا سا تو دماغ استعمال کیجئے کہ اگر عبدالمطلب خود بھی کافر ہوتے تو ان کے وہی سنٹی مینس ہونا چاہئے تھے ــ صلواۃ..... کہنے لگے ہم اپنے بتوں کے سامنے گڈھا نہیں کھودنے دیں گے۔ اب سنئے تاریخ کہتی ہے کہ جب کافر جمع ہوئے اور انھوں نے مخالفت کی اور کہا کہ ہم اپنے بتوں کے سامنے گڈھا نہیں کھودنے دیں گے تو اس وقت عبدالمطلب نے اپنے بیٹوں کو آواز دی، اور اپنے خاندان والوں کو آواز دی اور کہا میرے بیٹوں! اور میرے

https://downloadshiabooks.com/

خاندان والوں، اسلحے لگا کے اور مسلح ہو کے آجاؤ، میں تو یہاں گدھا کھودوں گا اس لئے کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ صلواۃ..... عبدالمطلب کہنے لگے کہ میں تو گدھا کھودوں گا آجاؤ میرے بیٹوں اور میرے خاندان والوں، اسلحے لگا کے جسم کے اوپر مسلح ہو کے آجاؤ اس لئے کہ اب صورتحال یہ ہے کہ کافر آگئے ہیں، وہ کہہ رہے ہیں ہم نہیں کھودنے دیں گے تو فورس چاہئے لہٰذا انھوں نے اپنے بیٹوں کو اور اپنے خاندان والوں کو آواز دی کہ میرے خاندان والوں مسلح ہو کے آجاؤ اس لئے کہ میں تو یہاں گدھا کھودوں گا اس لئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ حکم کس نے دیا ہے؟ جب سارا مکہ کافر ہے، تو یہ عبدالمطلب کو حکم کس نے دیا بھئی وہ تو سوال یہ ہے کہ سب بت پرست ہیں، بت بیٹھے ہوئے ہیں سامنے اور بتوں کے چاہنے والے کہتے ہیں کہ ہم گدھا نہیں کھودنے دیں گے اس لئے کہ ہمارے بتوں کی انسلٹ ہوتی ہے تو بت کی انسلٹ تو ہو سکتی ہے مگر بت بچارے حکم تو دیتے نہیں ہیں وہ تو چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں حکم، اُمم تو دیتے نہیں ہیں تو اب سوال یہ ہے کہ ان کو حکم کس نے دیا ہے، کس کے حکم سے یہ کہہ رہے ہیں۔ یہاں کوئی بادشاہت ہے، کوئی سلطان ہے نہیں، کوئی سرکار ہے نہیں کہ جو کہا جائے کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے، کوئی پیر مرید والا معاملہ ہے نہیں کہ کہا جائے کہ ان کے پیر نے ان کو حکم دیا ہے تو اس کا سوال نہیں ہے لہٰذا حکم کہاں سے آیا ہے یہ مجھے بتا دیجئے جو یہ کہہ رہے ہیں کہ حکم دیا گیا ہے یہ حکم کس نے دیا ہے؟

عزیزانِ گرامی! ۔ بڑی دردناک ہے یہ تاریخ کہ امیہ کی اولاد نے اپنے کفر پر پردہ ڈالنے کے لئے ساری دنیا کو کافر ہی بتایا۔ غور فرمایا آپ نے؟ ایک کتاب ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہاں آپ لوگوں میں سے کسی نے پڑھی بھی ہو۔ فارسی زبان کی ایک کتاب ہے فارسی کا ایک بہت ہی زبردست شاعر گزرا ہے۔ سعدی، شیخ سعدی کا نام آپ لوگوں نے سنا ہوگا۔ شیخ سعدی ایک بہت ہی پاپلر شاعر فارسی زبان کے گزرے ہیں، ان کی ایک کتاب ہے گلستاں۔ بڑی مشہور کتاب ہے۔ گلستانِ سعدی، اس کے اندر بڑی نصیحت آموز و حکمت آموز

کہانیاں ہیں اور چھوٹے چھوٹے قصے ہیں۔ بہت پاپلر کتاب ہے پرشین لٹریچر جن لوگوں نے اردو کے ساتھ ہندوستان والوں نے پڑھا ہے اس میں انھوں نے گلستان سعدی ضرور پڑھی ہے اس کے اندر ایک کہانی ہے وہ کہانی سُن لیجئے، اس کے اندر یہ ہے کہ ایک بڑھیا تھی جس کی کمر جھکی ہوئی تھی تو اس سے پوچھا گیا کہ تم کیا چاہتی ہو تمہاری کمر سیدھی ہو جائے یا ساری دنیا کی کمر جھک جائے، بڑھیا بڑی ظالم تھی صاحب، کہنے لگی میں چاہتی ہوں کہ ساری دنیا کی کمر جھک جائے تاکہ جیسی میں ہوں ویسے سب ہو جائیں۔ معلوم ہوا کہ شریر لوگوں کا نیچر یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کو ٹھیک کرنا نہیں چاہتے اپنا جیسا سب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

صلواۃ بر محمد و آل محمد..... تو عزیزانِ گرامی، جناب عبدالمطلب نے کہا کہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے اور میں کھودوں گا اسے، چنانچہ ان کے بیٹے اور ان کے خاندان والے یعنی بنی ہاشم جسم پر اسلحے سج کے آگئے اور جب یہ جسم پر اسلحے سج کے آگئے اور عبدالمطلب کھڑے تھے اس کو کھودنے کے لئے تو پھر اتنی ہمت کسی کی نہیں پڑی کہ آن کے مقابلہ کرے۔ وہ لوگ جو مخالفت کر رہے تھے وہ پیچھے ہٹ گئے اور انھوں نے اس کو کھودنا شروع کیا، یہاں تک کہ ہماری اردو زبان میں کنویں کے چاروں طرف جو ایک منڈیر ایسی بنا دیتے ہیں اس کو کنویں کی جگت کہتے ہیں۔ پتہ نہیں یہاں کی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ یہاں تک کہ کھدتے کھدتے وہ جگہ آگئی کہ وہ دکھائی دینے لگی۔ اب جب وہ دکھائی دینے لگی تو سب لوگوں کو دلچسپی بڑھی۔ پھر اس کے اندر سے مٹی نکلنے لگی جب اس کے اندر سے مٹی نکلتی رہی، نکلتی رہی، یہاں تک کہ اس کے اندر سے سامان نکلنے لگا۔ تو جو سامان نکلنے لگا اس میں کچھ تو ذرہیں نکلیں، کچھ چمکتی ہوئی قلعی دار تلواریں نکلیں، سونے کے دو ہرن نکلے جو ایران کے بادشاہ اردشیر بابکان نے نذرانے کے طور پر کعبے پر چڑھائے تھے، ایران میں ایک بادشاہ گزرا ہے جس کا نام تھا اردشیر بابکان۔ اردشیر نے خانہ کعبہ میں کوئی منت مانی تھی وہ منت اس کی پوری ہوئی، یہ سب رسول اللہ کی پیدائش سے سینکڑوں برس پہلے کے قصے ہیں، سمجھ لیجئے۔ اس کی

https://downloadshiabooks.com/

منت پوری ہوئی تھی تو اس بادشاہ نے سونے کے دو ہرن بنوا کے کعبے کی دیوار پر لا کے چڑھاوے کے طور پر چڑھا دئے تھے، جس وقت وہ لڑائی ہوئی اور زمزم کنواں چھپایا گیا تو اس وقت کے لوگوں نے وہ دونوں ہرن بھی کعبہ کی دیواروں سے اتار کر کنویں میں ڈال دئے تھے کہ محفوظ رہیں تو سونے کے دو ہرن نکلے کئی چمکدار قلعی دار تلواریں نکلیں، زرہیں نکلیں، اور حضرت اسماعیل کے ذبح کے وقت جو فدیہ کے طور پر دنبہ آیا تھا اس کے سینگ نکلے۔ جیسے پرانے زمانے میں آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ جو لوگوں شکار کرتے تھے، تو شکاری جانوروں کے سینگ اپنے ڈرائنگ روم میں لگا دیتے تھے، چنانچہ وہ دونوں سونے کے ہرن اور سینگ تو کعبے کی دیواروں پر ٹانگ دئے گئے، اس لئے کہ وہ کعبہ کا حصہ تھے اور سب کو پہلے سے معلوم تھا کہ قصے ہیں جو سنتے آئے تھے بزرگوں سے کہ کعبے کے ہیں تو وہ کعبے کی دیوار پر لگا دئے گئے، اس میں کسی نے جھگڑا نہیں کیا۔ اور اب یہ جو زرہیں نکلیں اور چمکدار تلواریں نکلیں اس میں قریش آئے جناب عبدالمطلب کے پاس اور ان سے کہا، عبدالمطلب اس میں ہم کو بھی حصہ دو۔ دیکھئے پہلے مخالفت کر رہے تھے اور اب حصہ لینے آ گئے، اس سے مزاج کا اندازہ ہوگا کہ جب کوئی اچھی تحریک شروع ہوتی ہے تو یہ مخالفت کرتے ہیں، جب کامیاب ہوتی ہے تو حصہ لینے آجاتے ہیں۔ کہنے لگے عبدالمطلب اس میں ہمیں بھی حصہ دو۔ تو عبدالمطلب کہنے لگے کہ دیکھو بھائی ایسا ہے کہ میں قرعہ ڈالتا ہوں، اس میں زرہیں الگ رکھ دو، تلواریں الگ رکھ دو، اس میں قرعہ پڑے گا۔ میں نے نکالا ہے ایک تو میرا حصہ ہونا چاہئے، انھوں نے کہا ٹھیک ہے۔ کہا، اور یہ کہ یہ جو گھر ہے یہ کیا محروم رہ جائے گا ایک اس کا حصہ ہونا چاہئے لہٰذا ایک حصہ اس کا ہوگا اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہارا بھی ہونا چاہئے تو مجھے اعتراض نہیں ہے ایک تمہارا حصہ سہی، تو یہ دو چیزیں ہیں، تین حصے دار ہیں، اس کے اندر ایک خالی رہ جائے گا دو کو مل جائے گا۔ یا میں خالی رہ جاؤں گا، تم اور کعبے کو مل جائے گا یا کعبہ خالی رہ جائے گا مجھ کو تم کو مل جائے گا یا تم خالی رہ جاؤ گے مجھ کو اور کعبے کو مل جائے گا تو قریش

والوں نے کہا، عبدالمطلب بات تم ٹھیک کہہ رہے ہو ہمیں منظور ہے، چنانچہ قرعہ ڈالا گیا، زرہیں نکلیں ابوطالب کے نام، عبدالمطلب کے نام تلواریں نکلیں کعبے کے نام، قریش خالی ہاتھ رہ گئے۔ اب یہ کہانی بھی پوری سن لیجئے جلدی سے وقت کم ہو رہا ہے کہ ان سب کا ہوا کیا؟ تلواریں کعبے کی دیواروں پر لٹکا دی گئیں زرہیں جو جناب عبدالمطلب کے حصے میں آئی تھیں کعبہ کا گیٹ بننے کے واسطے لوہے کی ضرورت تھی، انھوں نے ان زرہوں کو گلوا کر کعبے کا گیٹ بنوا دیا اس کے اندر استعمال کر لیا، وہ زرہیں اپنے استعمال میں نہیں رکھیں بلکہ وہ لوہا پلٹا کے کعبے کی طرف لگوا دیا اور سونے کے ہرن اور اسماعیل کے دنبے کے سینگ کعبے کی دیواروں پر ٹنگے رہے۔ اب ان سونے کے ہرنوں کا واقعہ بھی سن لیجئے۔ ان میں سے ایک ہرن جو تھا وہ ابوجہل والولہب نے چرا کے بیچ ڈالا اور شراب پی گئے اس کی۔ ایک ہرن رسول اللہ کے فتح مکہ کے وقت تک کعبے پر لگا ہوا تھا، جس وقت جناب سرور کائنات بحیثیت فاتح کے مکے میں داخل ہوئے ہیں اور خانہ کعبہ کے بت توڑے ہیں، اس وقت بھی سونے کا ایک ہرن خانۂ کعبہ کی دیوار پر ٹنگا ہوا تھا تو لوگوں نے آن کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس سونے کے ہرن کے لئے کیا حکم ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ جیسے لگا ہے لگا رہنے دو، کیونکہ یہ بت نہیں ہے اس کی کوئی پرستش نہیں کرتا ہے چنانچہ وہ خانۂ کعبہ کی دیوار کے اوپر لگا رہا ہرن۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی متبرک جگہ کے اوپر بطور چڑھاوے کے کوئی قیمتی شے چڑھائے تو وہ نہ اسلام کے خلاف ہے نہ رسول اسلام کے خلاف ہے اور نہ اس کے لئے یہ کہنا جائز ہے کہ لوگ فاقے کر رہے ہیں آپ سونے کی چیز وہاں رکھے ہوئے ہیں۔ فاقے کرنے والے الگ معاملہ ہے اور کسی جگہ چڑھاوے کی کوئی چیز چڑھانا الگ معاملہ ہے۔ جس وقت حضور نے مکہ فتح کیا ہے اس وقت مسلمان بہت غریب تھے مگر ان کی غریبی دور کرنے کا یہ علاج نہیں کیا گیا کہ اس سونے کے ہرن کے ٹکڑے کروا کے بٹوا دیتے۔ آج جو لوگ کہتے ہیں یہ امام باڑے میں سونے چاندی کا سامان جو چڑھایا جاتا ہے یہ اسلام میں کہاں تک جائز ہے، اگر کعبے میں سونے کا ہرن جائز ہے تو امام باڑے

https://downloadshiabooks.com/

میں سونے کا علم بھی جائز ہے۔ صلواۃ بر محمد وآل محمد ....."

توجہ چاہتا ہوں عزیزان گرامی! تاریخ یہ لکھتی ہے کہ یہ سونے کا ہرن لگا رہا کعبہ کے اوپر، رسول اللہ کے پچاس برس بعد تک، ۶۳ھ میں جب یزید کے لشکر نے کعبہ پر حملہ کیا ہے تو اس میں جو لوٹ ہوئی ہے اس میں یزید کے لشکر والے اس ہرن کو لوٹ کے لے گئے اور فوج کی لوٹ میں یہ ہرن چلا گیا معلوم نہیں کون لے گیا کہاں گیا، اس کے بعد سے اس کا کوئی پتہ نہیں ہے یزید کی فوج والے اس کو لے گئے، اور وہ تلواریں بھی لوٹ لے گئے اور وہ دنبے کے جو سینگ لگے ہوئے تھے، وہ خانہ کعبہ کے اوپر جس وقت یزید کی فوج نے آگ برسائی ہے تو اس میں خانۂ کعبہ کا پردہ اور وہ سینگ جل گئے اور اس طریقے سے وہ تمام چیزیں جو تھیں وہ ختم ہوگئیں۔ تو جناب عبدالمطلب کو کافر کہنے والے تاریخ کے اس واقعہ کو جو میں نے آپ کو سنایا ہے، زور دار طریقے پر نہیں بیان کرتے بلکہ بہت مختصر لکھ کے گزر جاتے ہیں کہ ان معاملات پر روشنی نہ پڑے۔

عبدالمطلب کے ایمان کا دوسرا واقعہ اس وقت سامنے آیا جس وقت ان کے بڑھاپے میں جس سال حضور سرور کائنات کی ولادت باسعادت ہوئی ہے خانہ کعبہ کے اوپر ہاتھیوں کا حملہ کیا گیا۔ اور جناب عبدالمطلب ابرھے کے پاس جو اس لشکر کا سردار تھا اپنے اونٹوں کی سفارش لے کے گئے، اس لئے کہ مکہ کے باہر چراگاہ تھی جہاں حضرت عبدالمطلب کے اونٹ چرا کرتے تھے اس کے لشکر نے ان کے اونٹ پکڑ لئے تھے تو یہ اس کے پاس گئے کہ میرے اونٹ چھوڑ دو۔ تو اس نے ان کو سر سے پیر تک دیکھا اور کہا عبدالمطلب مجھے بڑا افسوس ہو رہا ہے، تمہارا ایسا شاندار آدمی اور اتنے بڑے دبدبے و مرتبے کا سردار چند اونٹوں کے لئے آیا ہے اور اس گھر کے لئے تم نے اتنی دیر میں مجھ سے ایک لفظ نہیں کہا، جو گھر تمہارے لئے سب کچھ ہے، شاید عبدالمطلب اونٹوں کا بہانہ کر کے یہی کہنے گئے تھے۔ عبدالمطلب مسکرائے اور کہنے لگے کہ ہاں بات تو تو نے ٹھیک کہی مگر اونٹ میرے تھے میں اپنے اونٹوں کے لئے آیا ہوں، گھر جس کا ہے وہ

خود بچائے گا۔ چلئے یہ بھی مسئلہ حل ہوگیا۔ تو یہ رسول اللہ کے دادا تھے، جن کو آنکھ بند کر کے بغیر تصدیق کے مورخین اسلام نے کافر لکھ دیا، رسول اللہ کے والد کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا، رسول اللہ کے چچا ابوطالب جنہوں نے اپنی آغوش میں سرور کائنات کو پالا تھا، اسلام کی تاریخ کی بڑی مظلوم شخصیت ہیں۔ جن کی ساری خدمتیں، سارے رسول اللہ کے سلسلے میں جو انھوں نے خدمات انجام دئے ہیں، ان سب کو بھلا کے یہ بات کہہ دی جاتی ہے کہ ابوطالب تو کافر تھے، ابوطالب کے کفر کے اوپر جتنا زور ہے شاید اسلام میں کسی کے کفر کے اوپر اتنا زور نہ دیتا ہو مورخ جتنا ابوطالب کے کفر پر دیتا ہے۔ کبھی آپ نے غور کیا کہ ابوطالب جن کی پوری زندگی خدمت رسول میں گزری جن کی پوری زندگی خدمت اسلام میں گزری، جنھوں نے مکہ کے اس پرمحن ماحول میں حضور سرور کائنات کی جان کی حفاظت کی، جن کی وجہ سے کافر جو تھا وہ کانپتا رہا اور اسلام کی طرف ہاتھ بڑھانے کی ہمت نہ کر سکا ان کو سارے خدمات کا اجر یہ دیا گیا کہ ان کو کافر کا خطاب دیا گیا۔ کبھی مسلمان ٹھنڈے دل سے سوچے کہ یہ کیا ہو رہا ہے اسلام کی تاریخ میں۔ خیر اس سبجکٹ کے اوپر بہت پڑھا جا چکا ہے۔ اس سبجکٹ کے اوپر "ایمان ابوطالب" کے اوپر بہت پڑھا جا چکا ہے۔ سینکڑوں مجلسیں آپ سن چکے ہیں۔ مجھے بہت پڑھے ہوئے سبجکٹ کو REPEET کرنا نہیں ہے۔ میں تو صرف ایک بہت پرانی پڑھی ہوئی بات پڑھ دوں اور اس کے بعد اپنے بیان کو آگے بڑھا دوں اور وہ پرانی بات اس لئے پڑھ دوں کہ وہ دس پانچ پرسنٹ نئے لڑکے جو اس مجلس میں ہوں گے جنھوں نے نہ سنا ہو وہ بھی اس کو سن لیں۔ ابوطالب کے لئے ساری زندگی خدمتیں کرنے کے بعد بھی اسلام کی تاریخ کے پاس سوائے الزام کفر کے اور کچھ نہیں ہے۔ میں تو ایک بات جانتا ہوں اور کوئی علمی بات نہیں ہے ایسی بات ہے جو ہر ایک کی سمجھ میں آجائے۔ اس ہندوستان کے اندر اس کا سمجھانا اس لئے آسان ہے کہ یہاں ہر قوم و مذہب کے لوگ رہتے ہیں۔ ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی، پارسی، یہودی سب رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ

https://downloadshiabooks.com/

محبت سے رہتے ہیں مل کے رہتے ہیں، دوستیاں ہیں، تعلقات ہیں، ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ اور مرنے جینے میں ایک دوسرے کے شریک بھی ہوتے ہیں۔ لیکن زندگی بھر کوئی کسی کے ساتھ رہے اس سے کوئی بحث نہیں ہے یہاں ہندو، مسلمان کے ساتھ رہے، مسلمان ہندو کے ساتھ رہے، سکھ عیسائی کے ساتھ رہے، عیسائی پارسی کے ساتھ رہے، کوئی بات نہیں ہے، کوئی یہاں اعتراض نہیں کرتا اس ملک میں۔ لیکن جب کوئی مرجاتا ہے تو آخری کام انجام دینے کے لئے وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جس مذہب کا ORIEGNALY (اوریجنلی) وہ تھا۔ اگر مسلمان ہے تو مسلمان بلائے جاتے ہیں، اگر ہندو ہے تو ہندو بلائے جاتے ہیں، اگر سکھ ہے تو سکھ بلائے جاتے ہیں، اگر عیسائی ہے تو عیسائی بلائے جاتے ہیں، پارسی ہے تو پارسی بلائے جاتے ہیں کہ بھئی آپ کے مذہب کے تھے یہ، انتقال ہوگیا ہے اب جیسا آپ کے یہاں ہوتا ہے وہ کیجئے۔ اور یہ تو بلائے جاتے ہیں اگر بلائے نہ جائیں اور پتہ لگ جائے تو خود سے جائیں گے، یعنی اگر یہ معلوم ہوجائے کہ فلاں محلے میں ایک مسلمان صاحب رہتے تھے۔ اب ان کا انتقال ہوگیا، تو ان کی میت کو لوگ جلانے لئے جارہے ہیں، تو مسلمان دوڑے ہوئے پہنچ جائیں گے کہ نہیں صاحب یہ مسلمان تھے، میت ہمارے حوالے کی جائے، ہم اپنے طریقے سے اسے دفن کریں گے۔ سمجھے آپ؟ اگر بلائے نہ جائیں تو خود زبردستی جائیں گے اور میت کو چھین کے لائیں گے طاقت کے زور پر چاہے زندگی بھر نہ پوچھیں مگر مرنے کے بعد ضرور جاتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ یہ لکھتی ہے کہ موٹے حرفوں سے کہ جب عبدالمطلب کا انتقال ہوا تو رسولؐ اسلام اور حضرت علیؑ نے مل کے ان کا جنازہ اٹھایا اور دفن کیا، سوال یہ ہے کہ اگر عبدالمطلب کافر تھے تو ان کا سگا بھائی ابولہب کہاں مرگیا تھا جو میت لینے نہیں آیا۔ یہ بات غور طلب ہے۔ اب آئیے، میں نے کہا تھا کہ میں اس چیز کو زیادہ تفصیل سے نہیں پڑھوں گا، اس لئے کہ یہ تو بہت پڑھا ہوا ہے مجلس مین سبجکٹ، حضرت حمزہ، رسولؐ اللہ کے چچا، جناب حمزہ بھی رسولؐ خدا کے چچا تھے، تاریخ نے بڑا موٹا اور بڑا... چیپٹر لکھا حمزہ کا اسلام لانا،

اللہ رے مکار، اللہ رے سیانے، کہ تعریف بھی کریں تو اس کے اندر پہلو چھپے ہوئے ہیں مذمت کے، حضرت حمزہ کا اسلام لانا، یہ اسلام لانا کیا مطلب؟ لانے کا کیا مطلب ہے؟ یعنی کل تک نہیں تھے آج لائے، یہی تو مطلب ہوا نا۔ کہ کل تک کافر تھے آج مسلمان ہوئے اسلام لائے، یہی تو حضرت حمزہ کا اسلام لانا ہوا؟ اب سنئے! وہی میگری فائن گلاس والا معاملہ ہے حضرت حمزہ کے اسلام لانے کی کہانی بھی سن لیجئے۔ تاریخ یہ لکھتی ہے کہ حمزہ رسول اللہ سے بہت محبت کرتے تھے، اور ان سے سن میں بھی قریب تھے، چچا بھی تھے اور لگ بھگ ہمسن بھی تھے۔ یعنی رشتے میں چچا بھتیجے بھی تھے AGE گروپ جو تھا وہ قریب قریب ایک ہی تھا۔ جناب حمزہ شکار کے بڑے شوقین تھے اور بہادر بھی بہت تھے، بہت دلیر تھے، ان کی بہادری عرب میں مانی ہوئی، بہادری تھی تو ان کا دستور اور رواج یہ تھا کہ یہ سویرے گھر سے نکلتے تھا اور خانہ کعبہ میں آتے تھے، اور طواف کعبہ کرتے تھے، اور طواف کعبہ کرکے یہ چلے جاتے تھے شکار کھیلنے اور قریب قریب دن بھر یہ مکے کے میدانوں میں، جنگلوں اور ان ٹھکانوں پر جہاں شکار ملتا ہو مکہ کے نواح میں دس دس بیس بیس میل دور اپنے گھوڑے پر سوار یہ شکار کھیلا کرتے تھے۔ شام کو جب پلٹ کے آتے تھے شکار سے تو گھر نہیں جاتے تھے، یہ آن کے پھر خانۂ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد یہ کبھی بیٹھ جاتے تھے کسی کے پاس تھوڑی دیر باتیں واتیں کرتے تھے، جو وہاں گروپ بیٹھے ہوتے تھے ان میں۔ اور کبھی ایسا ہوتا تھا کہ سیدھے اپنے گھر چلے جاتے تھے مگر آن کے طواف کرتے تھے اور طواف کرکے گھر جاتے تھے۔ یہ جناب حمزہ کا کردار لکھا ہے تاریخ نے۔ اب سنئے حمزہ کا اسلام لانا، تاریخ نے بڑی بڑی مکاریاں کی ہیں اور اس کو بہت ٹھنڈے دل سے اور بہت غور سے پڑھنے کی ضرورت ہے۔

ایک دن ابوجہل نے حضور سرور کائنات کی شان میں بہت گستاخی کی اور منھ در منھ آپ کے سامنے آگیا اور آپ کی شان میں بہت نازیبا جملے کہے۔ یہ واقعہ جس جگہ پر ہوا وہاں ایک قبیلہ تھا بنو جزان۔ اس کی خاندان کی ایک کنیز وہاں بیٹھی ہوئی تھی اور وہ یہ

https://downloadshiabooks.com/

سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ یہ کنیز بنو جزان کی وہاں بیٹھی ہوئی اور یہ سارا منظر اس کے سامنے تھا کہ ابوجہل نے حضور سرور کائنات کی خدمت اقدس میں گستاخیاں کیں اور آپ کی شان میں نازیبا کلمے کہے اور آپ چونکہ اخلاق مجسم تھے اور ایسے بدتمیزوں اور گستاخوں کو منہ لگانا آپ کے شایان شان بھی نہیں تھا، آپ نہایت خاموشی کے ساتھ وہاں سے گزر گئے اور اس بدبخت کو پلٹ کے کوئی جواب بھی نہیں دیا۔ اور اس قابل بھی نہیں تھا وہ کہ حضور اس کو جواب دیتے یا اس کو منہ لگاتے۔ وہ کنیز وہ لونڈی جو بیٹھی تھی اس نے سارا منظر دیکھا تھوڑی دیر کے بعد جناب حمزہ شکار کھیل کے واپس آرہے تھے وہ اسی راستے سے گزرے تو بنو جزان کی جو لونڈی بیٹھی ہوئی تھی، اس نے کہا کہ حمزہ مجھے تم سے کچھ بات کرنا ہے، تو یہ رک گئے انھوں نے کہا کیا بات ہے؟ کہا کہ مجھے بڑا افسوس ہوا کہ آج ابوجہل نے تمہارے بھتیجے کو بہت نازیبا باتیں کہیں اور بہت بدتمیزی کی زبان اس نے استعمال کی اور میرا دل بہت دکھا اور مجھے بے انتہا افسوس ہوا۔ حمزہ! یا تو تم لوگ اپنے بھتیجے کی حفاظت کرو یا پھر تم اپنے ہاتھوں ہی اس کو مار ڈالو۔ یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ کے کا جو آدمی اٹھا اس نے جو چاہا کہہ لیا۔ یہ بات اس لونڈی نے حضرت حمزہ سے کہی اور افسوس ظاہر کیا کہ مجھے بڑا صدمہ ہوا اور بڑا دکھ ہوا۔ اور وہ بے چارے کچھ بولے نہیں اور خاموشی کے ساتھ چلے گئے، انھوں نے جواب بھی نہیں دیا۔ حمزہ نے یہ پورا واقعہ سنا، اور واقعہ سن کے آگے بڑھ گئے، دستور کے مطابق وہ خانۂ کعبہ میں آئے انھوں نے طواف کیا جیسے کہ وہ آن کے طواف کرتے تھے، ویسے انھوں نے آن کے طواف کیا۔ اور طواف کعبہ کرکے وہ ہاتھ میں اپنی کمان لئے ہوئے، جو لوہے کی تھی، بڑھے آگے، اور ایک گروپ میں دیکھا کہ ابوجہل بیٹھا ہوا ہے۔ دیکھئے غور سے سنئے گا یہی جو پوائنٹ ہے، ایک گروپ میں دیکھا کہ ابوجہل بیٹھا ہوا ہے، حمزہ غصہ میں بھرے ہوئے آئے، اور آن کے ابوجہل کے سر پر اپنی کمان سے وار کیا، جس سے اس کا سر پھٹ گیا اور خون جاری ہوا، حمزہ نے جو ہاتھ مارا تو اس سے ابوجہل کا سر پھٹ گیا اور اس سے خون جاری ہوا اور ابوجہل کو ڈانٹ کر کہا کہ تو

میرے بھتیجے کے ساتھ گستاخی کرتا ہے اور تجھے یہ نہیں معلوم کہ میں اس کے دین پر ہوں، آپ انصاف سے بتائیے کہ پورا واقعہ سب تاریخوں کے اندر میں نے پڑھ لیا، ابن ہشام نے بھی لکھا ہے اور دوسروں نے بھی لکھا ہے اور طبری نے بھی لکھا ہے اور میں حوالے کہاں تک دوں گا اور کہاں تک آپ کو سناؤں، وہاں حوالہ اسکینڈل بن جائے گا۔ میں حوالے والا معاملہ نہیں چاہتا لیکن اگر جتنے حوالے آپ کو چاہئیں اتنے حوالے میں آپ کو دے سکتا ہوں کہ اس کے اندر کہا کہ میں ان کے دین پر ہوں، اب میں مورخین سے پوچھتا ہوں کہ یہ حمزہ کا ایمان لانا ہوا یا ایمان کا اعلان کرنا ہوا؟ اگر کوئی آدمی اسلام پر اعتراض کر رہا ہو اور میں پلٹ کے حقانیت اسلام کے لئے کوئی بات کہوں اور اس سے کہوں کہ تجھے نہیں معلوم کہ میں مسلمان ہوں، تو مسلمان ہوں کہنا میرا مسلمان ہونا بتاتا ہے یا مسلمان مسلمان ہوں کہنا میرا اسلام لانا بتاتا ہے۔

عزیزان گرامی۔ آج کا وقت تمام ہوا، بات یہیں پر تمام کرتا ہوں۔ اس لئے کہ حمزہ بھی تاریخ اسلام کی بڑی مظلوم شخصیت ہیں، حمزہ ناصر رسولؐ تھے، حمزہ راہ اسلام کے شہید ہیں، اور حمزہ وہ پہلے شہید ہیں کہ انتقام میں یزید کی دادی نے جن کا کلیجا چبایا۔ اسلام کی تاریخ ان حقائق کو ایسے پی گئی ہے، جیسے یہ شربت کے گھونٹ ہیں، حمزہ وہ ناصر رسول تھے کہ جنھوں نے بدر کے میدان میں داد شجاعت دی اور لشکر کفار کے چھکے چھڑا دئے، اور پھر حمزہ احد کے میدان میں بھی تلوار لئے شیروں کی طرح حملے کرتے رہے یہاں تک کہ جب لڑائی کا نقشہ بگڑا اور لوگوں نے میدان جنگ چھوڑنا شروع کیا تو حمزہ ان چند جانباز سپاہیوں میں تھے جنھوں نے میدان جنگ نہیں چھوڑا اور جان توڑ کے اور جی چھوڑ کے لڑتے رہے نصرت اسلام میں یہاں تک کہ ہندہ کا غلام وحشی کہ جس کو اس نے بڑی لمبی رشوتیں دی تھیں اور بڑی لمبی رشوتوں کے وعدے تھے جن میں سے کچھ قابل بیان ہیں اور کچھ ناقابل بیان ہیں۔ اب میں کیا کہوں آپ سے اور کیا پڑھوں، اس نے

https://downloadshiabooks.com/

افریقی قبائیلوں کا، وہ افریقی تھا، وہ نیگرو تھا وحشی اس کا نام تھا، تھا افریقن، افریقہ میں لڑائی کا ایک طریقہ رائج ہے کہ چھوٹے چھوٹے نیزے ہوتے ہیں جنکی انی جو ہے یعنی سامنے کا حصہ جو ہے وہ زہر میں بجھایا جاتا ہے۔ یہ بزدلوں کی لڑائی کا طریقہ ہے کہ جب ان کا نشانہ زد پر ہوتا ہے تو بہت دور سے کھینچ کے اس کو نیزہ مارتے ہیں۔ سامنے آ منے لڑنا مردوں کی شان ہے چھپ کے حملہ کرنا بزدلوں کی شان ہے، وحشی نے جناب حمزہ کے اوپر یہ بزدلوں والا حملہ کیا، وہ چھپا ہوا تھا کہیں نہ کہیں، اس نے دیکھا کہ حمزہ ایک طرف سے لڑتے ہوئے گزر رہے ہیں، جب اس نے دیکھا وہ اینگل بالکل صحیح بن گیا تو اس نے نیزہ پھینکا جو حضرت حمزہ کے پہلو پر لگا اور تاریخ بتاتی ہے کہ ایک پہلو سے لگا اور دوسرے پہلو سے پار ہو گیا اور جناب حمزہ اسی وقت گھوڑے سے گرے اور شہید ہو گئے اور یہ وحشی نے جا کے ہندہ کو خبر دی اور یہ آئی ہے اور اس نے جناب حمزہ کا کلیجہ نکال کے چبایا ہے۔ عورت کے نام پر ایک داغ ہے، عورت کے نرم مزاج کے اوپر ایک دھبہ ہے ہندہ جس نے میدان جنگ میں حمزہ کا کلیجا چبایا۔

بس عزیزان گرامی! محرم کا چاند ہو گیا، آپ حسین پر رونے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ ایک جملہ سن لیجئے اور مجلس وقت کے اندر تمام ہو جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد تاریخ بتاتی ہے کہ حمزہ کی بہن جناب حمزہ کی میت کے اوپر آئیں۔ رسول اللہ کی پھوپھی جناب صفیہ، جب انھوں نے سنا کہ میرا بھائی شہید کر دیا گیا میدان جنگ میں تو جناب صفیہ تڑپتی ہوئی بھائی کی لاش کے اوپر آئیں۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب حضور سرور کائنات کو یہ معلوم ہوا کہ ان کی پھوپھی جناب صفیہ آ رہی ہیں تو فرمایا ان کو روکو، نہ آنے دو لیکن جناب صفیہ اتنی بیقرار تھیں اور بے چین تھیں کہ نہیں رکیں، بڑھتی آ رہی تھیں تو حضور سرور کائنات نے فرمایا، اچھا حمزہ کی میت کے اوپر ایک چادر ڈال دو۔ اس لئے کہ ظاہر ہے کہ میت کا سینہ چاک کیا گیا تھا، میت کی حالت اچھی نہیں تھی۔ رسول اللہ نے یہ نہیں چاہا کہ بہن اس طرح سے بھائی

کی میت کو دیکھے لیکن ظاہر ہے کہ میدان جنگ اور وہ بھی بگڑا ہوا میدان جنگ وہاں کے اوپر کہاں رکھی تھی چادر جوان کی میت کو اڑھا دی جاتی تو میدان جنگ میں چادر بھی نہیں ملی، تو حضور سرور کائنات نے جب دیکھا جناب صفیہ بالکل قریب آ گئیں تو اپنی عبا اتار دی اور عبا اتار کر جناب حمزہ کی میت پر اڑھا دی تاکہ بہن بھائی کی میت کو اس طرح سے نہ دیکھے۔ بس میں نے مجلس کو تمام کیا۔ میں کہوں گا یا رسول اللہ کربلا میں آئیے، ایک بھائی کا ٹکڑے ٹکڑے لاشہ پڑا ہے۔ اک بہن تڑپتی ہوئی آ رہی ہے یا رسول اللہ عبا لے کے آجائیے، بیقرار بہن بھائی کے لاشے تک پہنچ چکی ہے یا رسول اللہ جلدی آئیے، اک چھوٹی سی بچی اپنے باپ کو ڈھونڈتی ہوئی شام غریباں کے اندھیرے میں فریاد کر رہی ہے بابا، بابا، ارے میرے بابا کہاں چلے گئے .....

"تمام شد"

https://downloadshiabooks.com/

دوسری مجلس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

قرآن مجید میں یہ ارشاد فرمارہا ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسولؐ مبعوث کیا ہے، جو ان کے نفسوں میں سے ہے، یعنی ان سے بہت ہی قریب ہے، تاکہ وہ انسان کے درمیان اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفسوں کو پاک کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے جبکہ وہ اس کے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی۔ سلسلۂ کلام آپ کے ذہن میں ہے۔ ہمارے آپ کے درمیان گفتگو کا آغاز ہوا ہے خاندان رسالت کے عنوان سے، کہ رسولؐ کا خاندان کیا ہے، ہم اس کو کیوں چاہتے ہیں؟ اور مانتے ہیں، اور وہ خاندان ایک انتہائی مظلوم خاندان ہے، جس کے ساتھ تاریخ نے انصاف نہیں کیا۔ یہ باتیں ہیں جس کو مجھے آپ کے سامنے دہرانا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں کل جو ہمارے آپ کے درمیان پہلی گفتگو رہی وہ یہ تھی کہ خاندان رسالت پر بنی امیہ کے کافروں نے یہ الزام لگایا کہ سب کے سب کافر تھے، جبکہ قرآن میں خدا یہ فرمارہا ہے کہ ہم نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسولؐ بنایا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے مومنین پر یہ احسان کیا کہ انھیں کے اندر سے ایک کو رسولؐ بنایا ہے۔ دیکھئے غور کیجئے گا، آیت کی صرف لفظیں آدمی سمجھ لے، کچھ تفسیر وفسیر پڑھنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے صرف جو لکھا ہے قرآن پاک میں وہی سیدھے سیدھے اگر اس کو ٹرانسلیشن کی مدد سے یا عربی جانتا ہو ایسے ہی سمجھ

لے تو بالکل معاملہ واضح ہو جاتا ہے۔ "لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا کہ انھیں میں سے ایک کو رسولؐ مبعوث کیا ہے۔ رسولؐ مبعوث ہونے کے بعد یہ اگر مومن بنے ہوتے تو یہ جملے نہ ہوتے۔ دیکھئے اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ رسول اگر یہ پہلے بن چکے ہوتے وہ ایمان بعد میں لائے ہوتے تو پھر یہ ہوتا کہ اللہ نے ان انسانوں پر یہ احسان کیا کہ انھیں میں سے ایک کو رسول بنا دیا، جس کے نتیجے میں تم مومن ہو گئے۔ نہیں، اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسول مبعوث کیا ہے جو ان کے نفسوں میں سے ہے یعنی ان سے بہت قریب ہے، یہ میں دو دن سے مسلسل پڑ رہا ہوں آپ کے سامنے کہ عربی کا مزاج یہ ہے کہ زبان کا جس کو بہت ہی کیلوز، بہت ہی قریب، بیان کرنا ہوتا ہے اس کے لئے لفظ نفس استعمال کرتے ہیں۔ اب آج میں آپ کو آپ کی ایک بہت ہی "یاد" چیز یاد دلادوں کہ قرآن میں جو آیۂ مباہلہ ہے، اس کے اندر بھی یہ لفظ موجود ہے "انفسنا وانفسکم" ہم اپنے نفسوں کو لائیں تم اپنے نفسوں کو لاؤ یعنی ہم ان کو لائیں جو ہم سے بہت زیادہ کیلوز ہوں، تم ان کو لاؤ جو تم سے بہت زیادہ کیلوز ہوں تو رسولؐ اللہ اپنی طرف سے جو اپنے سے سب سے زیادہ کیلوز کو لے گئے وہ مولا علی تھے، یہ تو بہت مشہور اور یاد آیت ہے آپ کو آیۂ مباہلہ، جس میں نصاریٰ نجران کے مقابلے میں اللہ نے حکم دیا تھا اپنے رسولؐ کو کہ اگر یہ اب بحث کرتے رہے اور نہیں مان رہے ہیں اور کٹ حجتی کر رہے ہیں تو ان سے کہئے کہ تم اپنے بیٹوں کو لاؤ، ہم اپنے بیٹوں کو لائیں، تم اپنی عورتوں کو لاؤ ہم اپنی عورتوں کو لائیں، تم اپنے نفسوں کو لاؤ ہم اپنے نفسوں کو لائیں۔ تو مِنْ اَنْفُسِهِمْ تھے تو اب وہ لوگ جو رسولؐ اللہ سے بہت زیادہ کیلوز تھے ان کی ایک مثال تو سامنے آ ہی گئی۔ جیسے مولا علیؑ تو رسولؐ جس خاندان سے تھے وہ خاندان کون سا تھا؟ جس گھر سے رسولؐ نکلتے تھے، جو فیملی تھی، ہر آدمی کا ایک خاندان ہوتا ہے بالکل اس کے قریب لوگ ہوتے ہیں، بالکل اس کے کیلوز لوگ ہوتے ہیں وہ کون ہوتے ہیں؟ اس کا باپ ہے، اس کا چچا ہے اس کا

https://downloadshiabooks.com/

بھائی ہے اسی طرح کے لوگ تو اس کے قریب ہوتے ہیں، تو رسول اللہ جس گھر میں رہتے تھے، اس گھر کے دروازے سے کون لوگ نکلتے تھے، کبھی اس گھر سے ہاشم نکلتے ہوں گے، کبھی اس گھر سے حمزہ نکلتے ہوں گے، کبھی اس گھر سے جعفر نکلتے ہوں گے، کبھی اس گھر سے علی نکلتے ہوں گے، کبھی اس گھر سے محمد نکلتے ہوں گے، وہی تو ایک خاندان تھا، وہی تو ایک فیملی تھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ التزام قدرت یہ ہے کہ قرآن میں یہ سب کے سب مومن کہے جا رہے ہیں دیکھئے غور کیجئے گا، انصاف کیجئے گا، میں اپنے باپ دادا کی بات نہیں کہہ رہا ہوں کہ جو آپ مجھ پر الزام لگائیں کہ صاحب یہ تعصب میں پڑھ رہے ہیں، ارے کتنے غضب کی بات ہے، کہ ہم جس کا کلمہ پڑھ رہے ہیں، اس کے باپ دادا کی بات کر رہے ہیں، یہ مرزا محمد اطہر صاحب کے باپ دادا کی بات نہیں ہے کہ وہ ایسے ایسے ایسے تھے، یہ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی سیٹھ کسی رئیس کسی نیتا، کسی انڈسٹریلسٹ، کسی بڑے بزنس مین کی بات نہیں ہے جو انھوں نے کہا کہ ارے صاحب انھوں نے کئی لاکھ روپئے لئے ہیں ان سے ان کے باپ دادا کی تعریف کرنے کے لئے، اس لئے تعریف کر رہے ہیں، یہ نہ ہم اپنے باپ دادا کی تعریف کر رہے ہیں نہ آپ کے باپ دادا کی تعریف کر رہے ہیں، یہ ہم حضرت محمد مصطفٰےؐ کے باپ دادا کی تعریف کر رہے ہیں۔ یہ ہم ان کے باپ دادا کی تعریف کر رہے ہیں جن کا سب مسلمان کلمہ پڑھتے ہیں۔ جنھوں نے ہم کو اسلام دیا ہے، جنھوں نے ہمیں قرآن دیا ہے، جنھوں نے ہمیں اللہ کا آخری میسج دیا ہے، جنھوں نے ہم کو انسان بنایا ہے، جن کے سہارے ہمیں قیامت کے دن بخشش کی امید ہے، جن کے واسطے سے ہم نجات کی امید لگائے ہوئے ہیں۔ قیامت کے دن ہم یہ دعوا کریں گے کہ ہم ان کی امت میں ہیں، ہم ان کے فالوور ہیں، ہم ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے، ہم نے ان کی بات مانی تھی، یہ ان کے باپ دادا کا ذکر ہے۔ اب اگر اس کے بعد بھی مجھ پر کوئی الزام تعصب لگائے، تو یہ بتائیے کہ پھر کس کے باپ دادا کی بات کی جائے۔ صلواۃ بر محمد و آل محمد۔

تو اب حضور غور کیجئے۔ کہ یہ کون لوگ ہیں؟ یہ ابو طالب ہیں، یہ عبد المطلب ہیں، یہ

حمزہ ہیں، یہ جعفر ہیں، یہ علیؑ ہیں۔ اسی خاندان و اسی فیملی کی فرد سرکار بھی ہیں۔ یہی خاندان تو ہے اس کے علاوہ تو نہیں ہے کوئی، لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے، تو انھیں لوگوں پر اللہ نے احسان کیا ہے، یعنی ہاشم پر احسان کیا ہے، ابو طالب پر احسان کیا ہے، عبد المطلب پہ احسان کیا، حمزہ پر احسان کیا، جعفر پہ احسان کیا، علیؑ پر احسان کیا، عقیل پہ احسان کیا، انھیں لوگوں پہ احسان کیا، کہ انھیں میں سے ایک کو چن کے نبی بنا دیا، اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ جو انکے نفسوں میں سے ہے۔ اب نفسوں کا معاملہ مزید واضح ہو گیا میدان مباہلہ میں کہ اسی فیملی میں ایک ہے جو رسولؐ کا نفس بن کے گیا بھی، ہے نا انھیں میں سے رسول مبعوث کیا گیا یہ اللہ نے ان پر احسان کیا مومنین پر، یہ اللہ نے احسان کیا، تو عزیزان گرامی، یہ پیغمبروں کا گھرانہ تھا، یہ جناب ابراہیم و جناب اسماعیل کا خاندان تھا یہ خانۂ کعبہ والوں کا خاندان تھا، انھیں کے ڈائرکٹ وارث ہیں ہمارے رسولؐ بھی اور مولا علیؑ بھی، یہ مسلمانوں کا نہیں، نبیوں کا گھرانا تھا، خالی مسلمان ہی نہیں، پیغمبروں کی فیملی تھی اولیاء اللہ کی فیملی تھی، خاصان خدا کی فیملی تھی، قربانی دینے والوں کی فیملی تھی اور پیغمبروں کی تو بڑی بات ہے، ہم لوگ جو خاندانی مسلمان ہیں، ہمارے لئے گالی ہے اگر آپ ہمارے بزرگوں کو یا ہمارے کسی رشتے دار کو کافر کہہ دیجئے تو۔ اگر میں بیٹھا ہوا کہیں ذکر کر رہا ہوں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ بچپن میں وہاں جاتا تھا اور آپ پوچھ لیں کہ آپ کے چچا مسلمان تھے اطہر صاحب کیا؟ میں کہوں کہ میں اپنے دادا کے پاس بیٹھا ہوا تھا، جب یہ واقعہ ہوا چھوٹا سا تھا میں، کہیں آپ کے دادا مسلمان تھے؟ میں کہوں میرے والد نے مجھے یہ بتایا، آپ کے والد کیا مسلمان تھے؟ چاہے آپ مجھے گالی دے دیجئے اور چاہے یہ پوچھئے بات ایک ہی ہے اس لئے کہ ہم خاندانی پشتینی مسلمان ہیں، ہمارے سارے رشتے دار مسلمان ہیں، ہماری ساری فیملی مسلمان ہے، جہاں جہاں خاندان سے لڑکیاں آئیں ہمارے یہاں وہ سب مسلمان، جہاں جہاں ہم نے خاندان میں لڑکیاں دیں وہ سب مسلمان، ہم سب مسلمان ہیں خاندانی نسلی مسلمان

https://downloadshiabooks.com/

ہیں، لہٰذا ہم سے یہ سوال کرنا کہ کیا آپ کے چچا مسلمان تھے، کیا آپ کے باپ مسلمان تھے، کیا آپ کے دادا مسلمان تھے، کیا آپ کے ماموں مسلمان تھے، کیا آپ کے نانا مسلمان تھے، یہ ہماری بہت بڑی توہین ہے۔ اگر آپ ہماری انسلٹ کرنا چاہتے ہیں تو چاہے آپ ہمیں کھڑے ہو کے گالیاں دے دیجئے اور چاہے آپ ہمارے چچا کے لئے، باپ کے لئے نانا کے لئے، دادا کے لئے یہ پوچھ لیجئے کہ کیا مسلمان بھی تھے، یہ دونوں باتیں جو ہیں یہ ہماری نظر میں برابر ہیں۔ اور ایک بات یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ہم اتنے بزدل بھی نہیں ہیں کہ اگر ہمارے خاندان میں کوئی اسلام چھوڑ کے چلا جائے تو ہم اس کو چھپائیں، ہم چور نہیں ہیں کہ ہم کسی معاملے کو چھپائیں اگر ہمارے خاندان میں حالات کے دباؤ میں وقت کے تقاضے سے، کسی وجہ سے بھی کوئی اسلام چھوڑ دے گا تو ہم بتادیں گے کہ وہ ہمارے رشتے دار تو ضرور ہیں مگر مسلمان اب نہیں رہے اس غلط فہمی میں نہ رہئے گا وہ دوسری طرف چلے گئے، انھوں نے مذہب بدل دیا، یہی وجہ ہے کہ مکہ میں ہزاروں کافر تھے، لاکھوں کافر تھے، قرآن نے ہر ایک کے لئے سورہ نہیں بھیجا مگر جب رسولؐ کا چچا کافر ہوا تو قرآن میں سورہ آیا۔ صلواۃ.....

توجہ چاہتا ہوں عزیزان گرامی، اسلام کے فلسفے کو لوگ نہیں سمجھ پائے، کہا اسلام، بڑے موذی خدا کی قسم بڑے ظالم ٹیکنیکل گراونڈ پر کافر کہتے ہیں، دیکھئے ایک لفظ، ٹیکنیکل گراونڈ کے اوپر یعنی وہ تھے نہیں اصل میں کافر، ٹیکنیکل گراونڈ پر کافر ہو گئے۔ اب ٹیکنیکل گراونڈ کیا ہے؟ سن لیجئے، بچے یاد رکھیں ٹیکنیکل گراونڈ کو۔ میں نے قانون نہیں پڑھا ہے، میں اس کا آدمی نہیں ہوں، لیکن اتنی زندگی جو آدمی گزارے وہ سینکڑوں چیزیں سنتا ہے نا، دوستوں میں بیٹھ کے عزیزوں میں بیٹھ کے، ریل پر سفر میں اور ادھر ادھر آدمی گھومتا رہتا ہے تو بہتیری باتیں اس کے کانوں میں پڑا کرتی ہیں، بہت سے مقدمے، انھوں نے کہا صاحب ٹیکنیکل گراونڈ پر خارج ہو گیا۔ اب ٹیکنیکل گراونڈ پر کیا خارج ہو گیا؟ پراپرٹی میری ہے مگر مجھے مثلاً دو مہینے پہلے ٹوٹس دینا چاہئے تھا، وہ ٹوٹس نہیں دیا میں نے، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پراپرٹی

میری نہیں رہی، پراپرٹی ہے میری جس کے لئے میں نے کیس کیا ہے لیکن چونکہ اس کے لئے قانوناً دو مہینہ پہلے ایک نوٹس مثلاً دینا چاہئے تھا، وہ نوٹس دینا رہ گیا، یا اس کا ٹائم مثلاً دو مہینہ پہلے دینا چاہئے، ہم نے ۴۵ دن پہلے دیا، تو یہاں پر یہ ٹیکنیکل پوائنٹ پیدا ہو گیا کہ یہ نوٹس ۶۰ دن پہلے آنا چاہئے تھا اور یہ نوٹس ۶۰ DAYS پہلے دیا ہی نہیں دیا ۴۵ دن پہلے دیا گیا ۱۵ دن اس میں کم ہیں، انھوں نے کہا یہ کیس خارج ہو گیا اب پھر سے داخل کیجئے مثلاً۔ تو یہ معاملہ ہے۔ تو یہ جو رسولؐ اللہ کے بزرگ کافر کہلاتے ہیں، یہ بچارے ٹیکنیکل گراونڈ پر کافر ہیں، کافر اصلیت میں ہیں نہیں، ٹیکنیکل گراونڈ پر مسلمانوں نے کافر کہہ دیا، اب ٹیکنیکل گراونڈ کیا ہے وہ بھی سن لیجئے۔ راوی جو ہے، راوی کا نام تو آپ نے سنا ہی ہو گا۔ راوی جو ہے وہ ایک سرٹیفکٹ ایشو کرتا ہے، اس سرٹیفکٹ میں یہ لکھتا ہے کہ فلاں صاحب نے اسلام قبول کیا میرے سامنے، وہ دکھاتے ہیں سب کو کہ دیکھو یہ ہے تو وہ اسلام کنفرم ہوتا ہے بالکل، یہ رسول کے خاندان والے تھے بچارے چاہے وہ جناب ہاشم ہوں یا جناب عبدالمطلب ہوں، یا جناب ابوطالب ہوں، ان کے پاس وہ سرٹیفکٹ نہیں تھا۔ کہ جس سے ان کا اسلام ثابت ہو، لہٰذا انصاف پسند مسلم مورخین نے ٹیکنیکل گراونڈ پر ان کو کافر کہہ دیا۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ سرٹیفکٹ کا معاملہ کیا ہے؟ ہم نے بھی دیکھے ہیں سرٹیفکٹ، کسی مسجد کے پیش امام کا سرٹیفکٹ، کسی مدرسہ کے پرنسپل کا سرٹیفکٹ، خانقاہ کے پیر یا بزرگ کا سرٹیفکٹ، لیٹر ہیڈ ہوتا ہے ایک باقاعدہ اس پر ان کا نام وام چھپا ہوتا ہے۔ ڈزگنیشن ہوتا ہے کہ قاضی ہیں، مفتی ہیں، پرنسپل ہیں، پیش نماز ہیں، سب اس پر ان ڈگریاں وگریاں ہوتی ہیں، لیٹر ہیڈ ہوتا ہے اس کے نیچے لکھا ہوتا ہے کہ فلاں ولد فلاں نے بغیر کسی جبر واکراہ کے اور زبردستی کئے بغیر میرے سامنے اسلام قبول کیا اور کلمہ طیبہ پڑھا فلاں تاریخ میں، اس میں ڈیٹ لکھی ہوتی ہے مثلاً ۱۵ مئی سنہ ۹۶ کو اس نے بغیر کسی جبر واکراہ کے اسلام میرے سامنے قبول کیا اور میں نے اس کا اسلامی نام یہ رکھا اور اس کے نیچے ان کے دستخط ہوتے ہیں اور مہر ہوتی ہے باقاعدہ۔ اب وہ آیا یہاں

https://downloadshiabooks.com/

اس نے کہا کہ بھائی میں تو مسلمان ہو گیا ہوں دیکھو یہ سرٹیفکٹ ہے۔ یہ سرٹیفکٹ ہوتا ہے ہم نے بھی دیکھا ہے، مگر یہ ہمیشہ ان کے پاس ہوتا ہے جو نئے مسلمان ہوتے ہیں، صلواۃ.... جو خاندانی مسلمان ہوتے ہیں، جن کے باپ دادا پر دادا بھی مسلمان ہیں، ان کے پاس کوئی سرٹیفکٹ نہیں ہوتا۔ اب اگر آپ کہیں کہ اطہر صاحب آپ ابھی جو آئیے گا تو سرٹیفکٹ لے آئیے گا، تو واللہ میرے پاس نہیں ہے آپ مجھے مسجد میں انٹر ہونے دیں یا نہ انٹر ہونے دیں، وہ سرٹیفکٹ میرے پاس نہیں ہے، انھوں نے کہا اچھا آپ کا نہ ہو آپ کے والد کا رکھا ہو تو وہ لیتے آئیے ہم آپ کو مان لیں گے، والد کے پاس بھی نہیں تھا، میرے دادا کے پاس بھی نہیں تھا، ہم لوگ پشتینی مسلمان ہیں ہمارے پاس اسلام لانے کا سرٹیفکٹ نہیں ہے، تو عزیزان گرامی، تو مسلموں نے غصہ میں ان پشتینی مسلمانوں کو کافر کہدیا۔ صلواۃ.....

توجہ چاہتا ہوں عزیزان گرامی، کل تک میں نے آپ کے سامنے جناب حمزہ کا ذکر کیا تھا کہ جناب حمزہ نے یہ فرمایا کہ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میں ان کے دین پر ہوں، جناب حمزہ نے یہ نہیں کہا کہ میں نے ان کا دین آج سے قبول کر لیا ہے، میں اسلام لے آیا ہوں، نا، کیا تجھے نہیں خبر کے میں ان کے دین پر ہوں، ہوں کا کیا مطلب ہے؟ آج سے اگر کوئی چیز کوئی قبول کر رہا ہے تو ہوں نہیں کہے گا، وہ یہ کہے گا کہ میں نے ان کا دین قبول کر لیا ہے۔ جناب حمزہ یہ نہیں کہتے ہیں کہ میں نے ان کا دین قبول کر لیا ہے جناب حمزہ کہتے ہیں کہ میں ان کے دین پر ہوں، کیا تجھے نہیں معلوم کہ میں ان کے دین پر ہوں، وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے دین پر ہوں، مورخین کہتے ہیں کہ اسلام لے آئے، اور آئیے، یہ تو وہ ہیں رسولؐ کے خاندان کے لوگ جو ابھی تک میں نے سنائے، جو رسولؐ سے سن میں بڑے ہیں، کوئی رسولؐ کے دادا ہیں کوئی رسولؐ کے چچا ہیں، کوئی پر دادا ہیں اس طرح سے، اب آئیے رسولؐ سے چھوٹے، جناب جعفر، جعفر طیار، جو ایک موقع کے اوپر کہتے ہیں کہ کبھی میں نے بت کو سجدہ نہیں کیا، کبھی میں نے شراب نہیں پی، اور کبھی میں نے کسی قسم کا اور کوئی گندہ گناہ

نہیں کیا، مطلب واضح ہو گیا ہو گا۔ یہ اپنے کیریکٹر کے متعلق جناب جعفر کہہ رہے ہیں، یہی چیز جناب عبدالمطلب کے لئے بھی کہی گئی، کہ عبدالمطلب بت کو سجدہ نہیں کرتے تھے، عبدالمطلب شراب سے دور رہتے تھے، اور جھوٹ سے، اور عبدالمطلب نے اس طرح کے گندے گناہ جو ہوتے ہیں ان کی طرف کبھی نظر نہیں ڈالی، ان کا دامن پاک رہا، حضور سرور کائنات کے والد جناب عبداللہ اتنے خوبصورت تھے جناب عبداللہ کے حجاز جس کو آج سعودی عرب کہنے لگے ہیں، عراق، شام یہ تین ملک ہیں، حجاز سے سعودیہ کی سرحدیں عراق سے ملی ہوئی ہیں، ادھر شام عراق سے ملا ہوا ہے، آپ میپ میں دیکھئے یہاں سے وہاں تک، جس میں آج دنیا کے تین ملک بستے ہیں۔ تاریخ لکھتی ہے کہ جناب عبداللہ سے زیادہ خوبصورت جوان نہیں تھا پورے تین کنٹریز میں ملا کے، حجاز، عراق، شام۔ ان تین کنٹریز میں ملا کے جناب عبداللہ سے زیادہ خوبصورت جوان نہیں تھا، اور جناب عبداللہ کے متعلق تاریخوں میں لکھا ہے کہ جناب عبداللہ اپنے والد کے ساتھ اکثر سفر میں جاتے تھے تو یہ جہاں جا کے ٹھہرتے تھے وہاں ان کے دیکھنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی یعنی لوگ جناب عبداللہ کی صورت دیکھنے آیا کرتے تھے کہ اللہ اتنا خوبصورت انسان بھی ہو سکتا ہے کوئی جیسے عبداللہ ہیں یعنی ان کی خوبصورتی کے ڈنکے بجے ہوئے تھے اور اس خوبصورتی کے ساتھ تاریخ جناب عبداللہ کے کردار کی پاکیزگی کی قسمیں کھا رہی ہے کہ جناب عبداللہ نے نوجوانی اور حسن کے عالم میں کبھی کسی طرف گردن گھما کے نہیں دیکھا ہے، تاریخ نے ان واقعات کو دلو چھپایا ہے مگر ہزار چھپانے کے بعد بھی کہیں نہ کہیں سے انتظام قدرت ہے کہ ایک آدھ ٹکڑا آ گیا ہے جس سے ہم کو رہبری ملی ہے۔ اب آپ پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ دین کیا ہے؟ اسلام کیا ہے اور کفر کیا ہے؟ آج بہت آسان ہے فیصلہ کرنا جب حضور سرور کائنات کا پیغام ہمارے درمیان ہے لیکن حضور سرور کائنات کے پیغام کے اعلان سے پہلے مذہب اور دین کی اسپرٹ سمجھئے کہ کیا ہے؟ کس کو ہم مسلم کہیں گے کس کو ہم کافر کہیں گے؟ کون مشرک

https://downloadshiabooks.com/

ہے کون مومن ہے؟ اس دین کی اسپرٹ سمجھنا چاہئے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم مذہب کی اسپرٹ کے اوپر غور نہیں کرتے کہ اصل چیز روح ہے مذہب کیا ہے؟ اس کا خلاصہ بتائیے کہ مذہب کیا ہے؟ تو عزیزان گرامی مذہب کی اسپرٹ جو ہے وہ پانچ چیزوں کے اندر ہے۔ توجہ کیجئے گا اور جہاں جہاں میری آواز جا رہی ہے وہاں وہاں بچے سنیں خاص طور پر، تاکہ ان کو لیجن کا فلسفہ معلوم ہو، کہ فلاسفی آف اسلام کیا ہے، فلاسفی آف مذہب کیا ہے؟ مذہب جو ہے پانچ چیزیں ہیں اس کے اندر ٹھوس بنیاد، ایک چیز اپنے دین کی حفاظت کرو، نمبر ایک، میں ابھی آپ کے سامنے وضاحت کروں گا اس کی۔ ایک چیز یہ کہ اپنے دین کی حفاظت کرو، دوسری چیز یہ کہ جان کی حفاظت کرو، اپنی جان ہو یا دوسرے کی جان ہو، دین کی حفاظت کرو، جان کی حفاظت کرو، تیسری چیز جو ہے وہ یہ کہ عقل کی حفاظت کرو، اس لئے کہ اگر عقل تمہارے پاس سے نکل گئی تو بھکاری بن جاؤ گے دنیا میں، چوتھی چیز یہ ہے کہ مال کی حفاظت کرو اور پانچویں چیز یہ ہے کہ نسل کی حفاظت کرو۔

پھر سنئے دین کی حفاظت کرو، جان کی حفاظت کرو، عقل کی حفاظت کرو، نسل کی حفاظت کرو، مال کی حفاظت کرو، دین کی حفاظت کرو، مذہب کی پہلی چیز چونکہ دین کی حفاظت کا حکم ہے اس لئے شرک کو حرام کیا، اس خدائے واحد و یکتا کو مانو، شرک نہیں، دین کی حفاظت کرو اس لئے شرک حرام ہے، جان کی حفاظت کرو، اس لئے دوسرے کا قتل کرنا حرام اور اپنی خودکشی حرام، عقل کی حفاظت کرو، اس لئے شراب حرام، اس لئے کہ شراب پینے کے بعد عقل قابو میں نہیں رہ جائے گی، عقل کی حفاظت کرو اس لئے شراب حرام، مال کی حفاظت کرو اس لئے چوری حرام، نسل کی حفاظت کرو، اس لئے زنا حرام ..... یہ ہے دین کا تھیم، یہ ہے دین کا جسم، یہ ہے دین کا خلاصہ یہ ہے دین کی تھیسز کہ دین ایک ایسا انسان کریٹ کرنا چاہتا ہے جس کے اندر دین کی حفاظت کا جذبہ ہو، اپنی اور دوسرے کی جان کی حفاظت کا جذبہ ہو، اپنی عقل کی حفاظت کا جذبہ ہو، اپنے مال کی حفاظت کا جذبہ ہو، اور اپنی نسل کی

حفاظت کا جذبہ ہو، اگر یہ چیز ہے تو وہ مسلمان کہا جائے گا، اب اگر ابو طالب نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا، اگر عبدالمطلب نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا، اگر جعفر نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا، اگر حمزہ نے کبھی بت کو سجدہ نہیں کیا، اگر ان میں سے کسی نے شراب کو ہاتھ نہیں لگایا، اگر ان میں سے کوئی کبھی گندے جنسی جرائم میں ملوث نہیں ہوا تو اصلی مومن تو یہی ہیں اور اسلام میں آپ چاہتے کیا ہیں۔ صلواۃ ـــــ" کیا سمجھتے ہیں آپ رسول اللہ کے دادا کو، حضرت عبدالمطلب کے لئے روم کے بادشاہ کی لڑکی کا پیغام آیا، انھوں نے درخواست کرائی کہ آپ شادی کر لیجئے ہماری لڑکی سے، انھوں نے منظور نہیں کیا۔ کیوں صاحب! روم کے بادشاہ کا داماد ہو جانا کوئی معمولی بات ہے؟ جبکہ یہ بھی ہے کہ عربوں کے پاس کچھ نہیں تھا، کھانے کے لئے نہیں تھا اور پینے کے لئے نہیں تھا۔ اور رہنے کے لئے نہیں تھا اور پانی تک نہیں تھا پوری طرح سے اور غریبی تھی اور اس کے بعد رومن امپائر، وہاں خود سے رکویسٹ ہو رہی ہے کہ آپ شادی کر لیجئے ہماری بیٹی سے، اور یہ ریت پر بیٹھے ہوئے اتنے مست ہیں کہ، نو، ہم نہیں کریں گے شادی کون سی بات ہے؟ یہ اصول پرستی کی بات ہے، دین پرستی کی بات ہے، یہ مذہب پرستی کی بات ہے ورنہ دنیا داری میں تو ایسے موقعوں کی تاک میں رہتا ہے آدمی آپ مجھے انصاف سے بتائیے اللہ جھوٹ نہ بلوائے یہیں سینکڑوں مل جائیں کہ جناب میں تیار ہوں۔

عزیزان گرامی، اس کو کوئی دنیا میں بتائے گا نہیں اس کا راز۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ جو ہم خاک نشین ہی بتا سکتے ہیں اور کوئی دوسرا بتا نہیں سکتا۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں حضور تاریخ کی بعض الجھنیں کہ جن کو ہم غلامان اہل بیت ہی حل کر سکتے ہیں، ہم اپنے نہ عالم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں نہ محقق ہونے کا دعوا کرتے ہیں، خود تو ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے لیکن جس سرکار میں ہم غلامی کرتے ہیں، وہ سرکار بہت بڑی ہے، عزیزان گرامی! جب میں متوجہ کر دوں گا تو اس مجلس میں بیٹھا ہوا بچہ کہے گا کہ ہاں جواب ہمارے پاس تھا، صرف جواب آپ کی

https://downloadshiabooks.com/

جیب میں رکھا ہے، خالی مجھے آپ کو بتانا ہے کہ یہ کس رنگ کا کاغذ ہے جس میں جواب لکھا ہے اور نہ آپ کے پاس ہے، یہ جناب عبدالمطلب کیوں شادی نہیں کر رہے تھے، معلوم ہے اس لئے کہ عبدالمطلب جانتے تھے کہ ان کے صلب میں کون سا نور چل رہا ہے، اور یہ ہم زیارت میں پڑھتے ہیں کہ اشھد انک کنت نوراً میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نور تھے اصلاب میں کہ جو پاک و پاکیزہ ہیں اور ان ماؤں کے شکموں میں بھی کہ جو پاک و پاکیزہ ہیں، تو بادشاہ کی بیٹی ہو یا شہنشاہ کی بیٹی ہو، جب تک کہ پاک سلسلہ نہ ملے گا ان میں سے کوئی شادی کرے گا نہیں، صلواۃ۔"

ہمیں قرآن رکھنا ہے کپڑے پر تو کپڑا پاک ہونا چاہئے، حلال و طیب روزی کا ہونا چاہئے، بادشاہ کے محل کا آیا ہوا کپڑا ہو مگر گندہ ہو، نجس ہو، ناجائز ہو تو ہم اس پر قرآن پاک رکھنے کے روادار نہیں ہوں گے، قرآن پاک رکھنا ہے تو پاک و پاکیزہ ٹھکانا ہونا چاہئے بالکل ہر اعتبار سے پاک ہونا چاہئے ظاہری باطنی، طہارت ظاہری بھی ہو اس کی اصلی حقیقت میں بھی پاکیزگی ہو، تبھی وہ اس قابل ہے ورنہ قرآن پاک کی انسلٹ ہے کہ ہم اس کو کسی نجس ٹھکانے کے اوپر لے جا کے رکھیں، تو عزیزان گرامی یہ وہ لوگ تھے جو حضور کے بزرگ تھے، حضور کے خاندان والے تھے، اور حضور کے اس سلسلے کے لوگ تھے جن کے ساتھ اسلام کی تاریخ نے انصاف نہیں کیا،

اب آئیے، اس تمہید کے بعد جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی، ہمارے اوپر کچھ لوگ ان باتوں پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہتے ہیں یہ لوگ جو ہیں، یہ تو ایک ہی خاندان کے ہو کے رہ گئے ہیں، بس ایک ہی گھرانے کے بس، اور صاحب اس میں بات یہ ہے کہ یہ ایرانی اثرات ہیں ان لوگوں کے اوپر، ایرانی اثرات ہیں، کیونکہ ایران میں شہنشاہیت تھی، باپ کے بیٹا، اس کے بعد اس کا بیٹا، اس کے بعد اس کا بیٹا لہٰذا یہ ایرانی اثرات ہیں جو رسولؐ کے خاندان میں، ان کی نسل میں، ان کی امامت کا سلسلہ اور ان کے بعد وہ امام، ان کے بعد ان کے بیٹے امام، اور ان کے بعد ان کے بیٹے امام، یہ شیعوں کے اندر جو اثرات ہیں یہ ایرانی اثرات ہیں۔ ایرانی

اثرات کا مطلب سمجھے آپ، یعنی غیر مسلم اثرات، بعضوں نے اپنے دل کی بھڑاس یوں نکالی کہ یہودی عقائد ان کے اندر پیدا کر دئے ہیں، تاریخ میں ہم زخمی کھڑے ہیں، جس کے ہاتھ میں جو ہے وہ مار رہا ہے۔ خدا کی قسم انصاف نہیں ہوا ہے ہمارے ساتھ، تاریخ میں ہمارا وجود جو ہے وہ ایسا وجود ہے جیسے کوئی آدمی بیچ میں کھڑا ہو اور چاروں طرف اس کے مجمع ہو اور جس کے ہاتھ میں جو ہو وہ مار رہا ہو، جس کے ہاتھ میں بھالا ہے وہ بھالا مار رہا ہے، جس کے ہاتھ میں چاقو ہے وہ چاقو مار رہا ہے، جس کے ہاتھ میں چھری ہے وہ چھری اتارے دے رہا ہے اس کے جسم میں، قینچی ہاتھ میں لئے ہے تو اسی سے چاہتا ہے کہ تھوڑا سا گوشت اس کا کاٹ لے۔ جی ہاں، کچھ لوگوں نے فرمایا یہ ایرانی اثرات ہیں، کچھ لوگوں نے فرمایا یہ یہودی اثرات ہیں، خطا کیا ہے؟ جس پہ سب کو غصہ آیا ہوا ہے، جرم ہم سے کیا ہوا ہے؟ کہ رسولؐ کے بزرگوں کو مومن کہتے ہیں، رسولؐ کی نسل کو معصوم کہتے ہیں، یہ قصور ہمارا سن لیجئے، قصور ہمارا جو ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو برا نہیں کہا، کسی کی شان میں گستاخی نہیں کی، کسی سے لڑے نہیں، کسی سے جھگڑے نہیں، قصور یہ ہے کہ جہاں ہر شخص حسب استطاعت ہاتھ میں پتھر لئے ہوئے اور مٹی لئے ہوئے اور سنگریزے لئے ہوئے رسولؐ کے خاندان پر اچھال رہا تھا، وہاں ہم ایک ایسے نکلے جنھوں نے ان کے بزرگوں کو مومن کہہ کے سلام کیا، اور ان کے خوردوں کو معصوم کہہ کے ان کے ہاتھ چومے اور ان کے آگے سر جھکایا۔ اس خطا کے اوپر عالم اسلام نے ہم کو مجرم گردانا اور کسی نے ہم کو یہودیوں کے زیر اثر مانا، کسی نے ہم کو آتش پرستوں کے زیر اثر مانا، کسی نے ہم کو صراط مستقیم سے بھٹکا ہوا کہا، کسی نے ہمارے اسلام ہی کو مشکوک قرار دیا۔

اب آئیے میں آپ کو قرآن سناؤں، اس لئے کہ بہترین فیصلہ قرآن مجید ہی سے ہو سکتا ہے، اس کے اوپر سب کا ایمان ہے۔ کیا خاندان کا کنسرڈ، کیا خاندان کا تصور یہودی تصور ہے یا زرتشتی تصور ہے یا انڈین تصور ہے یا خالص قرآنی تصور ہے؟ پڑھے لکھوں کا مجمع ہے اور میں اپنے ایک ایک جملے کے لئے انصاف کا طالب ہوں، آپ اتنی دور دور

https://downloadshiabooks.com/

سے سننے آتے ہیں، اور اتنے عرصہ سے مجھے سن رہے ہیں، اور اس کے بعد بھی ابھی تک آپ مجھ کو برداشت کئے جا رہے ہیں جھیلے جا رہے ہیں تو میرا بھی فرض بنتا ہے کہ میں کچھ کوشش کروں، ظاہر ہے کہ میں ۳۷ واں عشرہ پڑھ رہا ہوں، بالکل نیا کہاں سے پڑھوں مگر پھر بھی کوئی نہ کوئی ایک اینگل تو نیا ہوگا۔ تو اب کیا یہ خالص اسلامی تصور ہے، خالص قرآنی تصور ہے، یا یہودی تصور ہے یا مجوسی تصور ہے؟ کیا ہے؟

اب آئیے، اب میں قرآن پڑھتا ہوں، مجمع توجہ سے سُنے، ہم کو آل کا اور نسل کا تصور قرآن نے دیا ہے، ارشاد ہوتا ہے، کہ "ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین" اللہ نے چن لیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام عالم میں۔ یہ آل کا تصور ہمارے دماغ کی پیداوار ہے کہ کسی یہودی نے ہمارے دماغ میں بٹھا دیا ہے کہ کسی ایرانی نے ہمارے دماغ میں بٹھا دیا ہے کہ قرآن مجید نے آل کا تصور ہمارے دماغ میں بٹھایا ہے؟ یہ قرآن پاک کی آیت ہے کہ اللہ نے چن لیا، آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام عالم میں، تو اگر قرآن مجید صاف صاف انتخاب آل ابراہیم اور انتخاب آل عمران کا تذکرہ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن ہم کو یہ سمجھا رہا ہے کہ جیسے نبی چنے جاتے ہیں ویسے نبی کی آل بھی چنی جاتی ہے اگر ہم نے سوچا کہ اگر ابراہیم کی آل اس لائق ہے کہ چنی جائے، عمران کی آل اس لائق ہے کہ چنی جائے تو اگر محمد کی آل کا ہم نے احترام کیا تو یہودی عمل کیا کہ قرآنی عمل کیا؟....

ایک آیت، ایک آیت، دوسری آیت سنئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ "لقد ارسلنا نوحاً وابراھیم وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب فمنھم مھتدٍ وکثیرا۔ فاسقون ثمہ.....

ہم نے بھیجا ہے نوح کو اور ابراہیم کو اور قرار دیا ہے ان دونوں کی ذریت میں نبوت کو اور کتاب کو، معلوم ہوا کہ ذریت نبی اس قابل ہوتی ہے کہ اس کے اندر نبوت بھی رہے اور کتاب بھی رہے۔ یہ یہودی تصور ہے، یہ ایرانی تصور ہے، یہ انڈین تصور ہے یا قرآنی

تصور ہے؟ ہم نے ان دونوں کی ذریت میں قرار دیا نبوت اور کتاب کو، ومنھم مھتدٍ انکی ذریت میں ان میں کچھ تو ہدایت یافتہ تھے اور بہت سے ایسے تھے جو فاسق ہو گئے، تو ظاہر ہے جو فاسق ہو گئے ان میں نبوت اور کتاب تو رہے گی نہیں، جو ہدایت یافتہ ہیں انھیں میں رہے گی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ذریت کا ذکر کر کے قرآن نے بتایا کہ ایک سکشن ہدایت یافتہ ہوگا، بہت سے بہکے ہوئے ہوں گے یعنی کسی بڑے آدمی کی نسل میں جو ہیں سب نہیں مانے جائیں گے۔ بلکہ ان میں جو ہدایت یافتہ ہیں وہ مانے جائیں گے، تو ہم نے اسی اصول پر، اسی دستور پر، اسی رواج پر رسول بھیجے۔ کیوں میرے سرکار! اگر رسالت سرور کائنات پر تمام ہو رہی ہے تو کیا ان کی نسل اس قابل بھی نہیں ہے کہ علم کتاب وامامت بھی خاندان میں رہ جائے؟

اب دیکھئے ہم دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہے ہیں۔ جناب ابراہیم خانۂ کعبہ کی دیواریں اونچی کر رہے ہیں، اور دعائیں کرتے جاتے ہیں، قرآن مجید پورا منظر پیش کر رہا ہے کہ خانۂ کعبہ کی تعمیر ہو رہی ہے، جناب ابراہیم خانۂ کعبہ بنا رہے ہیں، جناب اسماعیل و جناب جبرئیل خدمت کر رہے ہیں، جناب ابراہیم چنائی کا کام کر رہے ہیں، چنائی کا کام سمجھتے ہیں آپ؟ جو ہاتھ والا کام ہوتا ہے، پتھر پہ پتھر رکھ کے جمانا اور دیوار اٹھانا یہ کام جناب ابراہیم کر رہے ہیں، جناب اسماعیل ان کو وہ مسالحہ جس سے چنائی ہوتی ہے یعنی گارا سپلائی کر رہے ہیں اور جناب جبرئیل ان کو لا لا کے پتھر دے رہے ہیں، اور جو یہ حجر رکھا ہوا ہے مقام ابراہیم پر خانہ کعبہ میں، اسی پتھر پر جناب ابراہیم کھڑے ہیں، جب دیواریں اور اونچی ہونے لگیں، تو یہی پتھر تھا جس پر جناب ابراہیم کھڑے ہوئے ہیں، جو آج بھی رکھا ہے خانہ کعبہ میں، اب اس پر سونے کا وہ چڑھا دیا ہے، اس کے اوپر جناب ابراہیم کے پیروں کے نشان بھی ہیں، اگر وہ سونے کا وہ ہٹ جائے اس پر سے تو اس پر پیروں کے دو نشان بھی دیکھئے گا وہ جناب ابراہیم کے پیروں کے نشان ہیں، اور یہ بھی سن لیجئے کہ

https://downloadshiabooks.com/

وہ پتھر بھی، چونکہ اللہ کا گھر بن رہا ہے نا، لہٰذا وہ ادھر سے کنٹرول ہو رہا تھا یعنی اس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ پتھر خود بخود کھسکتا تھا، اس طرح کعبہ بن بھی رہا ہے اور طواف بھی ہو رہا ہے۔ مطلب ریموڈ کنٹرول ہے ادھر سے، انسانوں سے تو پتھر ہی اچھے جو حکم خدا تو سن لیتے ہیں۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ ....."

اب آپ سوچئے خدا کی قسم میں تو جب سوچتا ہوں تو اک عجیب کیفیت میرے اوپر طاری ہوتی ہے کہ کیا عجب وقت ہوگا خدا کی قسم، خانۂ کعبہ کی تعمیر ہو رہی ہے، اللہ کا گھر بن رہا ہے، صبح قیامت تک انسان جس کا طواف کریں گے اور جس کی عظمت و جس کا مرتبہ اللہ واکبر اور بنانے والے تینوں معصوم، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، جناب جبرئیلؑ۔ اک خلیل اللہ، اک ذبیح اللہ اور اک ملک مقرب! ایسے زبردست لوگ، کیسے پائے کے لوگ ہیں جو بنا رہے ہیں اور کر رہے ہیں یہ کام اور اس کے اندر اللہ کا خلیل، ہاتھ اس کے کام میں لگے ہوئے ہیں، اور زبان سے دعائیں مانگ رہا ہے آپ انصاف سے بتائیے، کیا دعا کی قبولیت کا وقت ہوگا، کیا موقع ہوگا یہ اور کیا اللہ کی رحمت برس رہی ہوگی، میں تو سوچتا ہوں تو سوچتا ہی رہ جاتا ہوں، اس لئے الفاظ نہیں ملتے مجھے کہ میں اس کی وضاحت کروں، زبان ساتھ نہیں دیتی، جناب ابراہیم دعا کر رہے اور وہ دعا قرآن میں ریکارڈ ہو رہی ہے، وہ کہتے ہیں پالنے والے میں نے اپنی ذریت میں اپنی نسل میں کچھ لوگوں کو، اپنی ذرّیت میں سے کچھ لوگوں کو، یہ اس لئے کہا کہ جناب ابراہیم کی دو بیویاں تھیں، جناب ہاجرہ اور جناب سارا وہیں شام میں تھیں، ان کی نسل وہیں چلی، جناب ہاجرہ یہاں آئیں، ان کی نسل یہاں چلی، تو جناب ابراہیم کی پوری ذریت مکے میں نہیں تھی بلکہ جناب ابراہیم کی ذریت دو حصوں میں تقسیم ہوئی۔ ایک حصہ شام میں رہا اور ایک حصہ مکہ میں رہا، لہٰذا جناب ابراہیم کہہ رہے کہ ربنا انی اسکنت من ذریتی ....." پالنے والے میں نے اپنی ذریت میں سے ایک سکشن کو اپنی ذریت میں سے کچھ لوگوں کو، مقیم کیا ہے، ساکن کیا ہے، ٹھہرایا ہے، ایک ایسے دیلی

میں، ایک ایسے وادی میں، ایک ایسے پہاڑی علاقہ میں جہاں کھیتی باڑی بھی نہیں ہوتی۔ اچھا یہ سمجھ لیجئے کہ جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی وہاں زندگی مشکل ہوتی ہے، جہاں کھیتی کسانی ہوتی ہے وہاں زندگی آسان ہوتی ہے۔ تو جناب ابراہیم کہتے ہیں پالنے والے میں نے اپنی ذریت کے ایک سکشن کو ایک ایسی جگہ مقیم کیا ہے جہاں کھیتی باڑی بھی نہیں ہوتی۔ "عند بیتک المحرم" تیرے محترم گھر کے پاس۔ اس کے بعد کا جملہ سنئے اور آج وہی پر بات تمام ہو جائے گی اس لئے کہ وقت تمام ہو رہا ہے۔ "پالنے والے یہ کام میں نے اس لئے کیا ہے کہ یہاں نماز قائم کر سکوں اس کے آگے بھی ہے جو کل سناؤں گا۔ "ربنا لیقیموا صلواۃ" پالنے والے یہ میں نے اپنی ذریت کو اس لئے یہاں ٹھہرایا ہے کہ یہاں قائم کریں، یہاں نماز پڑھا کریں، تیرے گھر کے پاس نماز پڑھا کریں، دیکھئے بات بالکل سمجھ میں آنے والی ہے، دیکھئے آپ بالکل کسی جنگل میں ایک مسجد بنا دیجئے تو اس سے فائدہ کیا ہے۔ ایک ایسے جنگل میں جہاں سو سو میل دور آدمی نہ ہو آپ عمدہ سے عمدہ مسجد بنائیے، تو مسجد کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں نماز پڑھی جائے، اس میں اللہ کا نام لیا جائے۔ اب آپ نے مسجد تو بنا دی اور وہاں آدمی کوئی ہے نہیں تو اس کو صفا کون رکھے گا، اس کی پاکیزگی کا کون خیال کرے گا، اس کے اندر اذان کون دے گا، نماز کون پڑھے گا، لہٰذا اگر آپ کہیں مسجد بنائیے تو وہاں چار گھر مسلمانوں کے بسائیے بھی، تاکہ مسجد آباد رہ سکے، ہے بات کہ نہیں، اب آپ مجھے چلتے چلتے ایک بات کا جواب دے دیجئے کہ اللہ نے ابراہیم کی دعا قبول کی کہ نہیں کی، اگر اللہ نے ایسے موقع پر ایسے نبی کی دعا بھی قبول نہیں کی تو بھئی آج سے ہم تو دعا کرنا چھوڑ دیں گے۔ اس لئے کہ جب ایسوں ایسوں کی دعا نہ سنی جائے تو ہم کس کنتی میں ہیں، تو دعا اللہ نے ضرور قبول کی۔ ابراہیم نے کیا تمنا ظاہر کی ہے، کہ پالنے والے میں اپنی ذریت کو اس لئے یہاں بسا رہا ہوں کہ تیرے گھر کے پاس نماز قائم کر سکیں، تو ابراہیم سے لے کے حضور سرور کائنات کے اعلان اسلام تک کم از کم ایک آدمی نسل ابراہیم میں ضرور ایسا رہنا چاہئے

https://downloadshiabooks.com/

جو کعبے کے پاس نماز پڑھتا رہے، تاکہ دعائے ابراہیم کی تکمیل ہوتی رہے، صلواۃ برمحمد و آل محمد"

تو عزیزان گرامی، وہ ابراہیم تھے، جنھوں نے کعبہ بنایا تھا، اور وہ فخر ابراہیم تھے جنھوں نے کعبہ کے بت گرائے تھے اور وہ جان ابراہیم تھے جنھوں نے حج کو عمرے سے بدل کر کعبے کی عزت کو بچایا تھا، یہاں سے وہاں تک کعبے کا تعلق نسل ابراہیم ہی سے ہے، کعبہ میں آگ اور خون کا مینھ برسانے والے اور ہیں، جنھوں نے حرمت کعبہ کو برباد کیا، لیکن جن کو کعبہ سے محبت تھی، کعبہ کو جو اپنا گھر سمجھتے تھے، جو عظمت کعبہ کے محافظ تھے، حسینؑ یہ کہتے ہوئے نکل رہے ہیں آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ سے کہ خدا کی قسم میں موت سے نہیں ڈرتا، حدود کعبہ سے ایک بالشت نکل کر اگر قتل کر دیا جاؤں تو مجھے موت گوارا ہے، بجز اس کے کہ میں حدود کعبہ کے ایک بالشت کے اندر قتل کر دیا جاؤں، اس لئے کہ میں یہ نہیں چاہتا، کہ میرے خون سے حرمت کعبہ ضائع ہو، لاکھوں درود اور کروڑوں سلام ان حسین ابن علی پر جو حرمت کعبہ بچانے کے لئے آج کربلا کے قریب پہنچ چکے ہیں، سوگواران حسینؑ! اب ایک رات باقی ہے کل سویرے حسینؑ کا قافلہ کربلا پہنچ جائے گا۔ یعنی اب قافلہ اپنی وعدہ گاہ پر آجائے گا، جہاں کا وعدہ کیا وہاں پہنچ جائے گا۔

زمین کربلا مبارک ہو، تجھ میں چمکنے کے لئے چاند ستارے پہنچ رہے ہیں، علی اکبر بھی آرہے ہیں قاسم بھی آرہے ہیں، عون و محمد بھی آرہے ہیں، بنی ہاشم کے اٹھارہ جوان بھی آرہے ہیں، حسینؑ کے چاہنے والے بھی آرہے ہیں، ہاں کربلا کی زمین، تجھے صبح قیامت تک کے لئے عزت بخشنے کے لئے وہ سیدہ کا لال بھی آرہا ہے جس کو معصومہ نے چکی پیس کے پالا تھا، حسین کا قافلہ زمین کربلا کی طرف بڑھ رہا ہے۔ یہاں سے آگے جا کے حسینؑ کہیں نہ جائیں گے، زمین کربلا پر صبح محشر تک کے لئے آرام کر جائیں گے، بس عزیزان گرامی، قافلہ کربلا سے قریب ہے۔

سبط نبی سے منزل مقصد قریب ہے۔ مہلت تو دور رہ گیا مشہد قریب ہے
جس جا لحد بنے گی وہ سرحد قریب ہے۔ آرام گاہ جان محمد قریب ہے

عزیزان گرامی! حسین کربلا کے نزدیک آرہے ہیں، اللہ اللہ کربلا تو نے آنکھوں سے کیا کیا دیکھا؟ کربلا کے سینے میں بہت سے خزانے ہیں، اس کربلا کے جگر میں اک طرف ام فروہ کا لال گھوڑوں کی ٹاپوں سے پامال آرام کر رہا ہے، اسی کربلا کے سینے میں زینبؑ کے لاڈلے عون و محمد سو رہے ہیں، اسی کربلا کے سینے میں لیلیٰ کا اٹھارہ برس کا جوان جس کو رسول اللہ کی صورت ملی تھی سینے پر برچھی کھائے سو رہا ہے، اسی کربلا کی خاک شفا کے پردے میں رباب کی گود کا وہ ستارا جس کی گردن پر تین بھال کا تیر لگا تھا، حسینؑ کے ہاتھوں خاک کربلا میں چھپایا گیا ہے۔ اور کربلا کی زمین پر بنی ہاشم کا چاند بھی سو رہا ہے، اور عزیزان گرامی، ایک طرف سردار آرام کر رہا ہے، دوسری طرف علمدار آرام کر رہا ہے۔ خدا آپ کو کربلا لے جائے اور مولا آپ کو کربلا کی زیارت سے مشرف کریں، جو اس مجمع میں کربلا جا چکے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہوں گے کہ سورج اور چاند ایک ساتھ چمکتے نہیں دکھائی دیتے، جب سورج چمکتا ہے تو چاند نہیں دکھائی دیتا، جب سورج ڈوب جاتا ہے تو چاند دکھائی دیتا ہے، کربلا وہ جگہ ہے جہاں سورج اور چاند ایک ساتھ چمکتے ہیں، جہاں شہادت کا سورج حسین چمک رہا ہے، وہیں وفا کا چاند عباس چمک رہا ہے، حسینؑ کا وہ بھائی جو ہمیشہ اپنے کو غلام کہتا رہا، اسی زمین کربلا پر آرام کر رہا ہے، اور اسی زمین کربلا پر تھوڑی دور چلئے تو وہ مجاہد بھی آرام کر رہا ہے جس نے لشکر یزید کو ٹھوکر مار کے حسینؑ کے قدموں میں سر رکھ دیا تھا، اور اپنے بیٹے کی میت پر بھی وہ نہ رویا، وہ بھی اسی کربلا کی زمین میں آرام کر رہا، عزیزان گرامی، آج حسینؑ کربلا سے قریب آرہے ہیں، اور اس کربلا کی زمین پر سیدہ کا لال بھی سو رہا ہے، بس عزیزان گرامی میں نے مجلس کو تمام کیا، آپ کی آوازیں بلند ہو گئیں آج محرم کی دوسری رات آگئی ان راتوں کی قیمت ہم آپ کیا سمجھیں گے، ان راتوں کی قیمت تو زینبؑ کے دل سے کوئی پوچھے، جو یہ جانتی ہیں کہ میرے بھائی سے موت قریب ہوتی جا رہی ہے، ہائے وہ سیدانیاں

https://downloadshiabooks.com/

جن کی گودیاں اجڑ گئیں، ہائے وہ رسولؐ زادیاں جن کے سہاگ لٹ گئے، جن کے گھر ایک دوپہر میں ویران ہو گئے۔ اس کی قیمت کوئی سید سجاد کے دل سے پوچھے عزیزان گرامی، ہم آپ رو رہے ہیں چودہ سو برس بعد، یہ معجزہ ہے، یہ غم حسینؑ کا معجزہ ہے، کہ چودہ سو برس کے بعد اس حال میں رونے کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں، جب آج آپ کا یہ حال ہے تو سید سجاد جن کے ہاتھوں ٹکڑے ٹکڑے لاشے دفن ہوئے تھے، ان کے دل پر کیا گزر گئی ہوگی، یہی وجہ ہے کہ امام چالیسؑ برس زندہ رہے اور چالیسؑ برس روتے رہے، جب کھانا سامنے آیا تڑپ گئے کہا، خدا کی قسم میرا بابا بھوکا مار ڈالا گیا، جب پانی سامنے آیا بیقرار ہو گئے، فرمایا خدا کی قسم میرا بابا پیاسا شہید کر دیا گیا، اور چاہنے والے ایک تھے جن کا نام منہال تھا، ایک دفعہ حاضر خدمت امام ہوئے، بڑی دیر بیٹھ کے روتے رہے، اس کے بعد ہاتھ جوڑ کے عرض کی ابن رسول اللہ صبر کیجئے، بس اتنا کہنا تھا کہ زخمی دل کو ٹھیس لگی، امام تڑپ گئے کہا منہال تم نے بھی انصاف نہ کیا، تم تو ہمارے والے ہو اور تم ایسی باتیں کر رہے ہو، اے منہال یعقوب کے بارہ بیٹوں میں ایک کھو گیا تھا اتنا روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں، ارے میں کیسے نہ روؤں میرے سامنے اٹھارہ جوان جن کا مثل و نظیر عالم میں نہ تھا۔ اتنا کہنا تھا کہ امام رونے لگے، منہال بھی رونے لگے، بڑی دیر روتے رہے، جب رونے سے افاقہ ہوا تھوڑا سنبھلی طبیعت تو منہال نے پھر ہاتھ جوڑے، عرض کی یا رسولؐ اللہ! یہ تو سوچئے کہ شہادت آپ کے گھر کی میراث ہے، بس اتنا سننا تھا کہ امام پھر تڑپ گئے کہا منہال پھر انصاف نہ کیا، شہادت میراث ہے نا، یہ تو میراث نہیں ہے کہ ماں بہنوں کے سر کھلے ہوئے ہوں، بازار بھرے ہوئے.....

"تمام شد"

تیسری مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ٭ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۔ (آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرما رہا ہے، کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسول مبعوث کیا ہے، جو ان کے نفسوں میں سے ہے یعنی ان کے بہت زیادہ قریب ہے، تاکہ وہ ان کے درمیان اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، ان کے نفسوں کو برائیوں سے پاک کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے جب کہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی، سلسلہ کلام ذہن عالی میں ہوگا، ہمارے آپ کے درمیان کل جو گفتگو تھی وہ یہ تھی کہ کیا خاندان رسالت کا تذکرہ یا رسول کی فیملی کا ذکر، یا اس سے عقیدہ رکھنا، یا اس سے محبت رکھنا، یہ کوئی یہودی فکر ہے، یہ کوئی ایرانی مجوسی فکر ہے، یا یہ خالص اسلامی اور قرآنی فکر ہے؛ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں اسی سلسلے کی قرآن پاک کی کچھ آیتیں پڑھی تھیں، اور آیت پڑھ رہا تھا میں جب وقت تمام ہو گیا، اور اس کے ایک حصہ کو میں نے واضح کیا تھا اور ایک حصہ واضح نہیں کر پایا تھا، جس میں جناب ابراہیم کی دعا ہے کہ ربنا انی اسکنت..... "پالنے والے میں نے اپنی ذریت کے ایک حصہ کو تیرے محترم گھر کے پاس ٹھہرایا ہے، ایک ایسی وادی میں کہ جہاں کھیتی کسانی بھی نہیں ہوتی، زراعت بھی نہیں ہوتی، اے اللہ، یہ کام میں نے اس نیت سے کیا ہے کہ یہ یہاں نماز قائم کر سکیں، اور تیرے گھر کے پاس تیری عبادت کریں

https://downloadshiabooks.com/

اور نماز پڑھ سکیں، اب کے بعد جو چیز سنانا تھی کل وقت اتنا کم تھا کہ میں اس کو سنا نہیں سکا، اس کے بعد کا جو ٹکڑا ہے وہ سنئے تو جیسے، جناب ابراہیم دعا کر رہے ہیں، تصور میں آپ کے سامنے کل پیش کر چکا ہوں، کہ کعبہ کی دیواریں اُٹھ رہی ہیں اللہ کا خلیل تعمیر کعبہ کر رہا ہے، ہاتھ خدمت میں لگے ہیں زبان دعا میں لگی ہے، دل اللہ کی طرف ہے، ایسے عالم میں جناب ابراہیم اسی آیت میں عرض کرتے ہیں بارگاہ پروردگار میں "پالنے والے میرے اللہ! انسانوں میں سے کچھ انسانوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے"۔۔۔۔ عزیزان گرامی یہ دعا بڑی اہم دعا ہے اور اس کی طرف خصوصیت سے میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کہ خلیل اللہ نے تعمیر بیت اللہ کرتے وقت اپنے اللہ سے یہ دعا مانگی، پہلے اپنی ذریت کا ذکر کیا، کہ اے اللہ، میں نے اپنی ذریت کو ایک ایسی وادی میں بسایا ہے لا کے کہ جہاں کھیتی کسانی بھی نہیں ہوتی تیرے محترم گھر کے پاس، یا اللہ یہ میں نے اس لئے بسائے ہیں لوگ کہ یہاں نماز قائم کریں نماز پڑھتے رہیں تیرے گھر کے پاس، اب اس کے بعد اپنی ذریت کے لئے دعا کی کہ پالنے والے انسانوں میں سے کچھ انسانوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے۔ دلوں کا موڑنا یہ بھی اللہ کا کام ہے کہ کس کا دل کس کی طرف مڑ جائے ہم جتنا بھی اللہ کا شکر ادا کریں کم ہے اور جتنے شکر کے سجدے کریں کم ہیں کہ شائد دعائے ابراہیم کی تکمیل ہمارے ذریعہ سے ہوئی، یعنی نسل ابراہیم کی طرف جو دل موڑے گئے۔ وہ ہمارے دل تھے اب یہ کہیں آپ کہ یہ کیسے اندازہ ہے آپ کو کہ وہ آپ کے دل تھے؟ اندازہ ہمیں تجربے سے ہوتا ہے اس لئے کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نسل ابراہیمی کو جب کوئی برا کہتا ہے تو چار آدمی بیٹھے رہتے بقیہ خاموش رہتے ہیں، بُرا ہمیں کو لگتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس دل میں محبت ہوتی ہے اسی کو برا لگتا ہے، کیا وجہ ہے کہ ابوطالب کافر کہے جائیں اور برا ہمیں لگے، کیا وجہ ہے کہ عبدالمطلب بُرے کہے جائیں اور بُرا ہمیں لگے، کیا وجہ ہے کہ علی کے دشمنوں کو دیکھ کے بُرا ہمیں لگے، شائد یہ اسی دعا کا اثر ہے کہ یہی وہ دل ہیں جو ان کی طرف موڑے گئے ہیں، صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

اور عزیزان گرامی اس کے ساتھ ایک بات اور بھی سن لیجئے کہ ایک دعا ابراہیم نے کی جو قرآن میں ہے کہ انسانوں میں سے کچھ انسانوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے، یہ دعائے ابراہیم ہے جو قرآن میں ہے، ضرور اللہ نے دعا قبول کی، اور کچھ دلوں کو نسل ابراہیم کی طرف موڑا، اب یہ دل تو مڑ گئے نسل ابراہیم کی طرف۔ ایک تمنا ایک ماں نے کی اور وہ تمنا یہ تھی کہ میرے بچے پر روئے گا کون؟ اور فوراً وہاں سے وعدہ ہو گیا کہ میں ایک گروہ پیدا کروں گا جو روئے گا، یوں سمجھ لیں آپ کہ جیسے مثلاً نماز پڑھنا ہے تو انھوں نے کہا بھئی یہاں ہم لوگ نماز پڑھنا چاہتے ہیں، تو کہاں پڑھیں؟ کہا، ایک ہال بنوا دو اس میں نماز پڑھا کریں گے، ہال بن گیا لوگ نماز پڑھنے لگے اس میں، اب ایک دن پھر ایک سوال ہوا کہ بھئی یہاں ہم قصیدہ خوانی کرنا چاہتے ہیں، یا مجلس کرنا چاہتے ہیں کہاں کریں؟ تو جو ملتے جلتے نیچر کے کام ہوتے ہیں، وہ ایک ہی جگہ پر ہو جاتے ہیں، انھوں نے کہا بھئی وہی ہال بنا ہوا ہے جس میں نماز ہوتی ہے اسی میں مجلس بھی ہو جائے۔ تو وہی ہال جو نماز کے لئے استعمال ہوتا ہے، وہی مجلس کے لئے بھی استعمال ہو گیا، وہی ہال جو بنا ہوا ہے اس کے اندر قصیدہ خوانی ہو جائے، کیونکہ یہ سب ملتے جلتے نیچر کے کام ہیں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے آپس میں لہٰذا ایک جگہ کے اوپر دوسرا کام بھی ہو سکتا ہے، اللہ نے ابراہیم کی دعا پر کچھ لوگوں کے دل موڑ کے تو رکھے ہی تھے نسل ابراہیم کی طرف، اب اسی نسل ابراہیم میں اک ذبح عظیم ہوئی اور وہاں ماں نے ایک تمنا کی کہ روئے گا کون تو یہ بھی ایک محبت کا کام تھا اللہ نے انھیں دلوں کو جن کو موڑا تھا نسل ابراہیم کی طرف انھیں پر رونے کا بوجھ بھی رکھ دیا کہ عزاداری بھی یہی کریں گے، اس لئے کہ تجربے نے ہمیں یہ بتایا کہ جو ابوطالب کی طرف سے بگڑتے ہیں وہی حسینؑ پر روتے بھی ہیں، صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

تو عزیزان گرامی، اب ایک بات عرض کر دوں کہ فضائل اہلبیت تو میں روز ہی پڑھ رہا ہوں، اور یہی مشن ہے میری زندگی کا لیکن آج ان کی اجازت سے آپ کے فضائل بھی سنا دوں ایک جملے میں کہ یہ چھوٹی سی قوم جو مجلس میں آتی ہے یہ دعائے ابراہیم ہے، تمنائے فاطمہ ہے،

https://downloadshiabooks.com/

"صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ"۔

اب سمجھ میں آیا ہماری کہ حکومتیں سر پٹک کے مر گئیں، اقتدار فنا ہو گئے، بنی امیہ کو زوال آ گیا، بنی عباس خاک میں مل گئے، ترک و تاتار فنا ہو گئے، ظالم و جابر حکومتوں کے تختے پلٹ گئے مگر وہ تھوڑے سے لوگ نہ جانے کس مٹی کے بنے تھے کہ جو سر وائر کر گئے اور خالی سر وائر ہی نہ کر گئے بلکہ اپنی بات اور اپنے حق کو کہنے کی سکت بھی ان میں باقی رہی، اور خالی باقی نہیں رہی بلکہ آواز کی گرج سے دلوں میں آج تک دہشت بھی ہے۔ تو یہ تنہا ہمارے بس کی بات نہیں تھی، اگر کچھ بڑوں کی سپورٹ نہ ہوتی اب سمجھ میں آیا کہ اک نبی کی سپورٹ ہے اک معصومہ کی سپورٹ ہے جو آج تک قائم ہے، صلواۃ.....

تو پھر میں اپنے سلسلۂ بیان پر آ جاؤں، کہ خاندان کا تصور یہودی یا ایرانی تصور نہیں بلکہ خالص قرآنی تصور ہے، اب آیئے جناب ابراہیم و جناب اسماعیل دونوں کی دعا سنئے، قرآن مجید میں ہے جب ابراہیم اور اسماعیل دونوں خانۂ کعبہ کی دیواریں بلند کر رہے تھے اور انھوں نے دعا کی، اب یہ باپ بیٹے دونوں کی دعا ہے، ربنا تقبل منا، پالنے والے اسے ہماری طرف سے قبول کرے تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اور اس کے بعد سلسلۂ دعا آگے بڑھتا ہے، جناب ابراہیم و جناب اسماعیل دعا کر رہے ہیں، پالنے والے ہم دونوں کو اپنے آگے سر جھکا دینے والا بنا دے اور ہماری نسل میں ہماری ذریت میں ایسے لوگوں کو پیدا کر جو تیرے آگے سر جھکانے والے بنے رہیں، یہ دعا ہو رہی ہے اور باپ بیٹے دونوں دعا کر رہے ہیں۔

پالنے والے ہمارے خاندان والوں میں سے ایک کو رسول مبعوث کر، جو تیری آیتوں کی تلاوت کرے ان کے درمیان، اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے اور ان کے نفسوں کو گندگیوں سے پاک کرے۔ اس آیت کو اس آیت سے ملا کے دیکھئے ہزاروں سال پہلے کعبہ بناتے وقت باپ بیٹے دعا کر رہے ہیں کہ پالنے والے ہمارے خاندان میں ایک کو رسول

مبعوث کر، جو تیری آیتوں کی تلاوت کرے، لوگوں کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے ان کے نفسوں کو برائیوں سے پاک کرے۔ پلٹ کے قرآن میں دعا کی قبولیت کا اعلان ہو رہا ہے، "لقد من اللہ الا المومنین ..... الخ" وہاں سوال ہو رہا ہے یہاں جواب دیا جا رہا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم و اسماعیل نے دعا مانگی تھی اللہ نے نسل ابراہیم میں ایک رسول مبعوث کیا لیکن چونکہ دنیا اس خاندان کو کافر کہنے والی تھی لہٰذا قرآن نے ایمان کی سند بھی دے دی تاکہ لوگوں کی آنکھیں کھل رہیں۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ....."

کہاں تک عرض کروں یہ سلسلہ بہت طویل ہے، خاندان، خاندان، رسول کا خاندان ہم خاندان پرست ہیں، ہم خاندان پرست نہیں ہیں، جناب ابراہیم کو امامت ملی، ہم نے ابراہیم کو چند کلمات کے ذریعہ مبتلائے امتحان کیا، انھوں نے پورا کر دکھا، ہم نے کہا کہ ہم نے تمہیں انسانوں کا امام بنایا، "قال من ذریتی" انھوں نے فوراً سوال کیا کہ پالنے والے اور میری ذریت؟ یہ نبی کا مزاج ہے کہ جب عہدہ ملا تو خاندان کی بات کی، وہاں سے جواب ملا ہمارا عہدہ ظالموں کو نہیں ملے گا۔ معلوم ہوا کہ جو ظالم ہو گا وہ نہیں پائے گا لیکن جو ظالم نہیں ہو گا وہ پائے گا۔ اور آگے بڑھئے، جناب ابراہیم کے بعد جناب موسیٰؑ پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے کہہ رہے ہیں کہ پالنے والے میرا بوجھ بٹانے والا، میرا وزیر، میرا بھائی جو ہارون ہے اسے بنا دے۔ اسلام میں شیعوں میں خاندان پرستی ہے، یہ موسیٰ کیا خاندان پرستی کر رہے ہیں، اپنے بھائی کے لئے دعا مانگ رہے ہیں پبلک کے لئے مانگیں۔ "پالنے والے میرے بھائی کو میرا وزیر بنا دے جو میرے اہل سے ہے" چلئے آج دنیا کہتی ہے اہل بیت میں علیؑ کہاں ہے، وہ تو بھائی ہیں نسل میں کہاں ہے؟ قرآن نے یہ بھی بتا دیا کہ "میرے اہل میں سے جو میرا بھائی ہے" معلوم ہوا کہ اہل میں بھائی بھی ہے۔ صلواۃ بر محمد و آل محمد....."

قرآن میں دو سورے ہیں، ایک سورۂ بنی اسرائیل، ایک سورۂ آل عمران، رکھا ہے قرآن ابھی ابھی دیکھ لیجئے اور جو قرآن پڑھتے ہیں انھیں معلوم ہے۔ سورۂ آل عمران بھی قرآن میں سورہ ہے،

https://downloadshiabooks.com/

آل عمران کون اور بنی اسرائیل کون ؟ آج اسرائیل کون ؟ آج اسرائیل ایک نیشن ہے، جس زمانے میں قرآن نازل ہوا ہے اور جس ریفرنس میں قرآن کہہ رہا ہے، اس زمانے میں اسرائیل یا بنی اسرائیل کوئی نیشن نہیں ہے ایک فیملی ہے، آپ جانتے ہیں اسرائیل کس کا نام تھا؟ جناب ابراہیم کے دو بیٹے تھے، ایک جناب اسماعیل جو جناب ہاجرہ سے تھے، جو ہمارے حضور کے دادا تھے بڑے، جن کو ذبح کیا گیا تھا جناب اسماعیل اور ایک بیٹے جناب ابراہیم کے جناب اسحاق تھے جن کی والدہ جناب سارا تھیں یہ وہیں شام میں رہے، یہ تشریف نہیں لائے ادھر، یہ بھی نبی تھے، معصوم تھے، ان کے صاحبزادے تھے جناب یعقوب، جناب اسحاق کے صاحبزادے تھے جناب یعقوب، یہ جناب ابراہیم کے پوتے تھے، جناب ابراہیم کے پوتے تھے، جناب اسحاق کے بیٹے تھے، جناب اسماعیل کے بھتیجے تھے، جناب اسحاق کا نام اسرائیل بھی تھا، جناب اسحاق ہی کا نام اسرائیل بھی تھا۔ جناب اسحاق کے بیٹوں میں جناب یوسف بھی تھے، جناب یوسف کا قصہ آپ نے سنا ہوگا، کہ ان پر ظلم ہوا، یہ ہوا، اللہ نے انھیں مصر کی حکومت دی، جب وہ تخت اقتدار پر بیٹھ گئے تو انھوں نے اپنے بھائیوں کو معاف کر کے سب کو مصر بلا لیا، اس طرح کہا گیا بنی اسرائیل مصر چلے گئے، یعنی اسرائیل کے بیٹے سب مصر چلے گئے، یہ جناب اسحاق کے بیٹے تھے جو بنی اسرائیل کہلائے، چونکہ انھیں کی مصر میں حکومت رہی لہٰذا بنی اسرائیل کی حکومت مصر میں رہی یہ کہلایا، پھر تھوڑے دنوں تک رہ کر حکومت آدمی قبضہ سے نکل جاتی یہ مزاج حکومت ہے، بنی اسرائیل کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی اور قبطی حاکم ہو گئے تو بنی اسرائیل غلام بن گئے۔ پھر انھیں بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے جنھوں نے ان کو اس مصیبت سے نجات دلائی۔ اب سمجھے آپ بنی اسرائیل۔ تو بنی اسرائیل کی ایک پیغمبر کی اولاد ہیں، جناب اسحاق کی اولاد کا نام ہے جناب یعقوب کی اولاد کا نام ہے بنی اسرائیل، اسرائیل نام تھا جناب یعقوب کا اور جناب کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔

عمران نام تھا جناب مریم کے والد کا، جناب مریم اور جناب عیسیٰ آل عمران

کہلائے، میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کہ اگر مریم کے باپ کا ذکر قرآن میں ہو تو سب کو ACCEPT ہے۔ اگر اسحاق کی اولاد کا ذکر قرآن میں ہو تو سب کے سر آنکھوں پر، اور جہاں ہم نے آل محمد کہا وہیں چہروں کے رنگ بگڑنے لگے۔ جہاں ہم نے اہل بیت رسول کہا، وہیں منھ اترنے لگے، جہاں ہم نے آل محمد کہا وہیں حالتیں بگڑنے لگیں، راز کیا ہے؟ راز یہ ہے کہ یہ ہیں پرانے قصے، آل عمران ہوں یا بنی اسرائیل ہوں ان کے مقابلے میں ہمارا کوئی کنڈیڈیٹ تو ہے نہیں لہٰذا جو بھی ہو ٹھیک ہے، اور جہاں آل رسول کی بات آئی وہیں مزاج میں برہمی، اب آئیے میں سلسلے کو کہاں تک لے آیا، جناب آدم سے چلا تھا کل میں، جناب آدمؑ، جناب نوحؑ، جناب موسیٰؑ، جناب ابراہیمؑ، جناب موسیٰ جنھوں نے اپنے بھائی کے لئے دعا مانگی، جناب عیسیٰ جن کے نانا کا تذکرہ، اور جناب مریم کے والد کا آل عمران میں۔ اب آئیے قرآن میں آل رسول کے لئے کیا ہے۔ "قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ" یہ آل رسول کا ذکر ہے، "انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ یہ آل رسول کا تذکرہ ہے۔ اب اس کے آگے سنئے، اور ایک ایسی بات کہوں گا، دیکھئے اس میں کسی کے بگڑنے کی بات نہیں ہے اس لئے کہ وہی بات جو میں نے کل کہی تھی شائد وہی آج پھر کہہ دوں، کہ میں اپنے خاندان کی مدح نہیں کر رہا ہوں، میں رسول کے خاندان کی مدح کر رہا ہوں، اور میں تو بالکل ہی غلاموں میں ہوں، میں تو سید بھی نہیں ہوں، میں تو امتی آدمی ہوں، جو کہا جائے کہ کہیں تو جا کے آپ کا خاندان ملتا ہو، تو کہیں نہیں ملتا، میں تو مرزا ہوں نا، جانتے ہیں آپ، میں تو سید بھی نہیں ہوں جو کہا جائے کہ کبھی تو جا کے آپ کا رشتہ مل جاتا ہوگا، کبھی نہیں ملتا، بس اتنی بات ضرور ہے کہ اس گھر کا نمک کھایا ہے مجھ سے نمک حرامی نہیں ہوتی۔ صلواۃ ....."

مجھ پر تو کوئی الزام نہیں رکھ سکتے میں بالکل باہر کا آدمی ہوں، لیکن یہ کہ امت و اہل بیت برابر کے نہیں ہیں، بس نکتہ کی بات سن لیجئے عزیزان محترم، امت اور اہل بیت کبھی برابر نہیں ہو سکتے، جب تک اسلام رہے گا، جب تک اسلامی تھیالوجی رہے گی، جب تک قرآن موجود رہے گا

https://downloadshiabooks.com/

امت کے درمیان اس وقت تک امت اور اہل بیت برابر نہیں ہو سکتے چاہے مورخین اسلام کوشش کرتے کرتے اپنے وجود کو فنا کر دیں، مگر یہ برابر نہیں ہو سکتے، اس لئے کہ اللہ نے آل رسول اور امت کے اندر ایک بنیادی فرق یہ رکھ دیا ہے کہ صدقہ ان کے اوپر جائز ہے ان پر حرام ہے، صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ ــــــ

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عالم اسلام میں ایسی کون سی بات تھی کہ لوگوں نے آل رسول اور خاندان رسول کی عظمت کو کم کیا، یہ بات میرے ذہن میں تڑپی اور اس چیز نے میری فکر کو پریشان کیا تو میں نے کتابوں کی اسٹڈی شروع کی، اور مطالعہ کے ساتھ میں نے زندگی کا تجربہ حاصل کیا۔ تو بات میرے سامنے کلیر ہوتی گئی۔ اور وہ یوں کلیر ہوتی گئی کہ جب ہم اسلام کی ہسٹری کو، رسول کی فیملی کی ہسٹری کو سو برس اسلام کے پہلے سے پڑھتے ہیں تو بات کلیر ہو جاتی ہے، اب اگر آپ پہ بھی کلیر ہونا ہے تو آپ بھی سن لیجئے، رسول اللہ کی پیدائش سے لگ بھگ سو سال پہلے رسول کے خاندان میں ایک بزرگ ہاشم پیدا ہوئے تھے، جن کا نام ہاشم نہیں تھا بلکہ عمر تھا لیکن وہ بزرگ بہت سخی تھے اور بہت عالی شان خصلتوں کے مالک تھے۔ مکہ میں ایک دفعہ قحط پڑا تھا تو انھوں نے چار مہینے تک اہل مکہ کو کھانا کھلایا تھا۔ چار مہینے کسی شہر کو کھلانا کھیل نہیں ہے، وہ کتنا ہی چھوٹا سا شہر ہو، کتنی چھوٹی بستی ہو، لیکن چھوٹی سی بستی میں بھی ہزار پندرہ سو آدمی تو رہتے ہوں گے، تو چار مہینے ان کو کھلانا معمولی بات نہیں ہے، پورے قحط کے پیریڈ بھر ہاشم نے گوشت روٹی کھلائی تھی۔ اس کھانے کو عربی میں ثرید کہتے ہیں۔ آج بھی پکتا ہے بوٹی کے ٹکڑے اور روٹی کے ٹکڑے شوربے میں ٹکڑے کرنے والے کو عربی میں ہاشم کہتے ہیں، ہاشم کے معنی ٹکڑے کرنا، ہاشم اسم فاعل ہے یعنی جو ہشم کرے اس کو ہاشم کہتے ہیں، ہاشم معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے والا۔ جناب ہاشم نے روٹی اور گوشت ٹکڑے کر کر کے اتنا لوگوں کو کھلایا کہ ان کا اصلی نام لوگ بھول گئے، ہاشم کہنے لگے، تو ہاشم نام بھی ان کی سخاوت کے ذیل میں آیا ہے ورنہ ان کے باپ نے ان کا نام ہاشم نہیں رکھا تھا جب

وہ پیدا ہوئے تھے، ان کے باپ نے ان کا نام عمرو رکھا تھا، جس زمانے میں ہاشم تھے، ہاشم بلند قامت، کشادہ پیشانی، گورا رنگ، چوڑا سینہ، خوبصورت وجیہہ، شاندار، با اخلاق سخی اور عقلمند انسان تھے۔ اور سردار تھے۔ جس زمانے میں ہاشم تھے اسی زمانے میں ایک آدمی مکہ میں امیہ نام کا بھی تھا۔ امیہ پستہ قامت، کالے رنگ، بھنگی آنکھیں، ایک آنکھ سے مستقل اس کے پانی بہتا تھا، کمزور قد و قامت کا انسان تھا، یہ امیہ تھا لیکن پیسے والا تھا، لیکن ان سب کے باوجود مالدار تھا، یہ ہر معاملے میں ہاشم سے COMPITITOIN کرتا تھا محض اس لئے کہ اس کے پاس دولت تھی، یہاں تک کہ مکے والے اسکی اس حرکت سے پریشان ہوئے، اور انھوں نے تین جج بلائے اور ان سے کہا، فیصلہ کر دو کہ ان دونوں میں افضل کون ہے، ججوں نے فیصلہ کیا کہ ہاشم افضل ہیں، اور فیصلے کی شرائط میں یہ بھی تھا کہ جو ہار جائے وہ سو اونٹ دے جیتنے والے کو اور بارہ برس تک مکے سے باہر رہے۔ یہ بارہ برس کا بنباس خالی ہندوستان ہی کی بات نہیں ہے۔ یہ عربین ہسٹری میں بھی ہے بارہ برس کا بنباس۔ اب وہاں بنباس نہیں تھا، بن میں نہ رہے کہیں رہے یہاں نہ رہے، چنانچہ جب امیہ ہار گیا تو اس نے سو اونٹ ہاشم کو دئے اور بارہ برس کے لئے وہ شام چلا گیا، اس طرح دونوں خاندانوں کی دشمنی اسٹبلش ہو گئی، پختہ ہو گئی بالکل شک شبہے سے بالاتر ہو گئی۔ ہاشم نے ادھر سو اونٹ لئے تو یہ سو اونٹ پالے نہیں بلکہ یہ سو اونٹ میں سے روز ایک کٹواتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے، تو چار مہینے تو ادھر کھلایا اور ادھر جب یہ کیس جیتے تو سو دن ادھر کھلایا۔ یہ ہاشم تھے وہ امیہ تھا،

اس کے بعد ہاشم کے بیٹے تھے عبد المطلب، جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ صورت شکل میں، شان و شوکت میں، وجاہت میں مرتبے میں کچھ اپنے باپ سے زیادہ تھے، یہ وہی تھے جن کے متعلق میں نے پرسوں سنایا تھا کہ تبرکات کعبہ کی ڈسکوری کی تھی، یہ عبد المطلب تھے جن کا نام شیبہ تھا، اصلی نام عبد المطلب نہیں تھا، ان کا اصلی نام شیبہ تھا، ان کا اصلی نام عمرو تھا، ان کا اصلی نام شیبہ تھا، ان کا ٹائیٹل "بیضتہ البلد" بھی تھا، شہر کی روشنی، شہر کی رونق،

https://downloadshiabooks.com/

"بیضۃ البلد" یہ ان کا ٹائیٹل تھا' سید العرب بھی ان کا ٹائیٹل تھا' عرب کے سردار' اسی زمانے میں امیہ کا بیٹا حرب تھا' جو زندگی بھر ان سے مقابلے کی کوشش کرتا رہا اور ہمیشہ ذلیل ہوتا رہا' عبدالمطلب کی رحلت کے بعد' عبدالمطلب کے بیٹے ابوطالب' عبدالمطلب کی جگہ سردار مکہ ہوئے' جو سخاوت میں شجاعت میں' ہمت میں' اپنے اخلاق کریمہ میں اپنے باپ دادا جیسے تھے' ادھر حرب کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوسفیان برسر اقتدار آیا اُس فیملی میں ابوسفیان پیدا ہوا جو امیہ اور حرب کا وارث تھا' اس فیملی میں ابوطالب تھے جو عبدالمطلب اور ہاشم کے وارث تھے' ابوطالب کے مقابلے میں ابوسفیان کبھی سامنے نہ ٹھہر سکا' لیکن انھیں لوگوں کی زندگی میں بنی ہاشم سرور کائنات نے اعلان رسالت کیا۔ یعنی ادھر عبدالمطلب کے زمانے میں اور ادھر ابوسفیان کے پیریڈ میں سرور کائنات نے مکہ میں اعلان رسالت کیا' ابوسفیان کو یہ موقع غنیمت ملا' اور ابوسفیان نے بتوں کے نام کی دہائی دے کے' عرب کے پرانے رسم ورواج کی دہائی دے کے' دستور جاہلیت کی دہائی دے کے لوگوں کو حضور سرور کائنات کے خلاف بھڑکایا' اور پرانی سوسائٹی کو جو اپنے اصول کے قیدی تھے' جو اپنے دستور کے غلام تھے' جن کے اندر انسانوں کو جانوروں سے بدتر سمجھا جاتا تھا' جن کے اندر غلاموں کو انسان نہیں سمجھا جاتا تھا' جن کے اندر عورتوں کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا تھا' جن کے اندر کمزوروں کی آواز کی کوئی وقعت نہیں تھی' ابوسفیان نے حضور کے خلاف عداوت و دشمنی کی آگ بھڑکائی' یہ ہسٹری بہت بڑے حرفوں میں نمایاں ہو کے سامنے آتی اگر رسول کے فوراً بعد نسل ابوسفیان برسر اقتدار نہ آجاتی۔۔۔"

عزیزان گرامی' ہر معاملے میں انسان تصدیق چاہتا ہے' ہر معاملے میں انسان ریسرچ چاہتا ہے' ہر معاملے میں آدمی پرانی تھیوری کو بدلنے کی فکر کرتا ہے' ہر معاملے میں آدمی پرانے فیشن سے نجات پانا چاہتا ہے' نہ جانے کیا آفت ہے کہ مذہب دلوں میں اس

طرح سے بیٹھا ہے کہ پرانے تصورات سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کوئی فکر نہیں کرتا اور تحقیق کے راستے پر کوئی چلنے کی کوشش نہیں کرتا' کہا بھئی بس یہی ٹھیک ہے' یہی پسماندگی ہے' یہ علم کی کمی ہے' یہ اتلاف تحقیق ہے آپ کبھی اس مسئلے پر غور کیجئے۔ میں آپ کو اسلام کی تاریخ کا خلاصہ سنا رہا ہوں' اور اسلام میں جو آل محمد پر مظالم ہوئے ہیں اس کا راز بتا رہا ہوں جس زمانے میں ابوسفیان و ابوطالب تھے اسی زمانے میں حضور نے دعوائے اسلام کیا حکم خدا سے' اللہ کا آخری پیغام پہنچانے کے لئے آئے' اور ابوسفیان کو یہ موقع غنیمت ملا کہ ہم چن چن کے اپنے باپ اور دادا کے بدلے ان سے لے لیں گے' اس لئے کہ اس زمانے کی ماپ منٹلٹی رسول اللہ کے پیغام کے خلاف جا رہی تھی' سردار پیسے والے' دولت مند' قبیلوں کے شیخ' اور بڑے بڑے پرانے کافر عرب' جب ان کے سامنے یہ کہا جائے کہ غلام تمہارے برابر کی چیز ہے جب ان کے سامنے یہ کہا جائے کہ عورتوں پر کیا ظلم کر رہے ہو تم' یہ غلط ہے جب ان کے سامنے یہ کہا جائے کہ تمہارا پڑوسی جو ہے وہ غریب ہے مفلس ہے اور تمہارے برابر کا حق رکھتا ہے تو یہ بات ان کو اچھی نہیں لگے گی۔ عزیزان گرامی' یہ اصول یاد رکھئے کہ قانون ہو یا مذہب ہو دونوں ویکل سکشن کے واسطے ہوتے ہیں جہاں جہاں میری آواز جا رہی ہے سنیں لوگ کہ قانون بھی اور مذہب بھی دونوں ویکل سکشن کے واسطے ہوتے ہیں۔ اور ہمیشہ قانون کو بھی طاقتور توڑتا ہے اور مذہب کے خلاف بھی طاقتور ہی کھڑا ہوتا ہے' کمزور میں کیا دم ہے کہ جو قانون توڑے' کمزور میں کیا دم ہے کہ جو مذہب کے سامنے آئے وہ تو ہے ہی کمزور' ایک آدمی کی زمین ۹۹ بیگہ ہے اور اس سے ملا ہوا ایک آدمی کا پلاٹ ہے ایک بیگھے کا۔ تو دو آدمی ہیں ایک کے پاس ۹۹ بیگہ زمین ہے' اور ایک کے پاس ایک بیگہ زمین ہے ایک بیگہ والا کبھی ہمت نہیں کر سکتا انکروچ منٹ کی کہ جس کی ۹۹ بیگہ زمین ہے اس کی زمین سے ایک پٹی زمین لے لے۔ اس لئے کہ یہ تو یوں ہی ڈرتا رہے گا کہ میرے پاس کیا ہے' اس کے پاس تو ۹۹ بیگہ زمین ہے اور میرے پاس تو ایک بیگہ ہے۔ میں ذرا سا بڑھوں گا تو مارا جاؤں گا

https://downloadshiabooks.com/

لیکن جس کے پاس ۹۹ بیگہ وہی فکر کرے گا کہ یہ ایک بھی مجھے مل جائے تاکہ میرا ۱۰۰ بیگہ کا پلاٹ پورا پکا ہو جائے۔ غور کیا آپ نے، تو لالچ نسبت پاتی ہے غریبوں کی طرف، کہا غریب ہے لالچی ہے، غریب نہیں ہوتا لالچی، ہمیشہ مالدار ہوتا ہے۔ چوری میں غریب پکڑا جاتا ہے، کسی نے کی ہوگی چوری، غریب ہے نا، چور ہمیشہ مالدار ہوتا ہے، وہ اگر دوکان سے بھی چرا کے بھاگا تو سو روپیہ کی چیز۔ اور اس نے دن بھر میں کتنے کا ٹیکس چرایا؟ تو قانون ہمیشہ ویلکل سکشن کے لئے ہے، قانون اس لئے ہے کہ قانون اس کے ایک بیگہ کی حفاظت کرے گا اس ۹۹ بیگہ والے سے، اور مذہب بھی ہمیشہ ویلکل سکشن کے لئے ہے، اس لئے کہ ملک بھی حفاظت کرے گا اس کے ایک بیگہ کی اس ۹۹ بیگہ والے سے، تو جب اسلام آیا تو سب سے پہلے مالداروں نے مخالفت کی، جتھے والوں نے مخالفت کی، طاقتوروں نے مخالفت کی، کمزوروں نے قبول کیا۔

ابوسفیان کو موقع ملا حضور سرور کائنات کے خلاف لوگوں کو ابھارنے کا، اسلام کے خلاف لوگوں کو اکسانے کا، اور اس طریقہ سے وہ خاندانی دشمنی جو تھی وہ مذہبی دشمنی میں تبدیل ہوگئی۔ اس کے اندر ایک پوائنٹ ابوسفیان کو اور مل گیا اور وہ یہ کہ رسول کا چچا ابولہب ابوسفیان کے فیور میں آگیا۔ جی یہ ہسٹری ہے، یہ میں اس لئے پڑھتا ہوں کہ میرے بچوں کو کتابیں پڑھنے کا وقت نہیں ملتا، یہیں سن لیجئے یہ دس دن جو نام حسین پر لکھے ہیں اسی میں مل جائے گا۔ اس کے اندر ابوسفیان کو پلک پوائنٹ یہ ملا کہ رسول اللہ کا چچا ابولہب ابوسفیان کے فیور میں آگیا، مگر یہ کوئی نہ بتائے گا سوائے میرے کہ کیوں گیا؟ یہ نکتہ ہم بتائیں گے آپ کو کہ رسول کا چچا ہوتے ہوئے ابولہب، عبدالمطلب کا بیٹا اور ہاشم کا پوتا اور چلا گیا حرب کے بیٹے امیہ کے پوتے کے ساتھ، یہ کیا ہوگیا؟ عزیزان گرامی آج کا وقت تمام ہے لہٰذا ایک دلچسپ پوائنٹ پر مجلس کو تمام کردوں گا مصائب پڑھ کے اور بات کل آگے بڑھے گی اور اصل میں تاریخ کا سیریس رخ جو ہے وہ کل ہی سے میرے بیان میں شروع ہوگا، یہ سمجھ لیجئے کہ آج تک تو یہ بیان ایک طریقے کی تمہید تھا جو مین معاملہ ہے وہ کل

سے عرض کروں گا۔

آج تو بس صرف اتنا چلتے چلتے کہ یہ ابولہب گیا کیوں ادھر، قصہ یہ ہے کہ ابولہب کی شادی ہوئی تھی ام جمیل سے یہ خاندانی بات ہے، پرائیوٹ، ام جمیل ابوسفیان کی سگی بہن تھی تو یہ دشمنی محمد میکے سے جہیز میں لائی تھی اب مشکل یہ ہے کہ ہمارا منبر اتنا بلند اور اتنا عظیم ہے کہ بات جو تہذیب سے گری ہوئی ہو وہ منبر سے نہیں پڑھی جاسکتی۔ ورنہ معاملہ تو ہم اردو زبان والوں کے لئے بہت آسان ہے کہ ہمارے یہاں اردو زبان میں ایک مثل کہی جاتی ہے کہ ساری خدائی ایک طرف ..... "ابولہب کے ساتھ بھی یہی ہوا جدھر ابوسفیان گیا ادھر ہی وہ بھی گیا۔ صلواۃ ....."

اس کے آگے انشاء اللہ کل بیان ہوگا آج تو صرف اتنا کہ سرکار دوعالم کے اعلان رسالت کے بعد وہ دشمنی جو تھی اس نے ایک مذہبی رخ اختیار کر لیا، اور اب وہ دشمنی جو قبائلی یا جو بھی کہہ لیجئے تھی اس کے اندر ایک سیریس موڑ آیا اور وہ آیا اسلام کا موڑ، اب ایشو یہ بن گیا کہ حضور کہہ رہے کہ اللہ ایک ہے اور ابوسفیان کہہ رہا ہے کہ اللہ ۳۶۰ ہیں۔ اب لڑائی بنی امیہ و بنی ہاشم کی نہیں رہ گئی بلکہ لڑائی ایک اور ۳۶۰ کی ہوگئی۔ اب لڑائی میں سلوگن بدل گئے، پہلے جو بھی رہے ہوں۔ اب لڑائی میں سلوگن یہ ہے کہ مسلمان آئے میدان میں تو ان کا نعرہ ہے اللہ واکبر۔ اور کافر آئے میدان میں تو ان کا نعرہ ہے "اعلیٰ حبل" یعنی حبل جو ایک بت کا نام ہے اعلیٰ حبل یعنی حبل سب سے اونچا ہے، اور عزیزان گرامی کربلا کی لڑائی جو لڑی گئی ہے وہ بظاہر دیکھنے میں تو دو مسلمانوں کے بیچ میں تھی، اس لئے کہ حسینؑ تو رسولؐ کے نواسے تھے، لیکن یزید بھی اپنے کو مسلمان ہی کہتا تھا، اور اس کے ساتھ جو لشکر تھا وہ بھی اسلام کا دعوے دار تھا، لیکن جب لڑائی ہوگئی۔ اور یزید نے اس لڑائی کو یاد کیا حسینؑ کے کٹے سر کو دیکھ کے تو یہی کہا کہ کاش میرے بدر والے زندہ ہوتے اور یہ منظر دیکھتے۔ تو یزید نے حسینؑ کے کٹے سر کو دیکھ کے بدر کی لڑائی کو یاد کر کے یہ بتا دیا کہ بھلے حکومت حاصل کرنے کے لئے یہ

https://downloadshiabooks.com/

مسلمان بنا بیٹھا ہے مگر اندر سے اس کا دل آج بھی ویسے ہی کافر ہے جیسے پہلے تھا۔

تو اب سنئے، حسین نے اسلام کو اس کفر سے بچایا جو اسلام کا لبادہ اوڑھے تھا۔

عزیزان گرامی، ڈاکو، ڈاکو بن کے آئے تو بچا جا سکتا ہے لیکن ڈاکو رہبر بن کے آئے تو خطرناک ہوتا ہے۔ لاکھوں درود اور کروڑوں سلام اس حسینؑ پر جنھوں نے یزیدیت کے چہرے سے نقاب نوچ کے صبح قیامت تک کے لئے مسلمانوں پہ حجت تمام کر دی۔ یہ نہ کہئے کہ مانا کتنوں نے، مذہب کا فلسفہ کبھی یہ نہیں ہے کہ کتنا مانتے ہیں، مذہب کا فلسفہ یہ ہے کہ آپ پر حجت تمام ہے کہ نہیں؟ "لا اکراہ فی الدین" دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں ہے، ہدایت کے راستے کو گمراہی کے راستے سے الگ کر کے بتایا جا چکا ہے، تو مذہب کا کام یہ ہوتا ہے کہ راہ ہدایت صاف کر کے بتا دی جائے۔ اب جس کا دل چاہے مانے اور جس کا دل چاہے نہ مانے۔ حسین ابن علی نے راہ ہدایت کو صاف کر کے بتا دیا جس کا دل چاہے قبول کرے جس کا دل چاہے نہ قبول کرے۔ قبول کرنا یا نہ قبول کرنا مذہب کی ذمہ داری نہیں ہے مذہب کی ذمہ داری بات کو صحیح صحیح بتا دینا اور واضح کر دینا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ نبی کے نواسے نے سر کٹا کے دنیا پر بات واضح کر دی اب چاہے لوگ مانیں یا بنی امیہ کا نمک نہ ماننے دے تو نہ مانیں۔ اور اسی لئے یہ محرم بھی ہوتا ہے اور خدا کی قسم یہ بھی معجزہ ہے کہ چودہ سو برس پہلے شہید ہونے والے کی یاد آج تک دلوں میں اتنی تازہ ہے کہ ہر سال یہ مسجد اسی طرح بھر جاتی ہے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ بیچ میں ایک سال کا گیپ ہے، کیوں میرے دوستوں آج پھر ہم اسی پر رونے کے لئے جمع ہوئے ہیں جس نے اپنا بھرا گھر مسکرا کے راہ خدا میں لٹا دیا، دوستوں کو قربان کیا، عزیزوں کو قربان کیا، بیٹی کے گوشوارے دے دئے بہن کی چادر دے دی۔ اللہ اللہ کتنا کریم تھا وہ راہ خدا میں عطا کرنے والا جو عطا ہی کرتا رہا اور پلٹ کے اس نے یہ نہ سوچا کہ میرے پاس سے کیا جا رہا ہے وہ جانتا تھا کہ کریم کی سرکار ہے اور کریم کی سرکار میں جو جاتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

عزیزو۔ آج تیسری رات آ گئی، ہمارا دستور یہی ہے کہ ہم ان راتوں میں حسین کے ناصروں کا تذکرہ کرتے ہیں، چنانچہ روایت میں ہے کہ حسین ابن علی نے اپنے بچپن کے دوست حبیب ابن مظاہر کو ایک خط لکھا، حسین ابن علی کی طرف سے مرد فقیہہ حبیب ابن مظاہر کے نام۔ اور حبیب خط پا کے چلے اور جب خدمت حسین میں آئے تو کسی نے خیمے میں خبر کر دی کہ حبیب آئے ہیں، شاہزادی زینبؑ نے فضہ کو بلایا، جا فضہ سنا حبیب آئے ہیں جا کے میرا اسلام کہہ دے، ویسے ہی حبیب خدمت امام میں حاضر ہوئے تھے کہ فضہ آئیں کہا حبیب مبارک ہو، رسول اللہ کی نواسی، جبریل کی شہزادی نے تمہیں سلام کہلوایا ہے، بس حبیب نے جیسے ہی سنا کہ علیؑ و فاطمہؑ کی بیٹی نے مجھے سلام کہا ہے۔ روایت بتاتی ہے خاک پر گر کے تڑپنے لگے، سر پہ خاک اٹھا کے ڈالی۔ کہا، میں بھی اس قابل کہ مجھے جناب زینبؑ سلام کہلوائیں کہا، میں اور کہاں رسول اللہ کی نواسی، کہاں میں اور کہاں مولا علی اور جناب سیدہ کی صاحبزادی، اور مجھ کو وہ سلام کہلوائیں لیکن خدا کی قسم ہماری جانیں نثار، حبیب نے دوستی کا حق ادا کر دیا۔ حاضر خدمت امام رہے اور جب ظہر کی نماز کا وقت ظہر عاشور کو آیا اور امام نے نماز کی اجازت مانگی کہ ان سے کہو اتنی دیر لڑائی روکیں کہ ہم نماز پڑھ لیں، اور ظالموں نے شان امام میں گستاخی کی۔ بس حسین کی محبت میں چور حبیب آستین الٹ کے ٹوٹ پڑے دشمن پر۔ حسین ابن نمیر لعین تھا جس نے شان امامت میں گستاخی کی تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ایک تلوار کے وار میں گھوڑے سے نیچے گرایا ہے۔ بوڑھے سپاہی کا یہ دم خم، ایک وار میں وہ گھوڑے سے نیچے تھا، اور بدکردار ماں کے بیٹے تو نے کیا کہا؟ اور یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ مولا یہ نماز اب جنت میں ہوگی۔ اور دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑے، ادھر امام نماز پڑھتے رہے، حبیب نے اشارے سے نماز پڑھی ہوگی میدان جنگ میں بے شک، مگر ہاتھ، تلوار چلتی رہی، نصرت حسینؑ ہوتی رہی، ادھر حسین کی نماز تمام ہوئی ادھر حبیب گھوڑے سے گرے۔ آواز دی آقا! میں حق نصرت

https://downloadshiabooks.com/

سے ادا ہوں، حسینؑ نے کمر تھامی، روایت بتاتی ہے کہ حبیب کے لاشے پر گئے، بچپن کے دوست کو دم توڑتے دیکھا، حدیث میں ہے کہ جب حبیب شہید کر دئے گئے تو حسینؑ کے چہرے پر آثار شکستگی نمایاں ہو گئے تھے، حبیب کی میت پر گئے اور جب اٹھنے لگے تو کہا، حبیب جاؤ، میں بھی آرہا ہوں، یہ کہتے ہوئے حسین اٹھے، میں کہوں گا کہ یہ امتحان زور تھا جو حبیب کی میت پہ گئے، وہ امتحان صبر تھا، کبھی قاسم کا لاشہ لائے، کبھی عباس کے جنازے پر روئے کبھی علی اکبر کی میت لے کے چلے، کبھی چھ مہینے کے لال کو خاک میں سلایا.....

"تمام شد"

چوتھی مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۝

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرمارہا ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسول مبعوث کیا ہے جو ان کے نفسوں میں سے ہے تاکہ ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفسوں کو پاک کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے جبکہ وہ اس کے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی! سلسلۂ کلام آپ کے ذہن میں ہوگا، ہمارے آپ کے درمیان گفتگو کئی منزلوں سے گزرتی ہوئی خاندان رسالت کے سبجکٹ پر کل یہاں تک پہنچی تھی کہ بنی امیہ کا اور بنی ہاشم کا خاندانی اختلاف جو زیادہ تر کیریکٹر اور سیرت اور چال چلن کی بنیاد پر تھا شروع میں بھی، اعلان اسلام کے بعد مذہبی اختلاف کی شکل میں آگیا، یعنی کینوس لڑائی کا جو چھوٹا تھا وہ بڑا ہو گیا۔ ابھی تک یہ قبیلے کا اختلاف تھا لیکن اب یہ ایک مذہبی بنیاد پر اختلاف ہو گیا۔ حضور سرور کائنات نے جو بنی ہاشم سے تھے اور جن کو ان کے چچا سردار بنی ہاشم جناب ابوطالب اپنی سرپرستی میں لئے تھے، انھوں نے اعلان کیا اس بات کا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اللہ کا آخری پیغام لے کے آیا ہوں، تمہاری نجات اور تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی دینے آیا ہوں، اور کوئی شخص بھی اپنی قوم کے لئے اتنا بہتر تحفہ لے کے نہیں آیا جتنا بہتر تحفہ لے کے میں آیا ہوں، میرا میسیج یہ

https://downloadshiabooks.com/

ہے کہ ایک اللہ کو مانو جو تمہارا اور اس پوری کائنات کا خالق ہے، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جو ایک ہے اور اس کے اندر کسی طرح کی دوی کا تصور نہیں ہو سکتا۔ میں اس کا میسنجر ہوں، اس کا رسول ہوں اور اس کے بعد جو باتیں بتائی گئی تھیں وہ یہ تھیں کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے، انسانیت کی بنیاد پر سب انسان برابر رکھے جائیں، نہ کوئی چھوٹا ہے نہ کوئی بڑا، کالے ہونے کی بنیاد پر کوئی ذلیل نہیں ہے، گورے ہونے کی بنیاد پر کوئی عزت دار نہیں ہے، مالدار ہونا آدمی کے بڑے آدمی ہونے کی دلیل نہیں ہے، غریب ہونا آدمی کے چھوٹے ہونے کی دلیل نہیں ہے، حبشی ہونا کوئی ذلت کی بات نہیں ہے، عورتیں زندگی میں برابر کی شریک ہیں، ان کی انسلٹ نہ کی جائے بلکہ ان کو پوری عزت دی جائے، جھوٹ نہ بولو، سود نہ کھاؤ، چوری نہ کرو، شراب نہ پیو، اپنے چال چلن کو اچھا رکھو، اپنے کیریکٹر پر دھبے نہ پڑنے دو۔ یہ وہ تمام پیغام تھا جو رسول اللہ مکہ میں دے رہے تھے، اس میں خاندان پرست ابوسفیان سیاسی فائدہ اٹھا کے، اپنے پتھر کے پتلوں کا حمائتی بن کے رسول اللہ کے خلاف کھل کے میدان میں آگیا اور اس نے لوگوں کو یہ سمجھانا شروع کیا کہ یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ ہم اور ہمارے باپ دادا پاگل تھے، کافر تھے اور مشرک تھے اور جہنمی تھے، یہ کوئی بات ہوئی کہ صدیوں سال سے ہم جن لات و ہبل کو پوج رہے ہیں اور سجدہ کر رہے ہیں ان کو چھوڑ دیں، اور محمدؐ کے ایسے خدا کو مان لیں جس کو دیکھا بھی نہیں ہے بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کہ جو زندگی بھر ہماری خدمت کرتے رہے انھیں اپنے ساتھ بیٹھ کے کھانا کھلائیں، کیا ہم اتنے گئے گزرے ہو گئے کہ غلاموں کے ساتھ کھانا کھائیں۔ بھلا کوئی بات ہوئی کہ ہم عورتوں کو سر پر چڑھائیں اور وہ جو بات کہیں اسے مانیں اور اس کا خیال کریں، بھلا کوئی بات ہوئی کہ یہ غریب و غربا، فقیر لوگ یہ ہمارے برابر سے ہمارے پہلو میں آکے بیٹھیں جبکہ ہم سردار لوگ ہیں، بڑے لوگ ہیں، خاندانی لوگ ہیں، یہ بات غریبوں کو اپیل کرے نہ کرے سرداروں کو، مالداروں کو پیسے والوں کو جتھے والوں کو بہت اپیل کر رہی تھی۔

اسلام شروع ہوتے ہی ٹکراؤ، تصادم، لڑائی اور اختلاف کی گرمی پیدا ہو گئی، اور وہ کمزور لوگ، وہ غریب لوگ، وہ پریشان حال لوگ جو مسلمان ہو گئے تھے، ان کے اوپر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹنے لگے، حضرت عمار یاسر ایک بڑے مشہور صحابی گزرے ہیں، ان کے والد جناب یاسر اور ان کی والدہ دونوں بڑے پکے مسلمان ہو گئے تھے، مگر غریب تھے، غلام تھے، جتھے اور قبیلے والے نہیں تھے، ان کو دھوپ میں لٹا دیا جاتا تھا عرب کی تیز دھوپ، دہکتا ہوا ریگستان، سینے پہ پتھر رکھ دیا جاتا تھا، کوڑے مارے جاتے تھے۔

حضرت بلال حبشی جو رسول کے موذن بنے بعد میں، ایمان کے بڑے پختہ اللہ کے بڑے پکے ماننے والے مگر غریب، مگر حبش کے رہنے والے، ظاہر ہے کہ علاقہ کے حساب سے آدمی کا کلر ہوتا ہے، رنگ ہوتا ہے تو نیگرو ہے تو اس کا رنگ کالا ہوگا، دھوپ میں لیٹے ہیں، زنجیروں میں جکڑے ہیں، عرب کی دوپہر ہے، مکہ کی تیز دھوپ میں جہاں سیدھی کرنیں پڑتی ہیں آفتاب کی، دوگھنٹے میں پتھر جب آگ کی طرح دہکنے لگا تو ان کے سینے پر رکھ دیا گیا، مگر یہ اللہ کا چاہنے والا ایک ہی جملہ کہہ رہا ہے، احد، احد، احد، احد، ایک، ایک، ایک، ایک، مکہ میں ظلم کی داستانیں گلی گلی بکھری تھیں، ناانصافی کی یہ داستانیں ہر ہر سڑک پر دکھائی دیتی تھیں، مکے کے جنگلوں میں لے جا کے لوگ اپنے غلاموں کو کوڑے سے مارتے تھے۔

یہ ظلم مردوں کے ساتھ عورتوں پہ بھی ہوتا تھا، کنیزیں، کمزور عورتیں، غریب و بے کس بے سہارا عورتیں جانوروں کی طرح ماری جاتی تھیں اور یہ درندے اتنا نہیں کہتے تھے کہ یہ نہ کرو یہ انصاف کے خلاف ہے، وہ لوگ جو قبیلے اور خاندان والے بھی مسلمان ہو گئے تھے، ان کو اگرچہ اس طرح کی تکلیفیں نہیں برداشت کرنا پڑتی تھیں، اس لئے کہ مکے میں ان کے خاندان اور قبیلے تھے، لیکن ان پر اقتصادی مار پڑ رہی تھی، ان کو کام نہیں ملتا تھا، ان کے لئے کھانے کا سامان نہیں تھا، ان کے گھروں میں دو دو، تین تین وقت گزر جاتے تھے کہ آگ نہیں روشن ہوتی تھی، سماج نے ان کا بائیکاٹ کیا تھا، ان تمام چیزوں میں بنی امیہ کا گھرانا آگے آگے تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

انھوں نے اور مکے کے قبیلے والوں کو اپنا ہم خیال بنا لیا تھا۔ بنی ہاشم اپنے تھوڑے سے چاہنے والوں اور ماننے والوں کے ساتھ مکہ میں ایک کشمکش کی زندگی گزار رہے تھے، وہ تو کہئے کہ سردار قریش ابوطالب کے غیر معمولی اثرات اور مکے سے باہر تک کے ان کے تعلقات اور ان کی ذاتی وجاہت و دبدبہ جو بہت دنوں سے صدیوں سے چلا آرہا تھا اس نے رسول اللہ اور مسلمانوں کی جان کی حفاظت کے لئے ایک سائے کا کام کیا تھا اور خدیجہ کی بے اندازہ دولت نے جو ملیکتہ العرب کہلواتی تھیں کسی زمانے میں یعنی عرب کی ملکہ، ان لوگوں کے گھروں میں فاقہ شکنی کا انتظام کیا تھا، جن کے گھر میں دو دو دن آگ نہیں جلتی تھی، لیکن اس کے باوجود بھی مسلمان مکہ میں کوئی اچھی، آرام دہ، پرسکون اور محفوظ زندگی نہیں گزار رہے تھے۔

عزیزان گرامی۔ اس تاریخ کو بہت غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے، اس تاریخ کو بہت توجہ سے پڑھنے کی ضرورت ہے، اس تاریخ کو اچھی طرح یاد کرنے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ بعد میں اسلام میں جو واقعات آئے ہیں، ان واقعات کے اوپر اس تاریخ کا بہت زبردست ریفلکشن ہے، بہت زبردست اثرات ہیں، چونکہ لوگ اس تاریخ کو دیکھتے نہیں ہیں اور اس تاریخ کو پڑھتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مس گائڈ ہو جاتے ہیں اور راستے سے بھٹک جاتے ہیں۔

میں آپ کو جس وعدے کے ساتھ لے کے چلا ہوں وہ آپ کے ذہن میں ہوگا کہ ہم تاریخ کے اتنے اتنے سے واقعات جوڑ کے حالات کے نتیجے کو نکالیں گے۔ اگر دس برس تک میں نے کسی آدمی پر ظلم کیا ہے، اس کو مارا پیٹا ہے، اس کے ساتھ زیادتی کی ہے، اس کو ستایا ہے اور گیارہویں سال میں تو سب سے بڑا مسلمان بن گیا اور اس کا اسلام میں کوئی مرتبہ ہی نہ رہا، تو انصاف سے بتائیے کہ کیا وہ اپنے دل میں یہ سوچے گا کہ "وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا"۔ اسلام کی تاریخ کو تعصب کی عینک اتار کے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ بڑی بدنصیبی کی بات یہ ہے کہ لوگ شخصیتوں سے اتنا متاثر ہو گئے ہیں، کہ سچائیاں ان کی نظروں سے اوجھل ہو

گئی ہیں،

سرور کائنات اس قافلے کے رہبر ہیں جو اللہ کو ایک کہتا ہے لیکن صورتحال یہ ہے کہ جب وہ نکلتے ہیں تو پتھر مارے جاتے ہیں، وہ راستے میں چلتے ہیں تو کفار قریش منھ در منھ آن کے ان سے بدتمیزی کرتے ہیں، وہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد الحرام میں جاتے ہیں تو ان کی پشت پر اونٹ کے پیٹ کی نکلی ہوئی آلائش رکھ دی جاتی ہے۔ اور یہ کون کر رہا ہے؟ یہ کس کے ہاتھوں انجام پا رہا ہے؟ عزیزان گرامی، میں ایک بات کہوں گا اور اگر نوجوان نہیں تو جو میری عمر کے لوگ اس مجلس میں ہیں وہ اس کو پوری طرح سمجھ جائیں گے، ہمارا ہندوستان ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے زیر اثر آن کے غلام بن گیا۔ پھر ہندوستان میں ایک تحریک چلی ایک موومنٹ چلا، ہندوستان کی آزادی کا موومنٹ، فریڈم موومنٹ، فریڈم موومنٹ میں کچھ لوگوں نے حصہ لیا، جن لوگوں نے آزادی کے موومنٹ میں حصہ لیا، انگریزوں نے انھیں جیل میں بند کیا، ان کو مارا پیٹا گیا، ان کو گرفتار کیا گیا، ان کو دو دو، چار برس کی سزائیں ہوتی تھیں، لوگوں نے اپنی نوکریاں چھوڑ دیں، لوگوں نے اپنے ولائتی کپڑے جلائے لوگوں نے انگریزوں سے اپنے کو "ڈس الیسوسی ایٹ" کیا، یہ سب ہندوستان میں ہوا، آپ نے یا تو دیکھا ہوگا، یا پڑھا ہوگا، یا سنا ہوگا کہ ہندوستان کے اندر یہ سب ہوا، یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء میں ہندستان آزاد ہوا تو وہ لوگ، وہ پولیس آفیسر، وہ ہندوستان کے بعض انڈین جو انگریزوں سے مل مل کے گولیاں چلواتے تھے، لاٹھی چارج کراتے تھے، مخبری کر کے نیشنل لیڈرس کو گرفتار کراتے تھے وہ اپنا منھ چھپائے چھپائے گھومے، اور وہ لوگ جیل گئے تھے، جنھوں نے لاٹھیاں کھائی تھیں، جنھوں نے بڑی بڑی مصیبتیں اٹھائی تھیں وہی بڑے بڑے لیڈر بن کے بڑے بڑے عہدوں تک آئے اور آگے ہندستان انھیں کے زور کے اوپر اور انھیں کے دست و بازو پر چلا، یہ ہندوستان کی تاریخ ہے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اسلام کو یہ تاریخ نصیب نہ ہوئی، جو ظلم کرتے رہے، جو ناانصافی کرتے رہے، جو لوگوں کو قتل کرتے رہے، جو سرور کائنات سے لڑتے

https://downloadshiabooks.com/

رہے جو مسلمانوں کو دھوپ میں لٹا کے کوڑے مارتے رہے، تھوڑے دنوں بعد وہی برسر اقتدار آگئے اور جنھوں نے راہ اسلام میں مصیبتیں جھیلی تھیں وہ پھر اپنے خاک و خون میں نہاتے چلے گئے۔ اماں، ہندستان کی تاریخ بھی نصیب ہوئی، تم کیا منھ لے کے بات کرو گے۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔۔۔"

"تاریخ پڑھئے، مکے میں حضور سرور کائنات زحمتیں اٹھا رہے ہیں، پریشانیاں جھیل رہے ہیں، راستے میں سر اقدس پر کوڑا پھینکا جا رہا ہے، جدھر سے گزر رہے ہیں لوگ پتھر مار رہے ہیں۔ یہ زندگی گزار رہا ہے اللہ کا سب سے بڑا رسول، دشمنی کا نشانہ سرور کائنات کی ذات اقدس ہے، دشمنی کا نشانہ سرور دو عالم کی شخصیت ہے، کافر بار بار یہ سازش کرتے ہیں کہ کسی طرح ان کو قتل کر دو، اسلام کی تاریخ ابو طالب کا نام نہیں لکھ سکتی، ہمیں معلوم ہے، دیکھئے آدمی اپنے مطلب کا بڑا سیانا ہوتا ہے، ہر چیز آپ کو لکھی ہوئی نہیں ملے گی، کچھ آپ کو اپنی عقل استعمال کرنا پڑے گی، اور عقل کے دروازے بند کر کے اور تو اور آپ اللہ کو نہیں سمجھتے، اسلام کی سب سے عظیم سب سے بلند سب سے مہتم بالشان شے جو ہے کلمہ "لا الہ الا اللہ"۔ سب سے پہلے یہی ہے، سب سے اہم یہی ہے لا الہ الا اللہ، لیکن یقین مانیں کہ اگر آپ اپنی عقل کے سب دروازے کھڑکیاں بند کر لیں، تو آپ اللہ کو بھی نہیں سمجھ سکتے، جبکہ اللہ کی نشانیاں خود آپ کے وجود میں پوری کائنات میں بکھری پڑی ہیں، لیکن انھیں کے لئے جو اپنی عقل استعمال کرتے ہیں، ان کے لئے نہیں جو عقل کے اوپر جہالت کے پتھر ڈال کے بیٹھ جائیں۔

میرے دوستو! رسول کی حفاظت کے سلسلے میں ابو طالب کے نام کی امید تاریخ سے نہ کیجئے۔ اس کی وجہ ہے "تاریخ جانبدار ہے" تاریخ "پارشل" ہے، تاریخ پیسے کے زور پر لکھوائی جاتی تھی، اور جہاں جہاں پڑھے لکھے لوگ میری آواز سن رہے ہیں اس بات کو اچھی طریقہ سے سمجھ لیں کہ تاریخ واقعات کے سلسلے میں معتبری ہوتی ہے، کیریکٹرس کے سلسلے میں غیر معتبری ہوتی ہے یعنی تاج محل کس سن میں بنا، یہ تو تاریخ سے آپ کو مل جائے لیکن تاج محل بنوانے

والا بادشاہ اچھا آدمی تھا یا برا آدمی تھا، یہ ضروری نہیں کہ تاریخ آپ کو صحیح بتا دے، فلاں لڑائی کس سن میں ہوئی، کہاں پر لڑی گئی، یہ تو تاریخ آپ کو ٹھیک ٹھیک بتا دے گی کہ فلاں تاریخ تھی، فلاں میدان تھا جہاں پر یہ لڑائی لڑی گئی لیکن جب لڑائی ہوئی ہے تو کون پارٹی صحیح بات کہہ رہی تھی، کون غلط، یہ ضروری نہیں کہ تاریخ صحیح بتائے اس لئے کہ ہو سکتا ہے کہ مورخ کا قلم کسی دوسرے نے خرید لیا ہو، آپ سے ہم سیدھی سیدھی بات یہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان پتھر مار رہا تھا اور ابو طالب پتھر روک رہے تھے، بیچ میں سرور کائنات کھڑے تھے، دیکھئے تصور میں دیکھ لیجئے آپ، ابوسفیان پتھر مار رہا ہے، ابو طالب پتھر روک رہے ہیں سرور کائنات بیچ میں کھڑے ہیں، اب ابو طالب کا پتھر روکنا اگر کوئی تھرڈ پارٹی برسر اقتدار ہو جو ان پارشل ہو تب تو لکھ دے گی لیکن اگر اسلام کی تاریخ آل ابوسفیان کے اشارے پر لکھی جا رہی ہو تو ہم کیا امید کریں کہ ابو طالب کی سیکری فائز لکھی جائے گی۔ اگر سنجیدہ انسان اتنے سے نکتے کو بھی سمجھنے سے محروم ہیں تو بیکار ہے سب کچھ پڑھنا، سب تقریر بیکار ہے اگر اتنی سی بات بھی آپ کی سمجھ میں نہیں آتی۔

حضور سرور کائنات مخالفت کا نشانہ ہیں، اور ہر طرف سے پتھر آ رہے ہیں بے شک آپ ابو طالب کی جو تعریف کرتے ہیں وہ صرف اسی لئے کہ انھوں نے ایسی حالت میں حضور کی جان کی حفاظت کا ذمہ لیا اور اس کو کامیابی سے نبھایا، جبکہ آج کی اس وسائل کی بھری پڑی دنیا میں، بڑے بڑے "ہیڈ آف اسٹیٹس" گول کا نشانہ بن جاتے ہیں، اور سیکورٹی کچھ نہیں کر پاتی۔ سیکورٹی محض دل کی تسلی ہے۔ آپ کو ایشیا کی مثالیں دیں یا یورپ کی مثالیں دیں یا امریکا کی دنیا میں ہر جگہ یہ ہو رہا ہے، صرف یہی نہیں ہے کہ ایشیائی دیش تو سویا ہی کرتے ہیں وہاں یہ حادثہ ہوتا ہے تو امریکا تو جاگتا ہے۔ اسرائیل کی انٹلی جنس تو ساری دنیا کی انٹلی جنس کو مات دے دیتی ہے ان کا ابھی اسی سال کا واقعہ۔۔۔ تو معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی کی جان کی حفاظت کی ذمہ داری لینا یہ بہت ہی ناممکن قسم کا کام ہے۔ مکہ میں جہاں

https://downloadshiabooks.com/

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

ہر شخص مسلح تھا، جہاں ہر ایک کے تلوار بندھی ہوئی تھی وہاں کسی کی جان کی حفاظت کا بیڑا اٹھانا یہ معمولی بات نہیں تھی۔ ہم محبت رسول میں ابوطالب کو سلام کرتے ہیں، اس لئے کہ ہم جس کا کلمہ پڑھتے ہیں، کم سے کم دنیا میں کوئی ایک آدمی ایسا اٹھا تو سہی کہ جس نے اس کی جان کی حفاظت کی بات کی۔

تاریخ لکھتی ہے کہ ایک رات حضور گھر پر واپس نہیں آئے اور وہ رات ابوطالب نے اضطراب میں گزاری، سویرا ہوا وہاں اُٹھ کے گئے جہاں مکہ کے سردار بیٹھے تھے، بڑے لوگ، کفار، وہاں دیکھا سترہ آدمی بیٹھے ہیں ابوطالب نے اپنے غلاموں کو آواز دی، سترہ غلام منتخب کئے۔ اسلحہ خانہ کھولا، سترہ نئے خنجر نکالے، ایک ایک غلام کے ہاتھ میں ایک ایک خنجر دیا، کہا فلاں جگہ سترہ آدمی بیٹھے ہیں، اس اینگل سے بیٹھ جانا کہ ایک ایک کی زد پر رہے، میرا بھتیجا رات سے نہیں آیا ہے، میری حالت خراب ہے، مجھے ایک جگہ اس کے ملنے کی امید ہے، میں وہاں جا رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ مل جائے گا وہاں خیریت سے، اگر وہ مل گیا اور میں گھر میں اس طرح داخل ہوا کہ میرا بھتیجا میرے ساتھ ہے تو تم جیسے بیٹھے ہو ویسے ہی بیٹھے رہنا میرے مزید آرڈر کا انتظار کرنا اور اگر تم نے یہ دیکھا کہ میں اکیلا آ رہا ہوں تو میرے آرڈر کا انتظار نہ کرنا میں ابھی تم کو آرڈر دے رہا ہوں کہ ہر آدمی اپنے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی کا پیٹ چاک کر دے فوراً۔ ادھر ان کو بھیج کے وہ گھر گئے، وہاں سرور کائنات مل گئے، ان کو لئے ہوئے آئے تو غلاموں نے دیکھا کہ چچا بھتیجے ساتھ آ رہے ہیں اور ان کو ہدایت یہ تھی کہ جیسے بیٹھے ہو ویسے بیٹھے رہنا، چنانچہ وہ جیسے بیٹھے تھے ویسے بیٹھے رہے، دونوں آ کے کھڑے ہوئے سامنے ابوطالب نے کہا، غلاموں اٹھو، اب کھڑے ہو کر آرڈر دیا میرے غلاموں اٹھو، ہر ایک کے پہلو سے ایک آدمی اٹھ بیٹھا، کہا ذرا ان کو وہ چیز دکھا دو جو تم اپنے لباس میں چھپائے ہوئے ہو۔ ایک دم سے فضا میں سترہ بجلیاں لہرائیں، برانڈیو خنجر چمکتا ہوا ہر ایک نے اپنے لباس سے نکالا، فضا میں سترہ خنجر لہرائے، وہ لوگ ذرا وہ ہوئے پھر اس کے بعد سنبھل گئے، کہا ابوطالب کیا مطلب؟

کیا تم نے ہم سب کے قتل کا بندوبست کیا تھا؟ دیکھئے یہ ہیں ابوطالب، پہچانئے ابوطالب کون ہیں، خاندان دیکھئے گھرانا دیکھئے، کہا رات سے میرا بھتیجا نہیں آیا تھا میں پریشان تھا میں نے سوچا کہ کہیں تم لوگوں نے کوئی بدمعاشی نہ کی ہو، میں نے ان غلاموں کو یہ کہہ کے بٹھا دیا تھا کہ تمہارے پیٹ چاک کر دئے جائیں اگر میرا بھتیجا نہ ملے، اور آئندہ کے لئے کان کھول کے سن لو، اگر کسی نے میرے بھتیجے پر ہاتھ اٹھایا تو اپنے کو پہلے مُردوں کی فہرست میں لکھ لے اس کے بعد حرکت کرے..... صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ"

اگر کسی کے دل میں اس طرح کی خواہش ہو کہ ان کی زندگی کے چراغ کو بجھائیں گے ہم تو پہلے اپنا نام مُردوں کی فہرست میں لکھوا دے۔ اس کے بعد آ کے یہ کام کرے اس لئے کہ دوسرے دن اس میت کہیں پڑی ملے گی۔ زندہ نہیں بچے گا وہ، سمجھے آپ یہ تھی وہ پڑیا کہ جس کے اوپر حفاظت کی ہے کہ ہر ایک کو اس بات کا یقین دلایا تھا کہ مار تو ڈالیں ہم ان کو مگر زندہ نہیں رہیں گے، اور یہی ایمان ابوطالب کی دلیل ہے، ابوطالب مزاج کفر اچھی طرح جانتے تھے کہ کافر بتوں کے نام پر قتل تو کر سکتا ہے مگر قتل نہیں ہو سکتا..... صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

عزیزان گرامی، کیا ہم سے لوگ تاریخ کی بات کرتے ہیں اور واقعات کی بات کرتے ہیں، یہ واقعہ جس رخ سے میں نے پڑھ دیا اور جس دلچسپی سے آپ نے سن لیا، اور جتنا آپ خوش ہوئے اس واقعہ کو سن کر کے، کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ بنی امیہ کے دربار میں یہ واقعہ اسی طرح سے پڑھا جا سکتا تھا؟ کیا نسل ابوسفیان سے تخت حکومت پر بیٹھے ہوئے بادشاہ سلامت اپنے دادا کی ناکامی اور اپنے دشمن کے دادا کی کامیابی کا واقعہ اسی لطف سے سن لیں گے؟ تو وہ تاریخ جو اس زمانے میں مرتب ہو، وہ واقعات جو اس دور میں لکھے جائیں وہ قلم جو اس حکومت کے بکے ہوئے ہوں، اس سے کیا آپ اندازہ کریں گے کہ آپ کے پاس صحیح واقعات آئیں گے..... عزیزان گرامی! سچائی کی تلاش لوہے کے چنے ہیں آج کے زمانے میں، میں آپ کو تاریخ سنا رہا ہوں، حضور سرور کائنات تبلیغ کر رہے ہیں، کفار قریش جن کی

https://downloadshiabooks.com/

لیڈرشپ بنی امیہ کے ہاتھ میں ہے سرور کائنات کی مخالفت کر رہے ہیں، یہاں تک کہ مسلمان اتنے ستائے گئے، اتنے ستائے گئے، اتنے ستائے گئے کہ آخر میں رسول اللہ نے مسلمانوں کے ایک سکشن کو بحکم خدا حکم ہجرت دیا، اور مسلمانوں کی فیملی تھوڑی سی مکے سے ہجرت کرکے اتھوپیا گئی، حبش مکے سے ہجرت کرکے مسلمان افریقہ چلے گئے، ایک بڑی پریشانی کی بات یہ آگئی ہے کہ ہندستان کے کالجوں سے جغرافی غائب ہوگئی ہے۔ خیر بہر حال یہ مکے سے افریقہ چلے گئے، اتھوپیا، حبش، وہاں کا بادشاہ کرسچین تھا۔ یہ ہجرت جو ہوئی یہ اسلام کی پہلی ہجرت ہے اور اس ہجرت کا نام ہجرت حبشہ ہے، یہ مسلمانوں نے پہلی ہجرت کی حبش کی طرف اس ہجرت کے لیڈر جو تھے وہ جناب جعفر طیار تھے، رسول اللہ کے چچازاد بھائی اور مولا علی کے سگے بڑے بھائی۔ جناب جعفر، ان کی لیڈرشپ میں مسلمانوں کا ایک قافلہ، جس میں عورتیں، مرد، اور بچے بھی شامل تھے، مسلمانوں کی تھوڑی سی فیملی یہاں سے اپنی جان بچاکے، دین بچاکے اتھوپیا گئی۔ وہاں جاکے یہ غریب رہنے لگے، وہ بادشاہ کرسچین تھا مگر ایمان دار تھا اور ظالم نہیں تھا انصاف پسند بادشاہ تھا۔ ابوسفیان کو یہ معلوم ہوا کہ مسلمان ہجرت کرکے اتھوپیا چلے گئے ہیں اور وہاں خیریت سے رہ رہے ہیں تو اس کو بڑی پریشانی ہوئی اور بڑی تکلیف ہوئی۔ اور یہ کافروں کا ایک ڈیلی گیشن لے کے اتھوپیا گیا، اور سب سے پہلا کام اس نے جو کیا وہ یہ کہ بادشاہ کے دربانوں اور محل کے جو قریبی لوگ تھے، ان کو اس نے رشوت دی اور اور بادشاہ سے ملنے کا ٹائم لیا، ان لوگوں نے رشوت لے کے ایسا مینج کیا کہ اس کو بادشاہ سے ملا دیں، چنانچہ یہ شخص بادشاہ کے پاس گیا، اور اس سے کہا کہ اے بادشاہ ہم لوگ قریش ہیں اور مکہ کے شریفوں اور سرداروں میں ہیں، ہمارے یہاں کے کچھ بدمعاش جنھوں نے ہماری سوسائٹی کو ڈسٹرب کر دیا ہے، بھاگ کے چلے آئے ہیں وہ ہمارے یہاں وانٹیڈ ہیں، لہذا ہم چاہتے ہیں کہ تو انھیں ہمارے حوالے کر دے اور ہم ان کو لے جائیں۔ وہ تجربہ کار بادشاہ تھا اس نے ان کی پوری بات سنی، کہا کہ ایسا ہے کل ہم ان کو بھی بلائیں گے، تم کو بھی بلائیں گے، آمنے سامنے بات کر لینا، جیسا کچھ ہوگا کل ہی فیصلہ ہو

جائے گا، اب یہ کیا کرے آگیا واپس، دوسرے دن کا اس نے ٹائم دے دیا اور کہا ان لوگوں کو بھی بلاؤ اور ان کو بھی بلاؤ، دوسرے دن دونوں ڈیلی گیشن آئے، اب صورتحال یہ تھی کہ اس کا دربار عام لگا ہوا ہے چونکہ کرسچین بادشاہ تھا لہذا صلیبیں بھی تھیں اور دربار میں جو مولویوں کا، یعنی مذہبی جو ہیڈ ہوتے ہیں یعنی فادرس جو ان کے تھے، ان کی بھی کرسیاں تھیں، وہ بھی وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، بائبل بھی ان کے سامنے رکھی تھی وہ بائبل بھی ہے اور پورا دربار لگا ہوا ہے۔ تو دونوں ڈیلی گیشن بلائے گئے، مسلمانوں کا ڈیلی گیشن جس کی لیڈرشپ جناب جعفر کر رہے تھے اور کافروں کا ڈیلی گیشن جس کی لیڈرشپ ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی، جیسے ہی ابوسفیان اور اس کے ساتھی آئے، انھوں نے فوراً جھک کے بادشاہ کے تخت کے سامنے سجدہ کیا، ارے ٹھیک ہے جبین فری ہے ہر ایک کے سامنے سجدے کے لئے، یہاں بھی کیا برا ہے، جو اس کے تعظیم کا دستور تھا اس کے حساب سے کھٹ سے انھوں نے سجدہ کیا، یہ سجدہ کرکے اٹھے ہی تھے کہ فوراً مسلم ڈیلی گیشن بھی ساتھ ہی ساتھ انٹر ہوا دربار میں، اور وہ سیدھے چلتے ہوئے آئے جہاں پر ان کو آنا تھا اور آن کے اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ اس نے بادشاہ کی سرکشی زیر کرنے کے لئے اور اس کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے اور اس کے جذبات بھڑکانے کے لئے فوراً اعتراض کیا کہ دیکھا آپ نے، ان بدتمیزوں نے آپ کی تعظیم بھی نہیں کی، اور فوراً جناب جعفر نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں سوائے اللہ کے کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ دیکھئے یہ آج سے چودہ سو برس پرانا واقعہ ہے مگر صبح قیامت تک کے واسطے انسانوں کے واسطے سبق ہے، کہ جو لوگ خوشامد میں اپنی پیشانیاں دوسرے کے سامنے جھکا دیا کرتے ہیں ان کے سر بھی جاتے ہیں اور عزت بھی جاتی ہے اور وہ جو اللہ پر بھروسہ کرکے اپنے سر کو بلند رکھتے ہیں، ان کا سر کٹ جائے مگر جھکتا نہیں ہے کبھی بھی۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

بات چیت شروع ہوئی، اس نے کہا، ہاں آپ بتاؤ کیا کہتے ہو، کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ بہت زیادتی کر رہے ہیں، انھوں نے ہمارے معاشرے کو ڈسٹرب کیا ہے اور ہمارے

https://downloadshiabooks.com/

خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں، یہ بڑی پرانی بات ہے گالیاں دیتے ہیں، یہ سمجھئے کہ چودہ سو برس سے معاملہ چل رہا ہے، یہ لا الہ الا اللہ جو ہے یہ گالی ہے کس کے لئے گالی ہے؟ جولات وجبل کے ماننے والے ہیں.... دیکھئے ہرگز ہرگز مسلمان گالی نہیں دیتے تھے، اس لئے کہ اسلامی تہذیب ہی یہ نہیں ہے گالی بکنا، مسلمان ہو کے کسی کو آپ مسلمان کی حیثیت سے گالی دیں یہ ممکن نہیں ہے سمجھے آپ؟ تو مسلمان گالیاں نہیں دیتے تھے بالکل جھوٹ ہے کہ مسلمان لات وجبل کو یا کفار کو یا ان کے بتوں کو گالیاں دیتے تھے۔ مسلمان کچھ نہیں کہتے تھے۔ مسلمان صرف یہ کہتے تھے "لا الہ الا اللہ" کافر کہتے تھے کہ یہ گالیاں بکتے ہیں، جو رسول اللہ کے دشمن تھے کل انھوں نے سنا "محمدؐ رسول اللہ" تو کہتے تھے کہ گالیاں بکتے ہیں، آج ہم کہتے ہیں "علی ولی اللہ" تو کہتے ہیں کہ گالیاں بکتے ہیں۔ "صلواۃ بر محمدؐ وآل محمدؐ"

تو یہ گالی بکنے والا معاملہ جو ہے، ڈکشنری میں بھی گالیاں بہت کم لکھی جاتی ہیں یہ تو بس سڑک ہی پر آدمی سیکھتا ہے، لیکن معلوم ہوا جو جس کے نظرے کے خلاف بات ہوتی ہے وہ اس کی اصطلاح میں گالی ہے۔ تو عزیزان گرامی انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے خداؤں کو گالیاں دیتے ہیں اور انھوں نے ہماری سوسائٹی کو ڈسٹرب کیا ہے، اب میں کیا بتاؤں آپ سے، یہ گھڑی کی سوئی مجھے بہت ستاتی ہے۔ اب شائد آپ کو ایک دن انتظار کرنا پڑے گا۔ اس ڈیلی گیشن کو آپ ابھی بادشاہ کے دربار میں چھوڑیئے، بادشاہ انصاف پسند ہے یہ ڈیلی گیشن کل تک خیریت سے رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم آپ کو جناب جعفر کی تقریر نہ سنائیں تو پھر وہی تاریخ کے ساتھ ناانصافی ہوگی، اور اگر جناب جعفر کی تقریر سنا دیں تو مجمع کے ساتھ کل کی مجلس کے ساتھ، جس کو لو کل پکڑنا ہے اس کے ساتھ ناانصافی ہو جائے گی۔ لہٰذا اب یہ بات اب کل دیکھا جائے گا، آج تو صرف اتنا کہ یہ سمجھ لیجئے آپ کہ ایک گھرانا وہ ہے جس کے لوگ اسلام کے راستے میں کوشش کر رہے ہیں اور ایک گھرانا ہے جس کے لوگ کفر کے راستے میں کوشش کر رہے ہیں، کیا غضب کی بات ہے کہ اس

واقعہ کے ساٹھ پیسٹھ برس کے اندر اندر اسی ابوسفیان کا پوتا، امیرالمومنین اور خلیفۃ المسلمین کا ٹائیٹل لے کے محافظ اسلام بنا ہوا تخت حکومت پر بیٹھا ہے، اور وہی جو رسول تھے ان کا نواسہ اور حضرت جعفر کا بھتیجا اور وہ علی جو ہر منزل پر محافظ رسول رہے ان کا بیٹا اور وہ ابوطالب جنھوں نے رسول کی جان کی حفاظت کی ان کا پوتا، کربلا کے میدان میں اپنے بہتر ساتھیوں سمیت شہید کیا جا رہا ہے۔

خود واقعۂ کربلا انسانوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے اور انسانوں کو سچائی کی تعلیم دینے کے لئے بہت ہے۔ جہاں حسین کھڑے ہو کے یہ اعلان کر رہے ہیں کہ تمام روئے زمین پر میرے سوا تمہارے نبی کا کوئی نواسہ موجود نہیں ہے، یہ بتاؤ، کیا میں نے دین کو بدل دیا، یہ بتاؤ کہ کیا میں نے حلال محمدی کو حرام کر دیا، یہ بتاؤ کہ کیا میں نے حرام محمدی کو حلال کر دیا ہے، یہ بتاؤ کہ کیا میرے ذمہ کسی کا خون باقی ہے، یہ تم لوگ مجھے کیوں گھیرے کھڑے ہو؟ اور ان ظالموں کے پاس کوئی جواب نہیں ہے، سوائے اس کے کہ وہ حسینؑ سے کہتے ہیں کہ تم بیعت یزید کر لو، ورنہ ہم تمہیں قتل کر دیں، اللہ اللہ کجا بیعت یزید اور کجا رسول اسلام کا نواسہ!! استغفر اللہ ــــ حق والے دین بیچا نہیں کرتے، اور اہل حق ایمان فروشی کی لعنت سے بہت دور ہیں، ایک دوپہر میں بہتر سر کٹ تو گئے مگر روشنی اتنی پھیل گئی کہ آج تک یہ مجمع ہے، ایک شاعر کا شعر مجھے بہت پسند ہے وہ آپ کو سنا دوں، وہ کہتا ہے کہ:۔

تذکرہ مظلومیٔ شہ کا زمانے بھر میں ہے • چھپ چکا ہے چاند لیکن روشنی ہر گھر میں ہے

خدا قسم کربلا میں جو ایک چاند نکلا تھا وہ نہ جانے کتنا روشن چاند تھا کہ اس کو چھپے ہوئے ساڑھے تیرہ سو برس سے زیادہ گزر گئے مگر آج تک اس روشنی محسوس ہو رہی ہے۔ حسینؑ! آپ پر ہماری جانیں فدا، آپ نے شہادت کا ایک ایسا عنوان اختیار کیا کہ جو انسانی دلوں کو توڑ دے اور جب کسی واقعہ کا تعلق انسانی دلوں سے ہو جائے تو جب تک سینوں میں دل دھڑکتے رہیں گے اس وقت تک دلوں میں لفظ حسینؑ لکھا رہے گا، بہت آسان تھا

https://downloadshiabooks.com/

کہ محمد کا نواسہ اسی نوے ہزار لاکھ سوا لاکھ کا لشکر لے کر یزید کے سامنے آجائے اور یہ بھی ممکن تھا کہ بنی ہاشم کے شیر اپنے دوسرے بہادر ساتھیوں کے ساتھ شام کے بزدل لشکر کے ٹکڑے اڑا کے تخت اقتدار پر قبضہ بھی کر لیں، لیکن دنیا میں ایسی لڑائیاں تو بہت ہوئیں، ایسی لڑائیوں کی کمی نہیں ہے کہ میدان جنگ میں آن کے ایک لشکر نے دشمن سے تخت و تاج چھین لیا ہے، تاریخ میں ان کے نام بھی نہیں ہیں، ان کے پتے بھی نہیں ہیں، حسینؑ ایسی لڑائی نہیں چاہتے تھے، حسینؑ ایسی لڑائی چاہتے تھے جو صبح قیامت تک دلوں پر حکومت کرے۔ اس لڑائی کے لئے قاسم کا پھول سا بدن چاہیئے تھا، اس لڑائی کے لئے جوان عباسؑ کے شانے چاہیئے تھے، اس لڑائی کے لئے نوجوان علی اکبرؑ کا چاند سا سینہ چاہیئے تھا، اس لڑائی کے لئے چار برس کی ننھی سکینہ کے گوشوارے درکار تھے، اس لڑائی کے لئے صاحب عصمت کبریٰ کی چادر چاہیئے تھے، اس لڑائی کے واسطے چھ مہینے کے ننھے سپاہی کا گلا چاہیئے تھا، حسینؑ بڑے انتظام سے آئے اور عزیزان گرامی آج تک جو چیز انسانی دل کو تڑپا رہی ہے وہ حسینؑ کے ساتھیوں کی تین دن کی بھوک پیاس ہے اور امام عالی مقام نے اپنے چاہنے والوں سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا ہے، دیکھئے یوں تو حسینؑ پر بہت سی مصیبتیں گزر گئیں، ظاہر ہے کہ حسینؑ پر جتنی مصیبتیں پڑیں اتنی کسی پر نہیں پڑیں، مگر انھوں نے دو باتوں کے لئے آپ کو یاد کیا ہے، فرمایا کہ اے میرے شیعوں جب پانی پینا تو میری پیاس یاد کر لینا، پیاس ایک اتنی بڑی مصیبت ہے حسین کے لئے کہ جس میں آپ سے خطاب کر کے کہا ہے کہ جب پانی پینا تو میری پیاس یاد کر لیا کرنا اور جب کسی پردیسی کو سننا یا کسی شہید کے لئے سننا تو اس پر دو آنسو بہا لینا، اور اس کے بعد فرماتے ہیں، کاش تم سب عاشورے کے دن ہوتے۔ اب میری یہ آواز جہاں جہاں تک باہر جا رہی ہے سنیں لوگ۔ کاش تم عاشور کے دن ہوتے اور سنتے کہ میں نے اپنے بچے کے لئے کس طرح پانی مانگا کسی نے اس پر رحم نہ کیا، حرملہ کی کمان کڑکی، علی اصغرؑ کا گلا نشانہ بنا اور باپ نے کلیجا تھاما، علی اصغرؑ نے منھ سے خون اگلا، حسینؑ کی گود میں حسینؑ کا بچہ شہید ہو گیا..... "تمام شد"

پانچویں مجلس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرما رہا ہے کہ اے رسول کہہ دیجئے کہ اے کافرو تم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی عبادت ہم کرتے ہیں اور ہم اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی عبادت تم کرتے ہو، ہم اس کی عبادت کرنے والے نہیں جس کی عبادت تم کرتے اور تم اس کی عبادت کرنے والے نہیں جس کی عبادت ہم کرتے ہیں۔ تمہیں تمہارا دین مبارک، تم اپنے دین پر ہو اور ہم اپنے دین پر ہیں۔

میں آپ کے سامنے جو بات عرض کر رہا ہوں، دبی دبی شکائتیں نوجوانوں کی آنے لگیں، آپ یہ کون سا سبجکٹ پڑھ رہے ہیں۔ آپ ایسا سوچئے کہ یہ سبجکٹ کانوں میں ڈالے رکھئے آگے چل کے کام آئے گا۔ اس لئے کہ ہم جس بین الاقوامی سازش کا شکار ہو رہے ہیں اس سازش سے اپنے نوجوانوں کو واقف کرانا ضروری ہے۔ اسلام ایک انٹرنیشنل کانسپریسی کا شکار ہے، ساری دنیا میں اور ہم ڈمارلائز کرنے کے لئے ہم کو ٹریلس اور فنڈامینٹلس کہا جا رہا ہے لہٰذا ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم اپنے بچوں، اپنے نوجوانوں، اپنے جوانوں اور اپنے بزرگوں تک کو ان حقائق سے باخبر کریں جو اسلام کے سلسلے میں اصلی باتیں ہیں۔ رہ گیا، جہاں تک مذاق مجلس کا سوال ہے تو جو بچے تھوڑی بے چینی محسوس کر رہے ہیں، شائد ان کی پیدائش کے پہلے سے ہم پڑھ رہے ہیں یہاں، اس لئے کہ یہ انتالیسواں عشرہ پڑھ رہا ہوں یہاں، تو کم از کم جو لڑکا

https://downloadshiabooks.com/

انتالیس برس کا ہے اس کی پیدائش کے وقت سے پڑھ رہا ہوں۔ تو ایسا ہے کہ اب اس بات کے ثابت کرنے کی ضرورت تو نہیں رہی کہ ہمیں تقریر کرنا آتی ہے، یہ تو مانیئے ہی گا لیکن نہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ ہم کسی بین الاقوامی سازش کا شکار ہو رہے ہیں اور ہمارے خلاف ساری دنیا میں یہ مہم چلائی جا رہی ہے کہ جہاں ذرا سا آپ نے مذہب کی طرف توجہ دی اور تھوڑا سا آپ مذہبی ہوتے ہیں لوگوں نے کہا یہ خطرناک ہیں۔ تو اس طریقہ سے ہم کو مذہب سے دور کیا جا رہا ہے۔ یہ عجیب و غریب بات ہے دنیا میں آج سے نہیں ہمیشہ سے، طاقت جو مزاج ہے وہ ہمیشہ سے ایک ہے، اس سے بحث نہیں ہے کہ پانچ ہزار برس پرانا واقعہ ہے یا دس ہزار برس پرانا واقعہ ہے یا دس دن پرانا واقعہ ہے یا دس گھنٹے پرانا واقعہ ہے، لفظیں بدل جائیں گی معنی وہیں رہیں گے، دیکھئے ہمیشہ طاقت کا مزاج ایک رہا ہے اور وہ یہ کہ اپنے بڑے سے بڑے قصور کو بھی معصومیت کہنا، اور دوسرے کی اچھی سے اچھی بات پر بھی اعتراض کر دینا، یہ مزاج رہا ہے طاقت کا، انسان لفظیں بدل دیتا ہے، کل کا انسان سیدھا تھا، آج کا انسان سیانا ہے، کل کا انسان لڑنے آتا تھا تو کہہ دیتا تھا کہ میں لڑنے آیا ہوں، آج کا انسان سیانا ہے لڑنے آتا ہے تو کہتا ہے میں امن قائم کرنے آیا ہوں، غور فرمایا آپ نے، یہ فرق ہو گیا ہے ورنہ کوئی فرق نہیں ہے نیچر ایک ہی ہے۔ ہزاروں سال پہلے کی بات ہے جب آدمی پتھر کی زندگی میں تھا، تو پتھر کی زندگی کا انسان ایک پتھر کو دوسرے پتھر پر گھس رہا تھا بیٹھا ہوا۔ اور اس کے اندر دھار اور نوک پیدا کر رہا تھا پتھر میں گھس کے، پتھر کے ایک ٹکڑے کو گھس رہا تھا دوسرے پتھر پر اور اس کے اندر دھار اور نوک پیدا کر رہا تھا، یہ دھار اور نوک اس لئے پیدا کر رہا تھا کہ اپنے دشمن کے اوپر جلدی قابو پالے اس پتھر کی دھار اور نوک سے۔ یہ پتھر کے زمانے کا انسان تھا، آج سے ہزاروں سال سے پہلے، حضرت مسیح سے بھی پانچ دس ہزار برس پندرہ ہزار برس پہلے کا انسان تھا جو پتھر کو پتھر پر گھس کے اس کے اندر دھار اور نوک اس لئے پیدا کر رہا تھا کہ اپنے دشمن پر جلدی قابو پالے اور آج کا انسان

جو جدید تجربے کر رہا ہے مہلک اسلحوں کے اس کے اندر بھی وہی جذبہ کام کر رہا ہے کہ اپنے دشمن پر جلدی قابو پالے تو انسان کا مزاج نہیں بدلا ہے یہ سمجھ لیجئے آپ، طاقت کا مزاج یہ ہے کہ جو ہم کریں وہ صحیح، جو تم کرو وہ غلط۔"

اسلام عالمی سازشوں کا شکار ہے، ساری دنیا میں لوگ عالم اسلام میں پھوٹ ڈلوانے کے لئے، مسلمانوں کو رسوا کرنے کے لئے ان کو بدنام کرنے کے لئے چاروں طرف سے تیار ہیں۔ اور ہمارا کام کیا ہے؟ دیکھئے ایک تو یہ صورت ہے جو ہمارے ساتھ ہو رہی ہے ساری دنیا میں، یہودی آپ کے مخالف ہیں، صاف صاف سب کو معلوم ہے۔ اچھی طرح معلوم ہے بار بار وہ آپ کو ذلیل کرتے ہیں رسوا کرتے ہیں، اور ہم باوجود ذلیل و رسوا ہونے کے کچھ نہیں کر پاتے۔ جبکہ تعداد میں بہت زیادہ ہیں لیکن رسوائی اب ہمارا مقدر ہو گئی ہے، سفید قومیں بار بار آپ کو رسوا کرتی ہیں، آپ کچھ نہیں کرتے، بت پرست حکام بار بار آپ کو رسوا کرتے ہیں آپ کچھ نہیں کر پاتے، آج بھی چودہ سو برس پہلے سے حالات مختلف نہیں ہیں، اور اسلام بھی ان طاقتوں کے نرغے میں ہے لیکن اس کو لوگ تسلیم نہیں کریں گے، پرائے نہیں کریں گے مجھے پرواہ نہیں، اپنے نہیں کریں گے، اسلام جن طاقتوں کے نرغے میں ہے ایک طرف بت پرست اقوام ہیں، جو مسلمانوں کو رسوا کرنے کے لئے تیار ہیں، جس کی مثالیں سامنے ہیں زیادہ وضاحت کی ضرورت نہیں۔ دوسری طرف عیسائی اقوام ہیں جو مسلمانوں کو رسوا کرنے کی فکر میں ہیں، اس کی مثالیں بھی سامنے ہیں وضاحت کی ضرورت نہیں ہے، تیسری طرف یہودی قوم ہے جو مسلمانوں سے چن چن کے بدلے لینے کی فکر میں ہے اور رسوا کرنے کی فکر میں ہے۔ اور ہم اس حقیقت سے باخبر ہیں، ہم جانتے ہیں کہ یہودی ہمارے مخالف ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ مسیحیت ہمارے خلاف ہے، ہمیں معلوم ہے کہ بت پرستی ہمارے خلاف ہے لیکن اس کے باوجود بھی ہم نہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ کر رہے ہیں نہ ان کے واسطے کوئی انتظام کر رہے ہیں۔ بس یا تو دشمن کا انتظام کیجئے یا اپنے بچاؤ کے لئے کیجئے۔ یہ عجیب و غریب بدنصیبی کا عالم ہے کہ ملت مسلمہ نہ تو سامنے والے کے مقابلے

https://downloadshiabooks.com/

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

کے لئے کچھ کر رہی ہے نہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ کر رہی ہے اور پھر میں بات کہوں گا تو وہی ہوگا کہ ملائیت والی بات پھر انھوں نے کہہ دی، عجیب بات ہے کہ جب سچی بات کہتے ہیں تو اس کو لوگ ملائیت کہتے ہیں۔ ملائیت کی بات سن لیجئے، پھر آگے بڑھے بات، کہ ایک علاج میں بتا دوں آپ کو، میرے پاس نسخہ ہے اگر آپ ہمت کریں استعمال کرنے کی۔ اور نسخہ وہ ہے کہ جب یہی بیماریاں پیدا ہوئی تھیں تو پیا گیا تھا وہ نسخہ سے تو فائدہ ہوا تھا، جس کا دل چاہے استعمال کر کے دیکھ لے اگر جذبہ اجازت دے، اور اگر ملا اجازت دے۔" اب کہیں گے آپ بیماری کب تھی اور نسخہ کیا ہے، سن لیجئے بیماری کب تھی اور نسخہ کیا ہے؟ رسول اللہ نے جب اعلان اسلام کیا تھا تو یہی تین طاقتیں اسلام کے خلاف آئی تھیں، یا تو بت پرست اسلام کے مقابلے میں آئے تھے یا یہودی اسلام کے مقابلے میں آئے تھے یا نصرانی اسلام کے مقابلے میں آئے تھے، اگر آپ کو تاریخ سے ثبوت چاہئے ہو تو سنئے، بدر، احد، خندق کفار سے ہوئی تھیں لڑائیاں، خیبر یہودیوں سے ہوئی تھی لڑائی، مباہلہ عیسائیوں سے ہوا تھا، یہ تینوں تاریخی ثبوت مہیا ہیں آپ کے سامنے، لیکن یہ سمجھ لیجئے کہ جب یہ تینوں طاقتیں سامنے آئیں تو انھوں نے شکست کس کی وجہ سے کھائی؟ آپ رسول اللہ کے زمانے کی تاریخ پڑھئے، جب بت پرست بدر و احد میں صف آرا ہوئے تو کس نے مقابلہ کیا؟ جب یہودی خیبر میں صف آرا ہوئے تو کس نے مقابلہ کیا، جب عیسائی نجران سے آئے لے کے اپنا فلسفہ تو کس کی بدولت شکست کھا کر خبریہ دے کر گئے۔ تاریخ ایک ہی نام لیتی ہے اور وہی نام جو بعض وقت بعضوں کو بہت برا لگتا ہے۔ وہ ہے علیؑ کا نام، بدر میں بھی علیؑ خیبر میں بھی علیؑ، مباہلہ میں بھی علیؑ۔ صلواۃ ....."

تو حضور، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کل جو حالات تھے وہی آج بھی ہیں، اور کل جس چیز نے اسلام کو فائدہ پہنچایا تھا وہی آج بھی پہنچا سکتی ہے، تمام تر اسلام کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اس بنیاد پر پہنچا ہے کہ اسلام کو آج کی سائنٹفک دنیا میں صحیح طریقہ سے پیش نہیں کر پا رہے، خطا معاف، یا تو تقریروں کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ فلاں کافر ہے، فلاں بے دین ہے،

فلاں جہنمی ہے، فلاں غلط ہے، یا تو یہ سب ہوتا ہے یا تو یہ سب ہے کہ ہمارے سوا جو بھی ہیں وہ سب گڑبڑ ہیں، یا تو یہ مسئلہ ہے، یا اگر اس طرح کی تقریریں نہیں ہیں افینسیوں اور کافر کہنے کے لئے یا بے دین کہنے کے لئے یا مشرک کہنے کے لئے، ورنہ یہ تو بڑا پسندیدہ سبجکٹ ہے علمائے اسلام کا، کہ وہ مسلمانوں کو کافر ثابت کریں، نہ جانے کیا بات ہے یہ بات میری سمجھ میں نہ آئی، کہ حضور سرور کائنات، کا کام یہ تھا کہ وہ کافروں کو مسلمان بناتے تھے، حضور سرور کائنات کی حیات طیبہ آپ ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو یہ چیز ملے گی کہ سرکار حیات طیبہ میں یہ عمل جاری رہا، جس دن سے اعلان رسالت فرمایا اور جب تک اس دنیا میں تشریف فرما رہے، برابر کافروں کو مسلمان کرتے رہے، مکے کی زندگی میں، پر محن ماحول میں، مخالفت کے باوجود، حضور کافروں کو مسلمان بنایا کرتے تھے۔ پھر مدینے کی زندگی آئی تو وہاں بھی کافر مسلمان ہونے لگے، یہاں تک کہ جب ذرا اطمینان حاصل ہوا اور ذرا سکون حاصل ہوا، مخالفت کے زور کم ہوئے اور لوگوں کو تھوڑا غور و فکر کا موقع ملا تو یہ پوزیشن آگئی کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج لوگ داخل ہونے لگے اور غول کے غول مسلمان ہونے لگے، یہاں تک کہ حضور کی حیات طیبہ میں قریب قریب عرب کا پورا جزیرہ نما مسلمان ہو گیا تھا۔ تو یہ حضور نے مسلمان بنایا، یہ ہمارے علمائے اسلام جو حضور کے مسلک پر چلتے ہیں اور حضور کے نمائندے ہیں، یہ ہمیں معلوم نہیں کہ مسلمان کتنے بنائے البتہ یہ ہم جانتے ہیں کہ کافر بنایا کرتے ہیں مسلمانوں کو، یہ کیا مصیبت آگئی۔ یہ گاڑی کفر کی جو اسلام کی طرف چلا کرتی تھی، یہ پھر اسلام سے کفر کی طرف واپس جا رہی ہے یہ کیا معاملہ ہو رہا ہے؟ یہ میری سمجھ ہی میں نہیں آتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ بہر حال یہ سننے میں آتا ہے کہ یہ کافر ہیں، وہ کافر ہیں یہ کافر ہو گئے وہ کافر ہو گئے، یعنی یہ زور ہے کافر ہونے کا کہ ہمیں معلوم نہیں کہ کچھ مسلمان بھی آخر میں دنیا میں رہ جائیں گے، یا سب کافر ہی ہو جائیں گے، لیکن بہر حال قصہ تو یہ سب ہوتا ہے، حالانکہ میں ایک بات آپ کو بتا دوں یہ تقصیر اہل قبلہ، بہت بڑا گناہ ہے، جو قبلے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہے وہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتا ہے، کسی کو حق

https://downloadshiabooks.com/

ASSOCIATION KHOJA SHIA ITHNA ASHERI JAMAATE

نہیں ہے اس کو کافر کہنے کا۔ مسلک کا اختلاف الگ ہے مگر یہ کوئی بات نہیں ہے کہ ہم آپ کو آپ ہم کو کافر کہیں۔ اس کے لئے ہم نہیں آئے ہیں مسلمانوں کو کافر کہتے پھریں اور ڈھکیلتے پھریں کفر میں، تقصیر اہل قبلہ بہت بڑا گناہ ہے میں آپ کو بتائے دیتا ہوں، آپ پڑھے کتابوں میں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کے لئے کون کون سی حدیثیں ہیں اور کیا کیا ارشادات ہیں۔ جو قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا ہے لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے کوئی حق نہیں ہے آپ کو اس کو کافر کہنے کا۔ لیکن بہرحال ایک طرف تو ہم یہ دیکھتے ہیں یا پھر اگر اس سے بچے اور علماء نے کچھ واعظ نصیحت شروع کی اس کے علاوہ تو وہ اسلام کا فلسفہ جو سمجھاتے ہیں وہ چند عبادات کی حد تک، معاذاللہ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ غلط ہے اور نہیں سمجھانا چاہئے تھا لیکن یہ سمجھ لیجئے گا کہ یہ بڑا نازک مسئلہ ہے جو میں سنا رہا ہوں آپ اس کا مطلب کوئی صاحب یہ نہ نکال لیں میں صاف صاف کہہ رہا ہوں کہ وہ غلط ہے ایسا نہیں کرنا چاہئے لیکن وہ پورے اسلام کو چند اعمال میں محدود کر کے سنا دیتے ہیں کہ بھئی نماز روزہ کر لو اور ذکات وکات جو ہے خمس ہے دے دو اور بس یہ اسلام ہے۔ بے شک ہے، نماز، روزہ یا حج یا ذکات سے معاذاللہ انکار کرنے کا تو سوال ہی نہیں، لیکن بس اتنا ہی نہیں ہے سب کچھ اس کے آگے بھی ہے کچھ وہ یہ کہ بس یہ اعمال کر لیں مسلمان اور اس کے علاوہ کچھ ان اعمال نہ کرنے والوں کی سزائیں، یہ نہ کرو گے تو اس طرح پٹو گے، اس طرح مار پڑے گی، اس طرح الٹے ٹانگے جاؤ گے، جہنم میں نیچے دھواں کیا جائے گا، اور مکھیاں چھوڑی جائیں گی ڈنگ مارنے والی شہد کی جیسے ہوتی ہیں، وہ آگ کی بنی ہوئی ہوں گی یہ سب ہے، ٹھیک ہے بے شک ہم خطائیں کریں گے تو ہم کو سزا ملے گی یقیناً ملنی چاہئے لیکن وہ رحیم وکریم بھی ہے۔ بے شک وہ رحیم وکریم ہے لیکن قصہ یہ ہے کہ اللہ ضرور رحیم وکریم ہو مگر مولوی صاحب میں تو رحم وکرم کی جھلک ہم نے پائی نہ، وہ تو ایسا ڈراتے رہے اللہ کاش پیدا ہی نہیں ہوتے نہ جانے کس جرم کی سزا ملی ہے جو پیدا ہو گئے اچھا تھا کہ اس دنیا میں ہی نہ آتے اس لئے کہ بظاہر بخشش کا کوئی سامان نظر نہیں آتا، پٹائی ہونا ہماری بہت ضروری

ہے اور وہ بھی بڑے بھیانک انداز سے ہونے والی ہے۔"

تو عزیزان گرامی۔ اب نئی نسل اور نئی فکر اور نئے نوجوان کہ جوان حالات کا شکار ہیں وہ یا تو ہمارے اس برہمی کو دیکھ رہا ہے کہ یہ کافر اور وہ کافر اور وہ یا تو ہمارے اس بے رخی کو دیکھ رہا ہے کہ کچھ بھی کر ڈالو اگر ذرا سی گڑبڑ ہوئی تو پٹائی شروع ہو گئی تمہاری، اس لئے اب تھوڑا اس فکر کو تبدیل کرنا پڑے گا، میں جو بات کہہ رہا ہوں آپ سے آپ اس کی گہرائی کو سمجھئے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں، میں کسی بات کو بہت کھول کے نہیں کہنا چاہتا، میں چاہتا ہوں کہ آپ اپنی فکر اور ذہن سے اس بات کی تہہ تک خود پہنچیں، تھوڑی تبدیلی لانا پڑے گی اور اسلام کا وہ رخ جو حیات اجتماعی اور حیات انسانی اور انسانیت نوازی کا رخ ہے اس کو پیش کیجئے تب سمجھ میں آئے گا کہ اصلیت اسلام کیا ہے؟

عزیزان گرامی بے شک سر منبر کہتا ہوں کہ جس نے نماز کی ذرا سی توہین کی۔ اس نے اپنے کو برباد کیا۔ مگر یہ نماز کیا ہے؟ یہ عظیم عبادت جس کے اندر معراج بندگی سجدہ موجود ہے، نماز وہ عبادت ہے جس کے اندر سجدہ ہے، نماز وہ عظیم عبادت جس میں معراج بندگی سجدہ ہے، کیا سجدہ ہی کل مقصد ہے، اور کیا خدا ہمارے سجدے کا بھوکا ہے معاذاللہ یا ہمارے سجدوں سے کچھ اس کی خدائی میں اضافہ ہوگا یا ہمارے سجدوں سے کچھ اس کی عظمت میں اضافہ ہو جائے گا، استغفراللہ، یہ حقیر جبیں کجا اور عظمت پروردگار کجا، ہماری پیشانی کا شرف ہے کہ اللہ کے سامنے خم ہو، ساری دنیا مل کے شرک اختیار کرے تو پروردگار کی عظمت میں رائی کے دانے کے ہزارویں حصے کے برابر بھی کمی آنے کا سوال نہیں ہے۔ اور ساری دنیا مل کے سر بسجود ہو جائے تو اللہ کی عظمت میں ایک رائی کے دانے کے ہزارویں حصے کے برابر اضافہ نہ ہوگا۔ اس کی بارگاہ میں ہمارے سجدے کرنے یا نہ کرنے سے فرق نہیں آئے گا، ہماری جبینوں کا شرف ہے کہ اس کے آگے جھکیں، اور ہمارے مقدر کا پھوٹنا ہے جو ہم اس کو سجدہ نہ کریں، لیکن سجدہ کیا ہے؟ آپ نے کبھی فلسفۂ سجدہ پر غور کیا؟ کبھی آپ نے سوچا بھی کہ سجدہ کیا ہے، یہ عبادتیں کیا ہیں؟ اللہ عبادتوں کا

https://downloadshiabooks.com/

محتاج نہیں ہے اس کو ضرورت نہیں ہے وہ غنیٔ مطلق ہے، ہم نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں، ہم روزہ رکھیں یا نہ رکھیں، ہم حج کو جائیں یا نہ جائیں، اللہ کو کوئی حاجت نہیں ہے، یہ ساری ہماری ضرورتیں ہیں، تو یہ عبادتیں کیا ہیں؟ انسان کو انسان بنانے کی ٹریننگ ہے، سجدہ کیا ہے؟ سجدہ کرنے والے کے دماغ میں غرور نہیں رہنا چاہئے۔ انسان بڑی سرکش مخلوق ہے۔۔ یہ اشرف المخلوقات ہے، یہ دیکھنے میں چھوٹا سا ہے، نہ اس کا قد و قامت اتنا بلند ہے جیسے پہاڑ، نہ یہ اتنا گہرا ہے جیسے سمندر، نہ یہ اتنا بڑا ہے جیسے پیپل کا یا نیم کا درخت یہ اتنا بھی تن توش والا نہیں ہے جیسے ہاتھی یا اونٹ، یہ چھوٹا سا مخلوق ہے لیکن یہ اشرف المخلوق ہے اس لئے اس کی دماغی صلاحیتیں بڑی ہیں لہٰذا کائنات کے ذرے ذرے پر اس نے حکمرانی کر کے دکھائی ہے، یہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اپنے جھنڈے لہراتا ہے، یہ گہرے سمندروں کی تہوں کی مٹی لاتا ہے، یہ شیر ایسے طاقتور کو سرکس میں کھلونا بنا کے دکھاتا ہے، یہ ہاتھی جیسے بڑے مخلوق کو پیر کے انگوٹھے سے چلاتا ہے، یہ کائنات عالم کے ذرے ذرے پر حکمرانی کرتا ہے، یہ تاروں پر کمندیں ڈالتا ہے، چاند پر ٹہل کے آتا ہے، سورج کے راز معلوم کرتا ہے، زمین کے ذرے ذرے کی ایسی طاقتیں جو دکھائی نہیں دے رہی ہیں ان پر کنٹرول کر رہا ہے، سمجھے آپ، یہ بڑا پر غرور مخلوق ہے، جب ایسے پر غرور مخلوق کے اندر اگر اس کے دماغ کو اس بات کا احساس نہ دلایا جائے کہ کوئی تجھ سے بھی بڑا ہے تو نہ جانے دنیا میں کیا فتنے پھیلائے، یہ سجدہ جو ہے یہ اسے احساس دلانے کے لئے ہے کہ تو سب سے بڑا نہیں ہے کوئی تجھ سے بھی بڑا ہے ۔۔۔" صلواۃ۔

یہ مغرور انسان جو کسی کو خاطر میں نہ لائے، یہ مغرور انسان جو چاند کی فضا کو پیروں سے روند کے ڈال دے، اس کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے اس کو قابو میں رکھنے کے لئے بھی کسی کی ضرورت ہے، یہ معجزے جو ہیں، رسول محتاج معجزہ نہیں تھے، ان کی رسالت ثابت ہے، اور کوئی مانے یا نہ مانے اللہ کا پیغام دینے والا، اگر چار جاہل نہ مانیں تو اس کی عظمت میں فرق کیا آئے گا، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضور کی رسالت کو چار جاہل لوگ نہیں مانتے

تو ان کی حقیقت کیا ہے اس کی عظمت، اس کے علم اور اس کی شخصیت میں کیا فرق کیا جائے گا، لیکن عزیزان گرامی یہ معجزے جو دکھائے گئے یہ اسی لئے دکھائے گئے اور آج نہیں، اور دنیا شائد اس وقت تک نہیں پہنچی ہے ہو سکتا ہے دو سو برس بعد پانچ سو برس بعد ہزار برس بعد سمجھ میں آئے کہ معراج نبی کیا تھی؟ یہ جو کہا جاتا ہے کہ قاب قوسین تک گئے۔ یہ قاب قوسین تک گئے ابھی سمجھ میں نہیں آئے گا....."

آپ غور فرما رہے ہیں حضور! تو عبادت کیا ہے؟ عبادت آپ کو انسان بنانے کی ٹریننگ ہے، تو یہ مخلوق جس کا نام انسان ہے، یہ بے قابو نہ ہونے پائے، یہ آوٹ آف کنٹرول نہ ہونے پائے، یہ شہروں میں کلشن بنائے آگ نہ لگائے، یہ انسانیت کی خدمت کہیں بربادی کی طرف نہ مڑ جائے، اس لئے کہ جو طاقت ور زیادہ ہوتا ہے وہ خطرناک بھی ہوتا ہے، ایک ہزار ہارس پاور کا انجن ہے تو وہ کام بہت کرے گا مگر وہی بربادی کی طرف لگ جائے تو اس کی طاقت سے بربادی ہونے لگے گی۔ تو زمین سے پانی نکال کے زراعت کو سینچ رہا ہے تو وہ طاقت، جو جناب کھیت کے کھیت سینچتے چلے جا رہے ہیں، یہاں سے وہاں تک کھیتیاں لہلہا رہی ہیں میلوں میں، اور وہی جناب طاقت جو ہے وہ شہروں کی بلڈنگوں کو توڑنے کے لئے اور گرانے کے لئے استعمال ہونے لگے تو معلوم ہوا کہ دن بھر میں پورا شہر کھنڈر کر دیا اس نے، جس بلڈنگ کو ایک دھکا دیا پوری بلڈنگ ختم ہو گئی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طاقت خطرناک بھی تو ہے۔ اور عزیزان گرامی، ہم جھوم جھوم کے مذہبی انداز میں سوچ جائیں وہ ٹھیک بات ہے لیکن ذرا فکر کے آئینے کو بدلئے بھی، دیکھئے میں بھی گھر میں خالی نہیں بیٹھا رہتا، محنت کرتا ہوں آپ کے لئے، فکر کے اینگل کو بدلئے یہ شیطان والا معاملہ کیا ہے؟ ایک سجدہ نہ کرنے پر نکال دیا گیا، سوچئے کیا چکر ہے یہ کبھی اس کی تہہ تک پہنچئے معاملہ کی، سجدہ اس لئے ہے کہ انسان کے اندر انکسار پیدا ہو،

https://downloadshiabooks.com/

غرور نہ پیدا ہو، اپنے کو بڑا نہ سمجھے، گردن خم کر کے نہ چلے، سر جھکا کے چلے، اس لئے کہ اکڑی ہوئی گردن اللہ کو نہیں پسند ہے، جھکی ہوئی گردن پسند ہے، جو گردن جھکا کے چلتا ہے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے، جو گردن اکڑا کے چلتا ہے وہ ذلیل کیا جاتا ہے اور اس کا سر جھکایا جاتا ہے، شیطان نے برسوں سجدے کئے، کہتے ہیں ہزاروں سال لاکھوں سال سجدے کئے، لیکن سجدے کا جو فائدہ تھا وہ نہ اٹھایا، اس لئے کہ سجدے کا اصلی فائدہ یہ ہے کہ سجدہ کرنے والے کے دماغ میں غرور نہ رہے، جب آدمؑ کو سجدے کا حکم دیا گیا تو شیطان نے پہلا جملہ جو کہا، اس سے غرور ٹپک رہا تھا "تو نے مجھے آگ سے بنایا" اسے مٹی سے بنایا میں بڑا ہوں اس کے آگے سجدہ نہ کروں گا" اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنے دنوں کی ٹریننگ سے تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا، صلواۃ.....

سمجھئے آپ کیا مسئلہ ہے؟ تو مذہب کا مسئلہ یہ ہے کہ مذہب کو سمجھئے کیا ہے؟ مذہب انسان کو انسانیت کی تعلیم دینے آیا ہے، ورنہ اللہ بے نیاز ہے، اسے کوئی لطف نہیں آتا کہ ہم سو سو آنکھیں ملتے ہوئے اٹھیں نماز پڑھنے کے لئے، یہ ہمارے ہی فائدے کی چیز ہے، اس کو کوئی فائدہ نہیں ہے کہ ہم رمضان میں روزے رکھیں اور بھوکے مریں، لیکن یہ اس لئے ہے تاکہ بھوک اور پیاس کا ہماری احساس ہو جائے آپ کو، کبھی مذہب کو اس اینگل سے بھی سوچئے، بھوک اور پیاس کا پریکٹکل احساس ہو جائے آپ کو، کہ کیا شے ہے بھوک اور پیاس؟ مالدار ہیں، پیسے والے ہیں، رئیس ہیں مگر اس کے بعد معلوم ہو کہ بھوک کیسے لگتی ہے، اور جب آدمی بھوکا ہوتا ہے تو کیسا لگتا ہے اس کو؟ اور تیس دن روزے رکھوا کے، سنئے گا بات پہلے پوری، تیس دن روزے رکھوا کے عید نہیں منوانی خالی بلکہ جب آسمان پر چاند نکلا عید کا تو رات کو یہ آرڈر پہنچا کہ ٹوکن اماونٹ لے کے جاؤ فطرے کا اور یہ سنئے، جہاں جہاں آواز جا رہی وہاں وہاں لوگ یہ سن لیں، غریب مسلمان کو یہ آرڈر نہیں ہے کہ تم مالدار مسلمانوں سے فطرہ کلکٹ کر لینا جا کے، مالدار مسلمانوں کو یہ آرڈر ہے کہ

تم پہنچا دو غریب تک۔ آپ مذہب کے فلسفے کو سمجھئے، غریب کو یہ حکم نہیں ہے کہ اگر تم غریب ہو تو پیسے والے مسلمانوں کے گھر عید کی رات چلے جانا، وہاں فطرہ مل جائے گا، نہیں، اسلام عزت کو مٹانے والا مذہب نہیں ہے یہ زرداروں کی عزت کو بچانے والا مذہب ہے۔ غریب ہو تو کوئی بات نہیں عزت سے اپنے گھر میں بیٹھے رہنا، امیر خود آئیں گے تمہارے دروازے پر۔ سمجھئے کیا چیز ہے اسلام فطرہ آپ کو پہنچانا واجب ہے، مستحق کو دینا واجب ہے کسی مستحق کے لئے کسی فقہ میں یہ حکم نہیں ہے کہ جا کے لے آنا یہ بات چھوٹا سا اماؤنٹ ہے، کچھ بڑا اماؤنٹ نہیں ہے فطرے کا، میں نے کہا نا، ٹوکن اماؤنٹ، ٹوکن اماؤنٹ کیا چیز ہے؟ وہ اس لئے ہے کہ جب ایک مہینہ آپ کو بھوک پیاس کا عملی تجربہ ہو جائے تو عید کی رات آپ ایک ٹوکن اماؤنٹ لے کے ڈھونڈئے کہ آپ کی سوسائٹی میں غربت کہاں ہے، آپ کی سوسائٹی میں پریشانی کہاں ہے، آپ کی سوسائٹی میں بیوائیں، یتیم اور بے سہارا کہاں رہتے ہیں؟ اور یہ فطرے کی رقم ان کا ایک دن بھی پورا نہیں چلا سکتی لیکن یہ مالدار مسلم کمونیٹی کو غریبوں کے گھر کا پتہ بتانے کا مسلم طریقہ ہے، تاکہ تم اس گھر کو پہچان جاؤ جہاں ضرورت ہے۔

اب اک انسان کی حیثیت سے، اک مسلمان کی حیثیت سے ایک اچھے شہری کی حیثیت سے تمہارا یہ فرض بنتا ہے کہ تم سال بھر دیکھو کہ ان کے ضروریات کیسے پورے ہوتے ہیں اور ان کی غریبی دور کرنے کے لئے تم کیا کر سکتے ہو۔ عزیزان گرامی بڑے افسوس کی بات ہے کہ عید الفطر جو ہم کو انسانیت کے اس اعلیٰ اجر کی طرف دعوت دیتی ہے اور عید قرباں جو ہم کو قربانی کا عظیم فلسفہ سمجھاتی ہے ہم دونوں فلسفوں کو کھا گئے۔ ایک شکر ملا کے ایک نمک ملا کے۔ کیا بدنصیبی کی بات ہے کہ عید الفطر سوئیوں کے نذر ہو گئی۔ اور عید قرباں کباب اور بریانی اور مسلم مراغ بھنی ہوئی کلیجی۔ تعجب یہ ہے کہ ایک شکر اور ایک نمک کہتے ہیں کہ ایک میٹھی عید ہے ایک نمکین عید ہے۔ عید الفطر جو ہے وہ میٹھی عید ہے اور عید قرباں جو ہے وہ نمکین عید ہے۔ دیکھا آپ نے شیطان نے کیا گل کھلایا کہ وہ اسلام کے عظیم فلسفے جو انسان کو اعلیٰ معیار تک پہنچانے اور قوموں کو اوپر اٹھانے کے

https://downloadshiabooks.com/

لئے تھے ان کو برباد کیا اس طریقہ سے کہ ان کو دسترخوان کی زینت بنا دیا گیا۔

تو عزیزان گرامی۔ اسلام کے فلسفے کو اس طریقہ سے برباد کیا جا رہا ہے، یہ حج کی عظیم عبادت معمولی بات نہیں ہے، اللہ کو کوئی فائدہ اس سے نہیں ہے کہ ہم اس کے گھر کا طواف کریں، لیکن ساری دنیا سے مسلمانوں کو بلا کے اس لئے بلایا جاتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو پہچانیں، ایک دوسرے کو سمجھیں ایک دوسرے سے تعارف حاصل کریں۔ ارے عزیزان گرامی، ہائے ہائے ہم نے کبھی غور نہ کیا، عبادت تو کراتے ہیں۔ ایک ڈیکشنل معاملہ ہے عرفات۔ یہ میدان ہے عرفات جس کے اندر جا کے حج ہوتا ہے، اگر عرفات میں حاجی حاضر نہ رہے تو اس سال اس کا حج ممکن نہیں ہے۔ جتنے حضرات حج کرتے ہیں وہ میدان عرفات میں ضرور حاضر ہوتے ہیں اس لئے، عرفات کے معنی کیا ہیں؟ عرفات کے معنی ہیں انٹروڈکشن کے، عرفات کے معنی ہیں تعارف کے یعنی اللہ نے ایک بڑے میدان میں مسلمانوں کو جمع کیا ہے تاکہ ایک دوسرے سے "انٹرڈیوز" ہو سکیں "انٹرڈیوز" ہو کے ایک دوسرے کے مسئلے کو سمجھیں گے، ایک دوسرے کے جو کچھ معاملات ہوتے ہیں ان کو سمجھیں گے، اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ جو کوآپریشن کر سکتے، جو مدد کر سکتے ہیں، جو سہارا دے سکتے ہیں وہ سہارا دیں گے۔ اسلام نے ساری دنیا کو انسانیت کی بنیاد پر ایک کر کے بلایا تھا، ہم نے اسلام ہی کے نام پر اتنے ٹکڑے کر دئے کہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ کبھی سوچئے ان باتوں کو جو میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں،

عزیزان گرامی۔ اسلام اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کریں۔ ایک دوسرے کو سہارا دیں، اگر ہم نے اللہ کو یاد کر لیا، مگر پڑوسی کی خبر نہ لی تو شائد اللہ ہم سے خوش نہ ہو۔ اگر پڑوسی کا بچہ بھوک سے روتا رہا اور ہم رو رو کے یاد الٰہی میں محو رہے تو اس یاد الٰہی سے فائدہ کیا ہے، اللہ کو سجدہ نہیں چاہئے ہے ضرورت اس بات کی تھی کہ ہم اس کے واسطے دوا کا انتظام کریں، اسلام کون سا مذہب ہے؟ اس کو اس اینگل سے سمجھئے کہ اسلام کی سب سے مہتم بالشان عبادت نماز ہے، اسلام کی سب سے عظیم عبادت نماز ہے، نماز میں، نماز میں عصر کی نماز کا صرف

چار رکعت کا وقت باقی ہے۔ سنئے یہ صحیح مسئلہ ہے صرف چار رکعت کا وقت باقی ہے عصر کی نماز کا، اور سمندر کے کنارے آپ کھڑے ہو کر عصر کی نماز کی نیت کر رہے ہیں، اور سامنے ایک آدمی ڈوب رہا ہے پانی میں، اور آپ سوئمر ہیں، پیرنا جانتے ہیں، بچا سکتے ہیں اس کو۔ آپ بچا سکتے ہیں اس کو آپ اتنے اچھے پیراک ہیں اتنے اچھے سوئمر ہیں کہ آپ اس آدمی کو چاہیں تو زندہ نکال سکتے ہیں وہ جو ڈوب رہا ہے۔ ادھر نماز جاری ہے اس لئے کہ سورج ڈوب رہا ہے اب کیا کرے گا مسلمان؟ اسلام کیا کہتا ہے؟ نماز پڑھی جائے یا ڈوبتے کو بچایا جائے؟ وہی نماز جو واجب ہے وہی نماز جو ڈوبتے پر سے بھی ساقط نہیں ہے، اب وہ نماز آپ نہ پڑھئے، ایک انسان کی جان جا رہی ہے آپ ڈوبتے ہوئے انسان کو بچائیے، اس کو نکال کے لائیے، اس کو فرسٹ ایڈ دیجئے، اگر اس کو فرسٹ ایڈ کی کوئی ضرورت ہے یا جیسی بھی ایڈ کی ضرورت ہے اس کو وہ ایڈ دیجئے۔ اور جب اس کے معاملات سے فارغ ہو جائیے تو قضا، ادا کی نیت سے نماز پڑھ لیجئے، آپ کے لئے سورج تو نہیں پلٹے گا۔۔۔۔۔۔۔ صلواۃ۔

نماز بغیر وضو کے نہیں ہوتی معلوم ہے آپ کو؟ نماز کے لئے وضو واجب ہے، آپ کسی جنگل سے گزر رہے ہیں پانی میسر نہیں ہے، مالدار آدمی ہیں آپ پیسے والے ہیں، حیثیت دار ہیں، ایک آدمی کے پاس تین چلو پانی ہے وضو کے لئے، اس نے کہا تین لاکھ روپئے کا دیں گے ہم پانی۔ اگر آپ کی حیثیت ہے اور آپ پرچیز کر سکتے ہیں تو آپ پر واجب ہے کہ آپ تین لاکھ کا پانی پرچیز کیجئے۔ تین لاکھ روپئے کا پانی پرچیز کیجئے اگر آپ کی حیثیت ہے اور اللہ نے آپ کو دیا ہے، مصیبت اٹھا کے نہیں، قرضہ کر کے نہیں، اگر آپ کی اتنی حیثیت ہے تو آپ تین لاکھ روپئے کا پانی پرچیز کیجئے، خریدئے۔ اور آپ نے اس پارٹی سے تین لاکھ روپئے دے کے تین چلو پانی لیا۔ اور اب وضو کرنے جا رہے ہیں، دیکھا ایک بلی پیاس سے مری جا رہی ہے۔ آدمی بھی نہیں جانور پیاس سے مر رہا ہے، اب شریعت یہ کہتی ہے اگر یہ جانور پیاس سے مر رہا ہے تو تم تیمم سے نماز پڑھو اور اس جاندار کی جان بچاؤ، اللہ تمہاری وہی نماز قبول کرے گا جو تم نے تیمم سے پڑھی ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

عزیزان گرامی، مذہب کا یہ رخ بھی دنیا کو سمجھائیے، اب یہ انسان کی جان کا بھی سوال نہیں ہے، پہلی والی مثال جو دی تھی اس میں انسان ڈوب رہا تھا، اب یہ دوسری مثال جو ہے اس کے اندر انسان نہیں جانور مر رہا ہے پیاس سے، لیکن جاندار ہے، اس کے اندر زندگی ہے، اس کی زندگی کو بچالو، وہ پانی اس کو پلا دو، اللہ تم سے نماز تمہاری تیمم سے قبول کرلے گا، ثواب ملے گا تمہیں جانور کو پانی پلانے کا۔ عزیزان گرامی یہ ہے مذہب وقت تمام ہوا، بات آگے بڑھے گی کل، لیکن یہ سب میں اس لئے سنا رہا ہوں کہ میرے نوجوانوں کو اور میری آواز سننے والوں کو مذہب کا وہ انسانی پہلو اور مذہب کا وہ پہلو جس چیز کے واسطے مذہب آیا ہے واضح اور اجاگر ہو، بس عزیزان گرامی میں جو مثال دیتے دیتے ربط تک پہنچ گیا ہوں، جس مذہب نے جانور کو پیاس سے مرتا دیکھ کر گوارا نہ کیا ہو۔ کیا اس مذہب کے بانی کا نواسہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ بہتے ہوئے دریا کے کنارے پیاس سے تڑپ رہا ہو۔ اور کوئی پانی دینے والا نہ ہو عزیزان گرامی کتنا بڑا سانحہ تھا کہ مذہب کی قیادت کے دعوے دار وہ درندے بن رہے تھے جو فرات پر پہرہ بٹھائے تھے۔ حسینؑ کے چھوٹے چھوٹے بچے پیاس سے تڑپ رہے تھے، العطش العطش کی صدائیں بلند تھیں کوئی ان کو پانی پلانے والا نہ تھا۔ بلکہ سنگدل دشمن بڑے بڑے پیالوں میں پانی بھر کے حسینؑ کے بچوں کے سامنے زمین پر گراتے تھے، اور پکار پکار کے کہتے تھے اے حسینؑ! یہ فرات کا پانی تم پر کھول دیں گے اگر بیعت یزید کرلو، ہماری جانیں نثار ہو جائیں حسینؑ کے ساتھیوں پر جنھوں نے پانی کو مڑ کے نہ دیکھا۔ بیعت یزید کا کیا سوال؟ جتنا جتنا پیاس بڑھتی گئی اتنا اتنا ایمان و یقین کا نور چہروں پر بڑھتا گیا۔ بقول میر انیس۔

پیاس ایسی تھی کہ آگئی جان ہونٹوں پر
صابر ایسے تھے کہ پھیری نہ زباں ہونٹوں پر

یہ تھے حسینؑ کے چاہنے والے اور یہ تھے حسینؑ کے ناصر کہ انھوں نے ہونٹوں پر زبان پھیرنا بھی گوارہ نہ کیا، فرات کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا، ہماری جانیں نثار ہو جائیں ان پیاسوں پر،

جو تین دن کی بھوک پیاس میں لڑے مگر کسی نے دریا کا رُخ نہ کیا۔ اور جو جوان پانی لینے کے لئے دریا میں اترا اس نے تو معجزۂ وفا یہ دکھایا کہ تین دن کا پیاسا جوان دریا سے پیاسا نکل آیا اور لب تر نہ کئے، فرات تڑپتی رہ گئی۔ کون کہتا ہے کہ حسین اور ان کے ساتھی پانی کو ترستے رہے۔ پانی حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھتا رہا، حسین کے ساتھی اگر پانی کو ترس رہے ہوتے تو جب عباس دریا میں اترے تھے تو پانی پی لیتے۔ پانی حسین اور ان کے ساتھیوں کو ترستا رہا جس کی دلیل یہ ہے کہ آج تک پانی سبیل بن کے حسینؑ کو ڈھونڈ رہا ہے۔ بس عزیزان گرامی، کون کون کس کس پیاسے کو روئیں گے آپ قاسمؑ کو روئیں گے کہ علی اکبرؑ کو روئیں گے کہ عباسؑ کو روئیں گے، ہائے وہ علی اکبرؑ، جو اپنے باپ سے کہہ رہے تھے "اے بابا پیاس مارے ڈالتی ہے" ہائے وہ عباسؑ جو پانی لینے کے لئے گئے مگر زندہ واپس پلٹ کے نہ آئے، جب حسینؑ کا چھ مہینے کا بچہ، جو اپنے باپ کے ہاتھوں پر پانی کی تلاش میں ہے۔ ہاں میرے دوستو! بس میں نے مجلس کو تمام کیا، دو جملے سن لیجئے مجلس تمام ہے اولاد والوں کا مجمع ہے، حسینؑ اگر علی اصغرؑ کو نہ لاتے تو پیاس کا مسئلہ اتنا واضح نہ ہوتا جتنا واضح ہو گیا۔ یہ علی اصغرؑ نہیں آئے تھے بلکہ انسانیت اپنے کمال تک پہنچ رہی تھی کربلا کے میدان میں جہاں حسینؑ یہ ثابت کر رہے تھے کہ کتنے درندے لوگوں سے میرا ٹکراؤ ہے۔ میرے دوستو، رنگ، نسل، خاندان، مذہب علاقہ، سب کی دیواریں بچے کے سامنے گر جاتی ہیں۔ چھ مہینے کے بچے کی بات اگر ہو تو نہ قومیت کی بات آتی ہے نہ زبان کی بات آتی ہے، نہ مذہب کی بات آتی ہے نہ رنگ و نسل کی بات آتی ہے، حسینؑ ہاتھوں پہ چھ مہینے کے بچے کو لائے کہا، اگر میں خطا وار ہوں تو یہ تو نہیں ہے۔ یہ پیاس سے دم توڑ رہا ہے اسے پانی پلا دو۔ اور اس کے بعد عجب جملہ کہہ دیا، فرمایا اگر تمہارے دل میں یہ خیال ہے کہ اس کے بہانے لے کے میں پانی پی لوں گا تو میں تم پر بھروسہ کرتا ہوں، تم پر اعتبار کرتا ہوں، ایک آدمی میرے قریب آؤ میں اس بچے کو تمہارے حوالے کر دوں گا، تم اس کو لے جاؤ، پانی پلا کے لا کے مجھے واپس کر دو۔ انصاف سے بتائیے کہ خدا کی قسم دنیا کے کسی مذہب کا

https://downloadshiabooks.com/

انسان ہوتا تڑپ جاتا کہ نہیں تڑپ جاتا لیکن ہائے کربلا میں نہ جانے کیسے سنگدل تھے کہ حسینؑ کے ہاتھوں پہ علی اصغرؑ اس انتظار میں تھے کہ شائد کوئی اولاد والا آگے بڑھے گود پھیلا کے علی اصغر کو لے جائے اور بہتی ہوئی فرات سے چند قطرے لا کے حلق میں ٹپکا دے۔ مگر اس کے بدلے حرملہ کی کمان کڑکی، علی اصغرؑ کا ننھا گلا نشانہ بنا، بچے نے پلٹ کو دیکھا، حسین نے گلے سے تیر نکالا، چلو میں خون لیا، چہرۂ اقدس پر ملا، کہا میں اپنے پروردگار کے سامنے اسی طرح سے جاؤں گا۔۔۔۔۔"

"تمام شد"

چھٹی مجلس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ (آل عمرانؑ آیت ۱۶۴)

ارشاد اقدس جناب رب العزت ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسول مبعوث کیا ہے جو ان کے نفسوں میں سے ہے، تاکہ وہ ان کے درمیان اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفس کو پاک کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے جبکہ اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

سلسلۂ کلام ذہن عالی میں ہوگا، ہمارے آپ کے درمیان گفتگو یہاں تک پہنچی تھی کہ اسلام کا اعلان ہونے کے بعد مکے میں سرور کائنات نے اپنی تبلیغ شروع کی اور مخالفین نے جی جان سے اس پیغام کی مخالفت کی یہاں تک کہ مکہ کی زندگی کے بارہ برس تمام ہوئے جن میں پریشانیاں، زحمتیں، غم، تکلیفیں سب کچھ تھیں، لیکن اللہ کے حبیب نے تمام پریشانیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، اور اپنے عظیم اخلاق اور ہدایت کی اس غیر معمولی طاقت سے، جس کی بنیاد پر آپ کو مرسل اعظم بنا کے بھیجا گیا تھا آپ نے مکے کے پتھروں کو موم کیا، یہاں تک کہ ایک منزل وہ بھی آئی کہ اللہ کی مرضی سے آپ نے ہجرت فرمائی، اور مکے سے مدینے تشریف لے گئے کل میں شب ہجرت تک پہنچا تھا اور بات تمام ہو گئی تھی۔

عزیزان گرامی۔ ہجرت کا فلسفہ بھی ایک منٹ میں عرض کرتا ہوا آگے بڑھ جاؤں کہ ہجرت کا مطلب صرف ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل ہو جانا ہی نہیں ہے قرآن مجید نے

https://downloadshiabooks.com/

بار بار ہجرت کی تعریف کی ہے، اللہ کی کتاب نے بار بار ہجرت کا مرتبہ بتایا ہے، تو اگر ہم کسی ایسے شہر میں رہتے ہوں جہاں ہمیں اپنے مذہبی معاملات میں آزادی ہو، اور کوئی پریشانی نہ ہو تو اس کا مطلب یہ کہ ہم ہجرت سے محروم رہ گئے، اس لئے کہ ہمیں موقع ہی نہ ملا پوری زندگی ایسے حالات نہ پیدا ہوئے کہ ہم ہجرت کریں تو کیا ہم اس عظیم شرف سے جس کا نام ہجرت ہے محروم رہ جائیں گے، ایسا نہیں ہے۔ ہجرت کے مفہوم کو محدود نہ کیجئے، بلکہ ہجرت کا مفہوم وسیع ہے، یعنی اسلام ایک مسلمان کو مہاجر دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام کی مرضی یہ ہے کہ ہم مہاجر بنیں، ہجرت یہ بھی ہے کہ ہم اپنا وطن چھوڑ کے اسلام کی محبت میں دوسری جگہ جائیں اور اگر ہمیں اس کا موقع نہ ملے اور حالات ایسے نہ ہوں کہ ہم اپنا وطن چھوڑیں تو ایسا نہیں ہے کہ ہم ہجرت کے شرف سے محروم رہ جائیں، بلکہ اس وقت ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم بُری خصلتوں سے اچھی خصلتوں کی طرف ہجرت کریں جھوٹ سے سچ کی طرف ہجرت کریں، بدی سے نیکی کی طرف ہجرت کریں، شر سے خیر کی طرف ہجرت کریں، برائیوں سے اچھائیوں کی طرف ہجرت کریں، تو رہیں گے تو ہم اپنے مقام پر مگر ہجرت کا شرف ہمیں حاصل ہو جائے گا۔ اور عزیزان گرامی، شب ہجرت جو گزری ہے اس کے اندر دو ہجرتیں ہوئی ہیں، علی بستر پر سو رہے تھے، سرور کائنات مدینے کی طرف جا رہے تھے، ہجرت کا عمل دونوں میں مکمل ہو رہا تھا، رسول نے مکے سے مدینے کی طرف سفر کر کے ہجرت کی اور علیؑ نے اپنے بستر پر لیٹے لیٹے، جب سوئے تو نفس علی کا تھا، جاگے تو ہجرت کر کے پروردگار تک پہنچ چکا تھا اس طرح عمل ہجرت مکمل ہو رہا تھا۔ صلوٰۃ۔۔۔

عزیزان گرامی، ہجرت کا عمل ہوا، حضور سرکار کائنات مکہ سے مدینہ تشریف لائے اور اب مدینے میں اسلام کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہونے لگی، لوگ مسلمان ہونے لگے، وہ دشواریاں اور وہ پریشانیاں جو مکہ میں تھیں، وہ بڑی حد تک کم ہونے لگیں، اسی عالم میں کفار قریش نے حضور سرور کائنات پر ایک زبردست حملے کا منصوبہ بنایا اور زبردست فوجی تیاری کے ساتھ یہ کوشش کی گئی کہ اسلام کے چراغ کو گل کر دو۔ بڑی توجہ چاہتا ہوں میں آج

آپ سے، اس لئے کہ میرا آج کا بیان جو ہے وہ جواب تک بیان ہوئے ہیں ان کے لئے بھی، اور جو آئندہ بیان ہوں گے ان کے لئے بھی بیس بنے گا، لہٰذا آج کے بیان کے لئے میں آپ سے خصوصی توجہ مانگ رہا ہوں۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ ہجرت کو جب ایک سال گزر گیا تو کفار قریش کی بے چینیاں بہت بڑھ گئیں اور وہ یہ سوچنے لگے کہ اگر اسلام کی طاقت یوں ہی بڑھتی رہی تو ہم اس کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائیں گے لہٰذا کفار نے پوری تیاری کے ساتھ ایک ہزار آدمیوں کا لشکر تیار کیا۔ جن کے پاس بہترین اسلحے تھے، بہترین سواریاں تھیں، اور عرب کی لڑائیوں کے حساب سے بہترین جنگلی تیاریاں کر لی انھوں نے، حضور سرور کائنات سے مقابلہ کرنے کے لئے۔ اور یہ لشکر مکے سے چل کے مدینے کے قریب تک اک ایسی جگہ آ گیا جہاں ایک کنواں تھا جس کا نام بدر تھا۔ بدر نامی کنویں کے قریب میدان میں یہ لشکر اترا، حضور سرور کائنات کو اس لشکر کے آمد کی اطلاع ملی تھی، چنانچہ آپ مدینے سے تین سو تیرہ (۳۱۳) آدمی لے کے نکلے۔ سرکار دو عالم کے لشکر میں تین سو تیرہ آدمی تھے، کافروں کے لشکر میں ایک ہزار آدمی تھے، طاقت کا فرق سمجھئے، کفار کے لشکر میں سب کے پاس پورا اسلحہ تھا، مسلمانوں کے لشکر میں اگر تلوار تھی کسی کے پاس تو نیزہ نہ تھا، اگر نیزہ تھا تو تلوار نہ تھی۔ تیر تھے تو نیزہ نہیں تھا، زرہ تھی تو دوسرا سامان نہیں تھا، دوسرا سامان تھا تو زرہ نہیں تھی، سواریاں نہیں تھیں، قریب قریب پورا لشکر چند کو چھوڑ کے پیدل تھا۔ تو بڑی افراتفری اور بڑی بے سروسامانی کے عالم میں یہ لشکر محض ایمان، محض اللہ کے بھروسے، محض اس کے یقین کے اوپر میدان میں آیا۔ اسلام کی تاریخ میں بدر کی لڑائی سنگ میل ہے، لینڈ مارک ہے اسلام کی تاریخ میں بدر کی لڑائی کو جو اہمیت حاصل ہے وہ شاید کسی لڑائی کو حاصل نہیں ہے، اس لئے کہ کھلے میدان میں یہ اسلام و کفر کا پہلا مقابلہ تھا، اور آج جو میدان مارے ہمیشہ کے لئے اس کی دھاک بیٹھ جائے گی، ہمیشہ کے لئے اس کا بول بالا ہو جائے گا۔ اور ہمیشہ

https://downloadshiabooks.com/

کے لئے اس کی بالادستی قائم ہو جائے گی۔ بدر کے میدان میں حضور سرورِ کائنات تین سو تیرہ آدمیوں کو لے کے آئے تھے، بے شک میری مجال نہیں کہ میں تاریخ کے اس صاف اعلان کے بعد اس میں سے بھی ایک نام بھی کم کر دوں یا ایک نام بھی زیادہ کر دوں، تین سو تیرہ کی فیگر اپنی جگہ رہے گی مجھے اس سے اختلاف نہیں ہے مگر یہ صحیح ہے کہ بدر کی لڑائی اسلام و کفر کے بیچ میں تھی یہ بھی صحیح ہے کہ بدر کی لڑائی "لا الٰہ الا اللہ" اور "اعلیٰ ھبل" کے بیچ میں تھی لیکن تاریخ کے شیدائیوں کو یہ بھی سوچنا چاہئے ٹھنڈے دل سے کہ ان میں اصلیت میں کون کس سے لڑ رہا تھا؟ تاریخ بتاتی ہے کہ سب سے پہلے جب دونوں لشکر آمنے سامنے آئے ہیں تو کفار کے لشکر سے تین آدمی نکلے ہیں۔ لوہے میں ڈوبے ہوئے، غصے میں بھرے ہوئے، کفر کی محبت میں چور، بتوں کے عشق میں سرشار، اللہ کی دشمنی میں دیوانے، محمدؐ کی عداوت میں آپے سے باہر، تین آدمی نکلے جن کے نام تاریخ نے لکھے ہیں، عتبہ، شیبہ، ولید۔ تین آدمی نکلے عتبہ، شیبہ، ولید۔ کل میں نے ایک جملہ کہا تھا آج آپ کی سمجھ میں آئے گا کہ میں نے کیوں کہا تھا؟ کل میں نے یہ کہا تھا کہ ابھی تک جو قتل ہوئے وہ ویکل سکشن والے تھے، وہ کمزور تھے، وہ غریبوں کے گھر سے تھے، غریبوں کا مارا جانا بھی کوئی بڑی بات نہیں ہوا کرتا، جیسے وہ غریب ہوتے ہیں ویسے ان کی موت بھی غریبی کے عالم میں ہو جاتی ہے، لیکن بڑے آدمیوں کے گھر کا اگر کوئی مارا جائے تو اس کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے، یہ تینوں لوگ جو نکلے وہ جتھے والے تھے، یہ قبیلے والے تھے، یہ خاندان والے تھے، یہ بڑے مغرور لوگ تھے، یہ پیسے والے لوگ تھے، یہ گروپ والے لوگ تھے، ابھی آپ انھیں پہچان جائیں گے ذرا دیر میں جب میں ان کا تعارف کراؤں گا۔ ابھی تو ان کو میدان میں دم لینے دیجئے۔ عتبہ، شیبہ، ولید۔ عتبہ بڑا بھائی، شیبہ اس کا چھوٹا بھائی، ولید عتبہ کا لڑکا، یعنی باپ بیٹے، بھائی بھائی، چچا بھتیجے یہ میدان میں تھے۔ اور انھوں نے نکل کے بڑی گستاخی کے ساتھ حضور کا نام لے کر للکارا۔ آجاؤ۔ سبحان اللہ اھل المدینہ، سلام ہو تمہاری محبت رسولؐ پر، مدینہ کے انصار نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمارے مہمان ہیں، آپ کے ساتھ آنے والے مکے کے مہاجرین بھی ہمارے مہمان ہیں، ہماری غیرت

گوارا نہیں کرتی کہ ہمارے ہوتے ہوئے آپ یا آپ کے شہر کے لوگ میدان میں جائیں، مہمان کو نہیں بھیجا جاتا، میزبان جاتا ہے، ہم جائیں گے، ہم آپ کے دشمن کا مقابلہ کریں گے، ہاں جب ہم نہ رہیں پھر آپ کو اختیار ہے لیکن جب تک ہم زندہ ہیں نہ آپ کو جانے دیں گے نہ آپ کے شہر والوں میں سے کسی کو جانے دیں گے۔ ہمیں اجازت دیجئے، تین جوان جوشِ ایمانی میں سرشار محبتِ خدا اور محبتِ رسول میں جھومتے ہوئے آئے۔ سرورِ کائنات کیا کریں؟ ان کی محبت کو کیسے ٹالیں، کہا اچھا جاؤ، تین انصاری مدینہ کے بزرگ میدانِ جہاد میں آئے۔ عتبہ، شیبہ، ولید کے سامنے تین جوان تلواریں لے کے کھڑے ہیں، آؤ۔ انھوں نے کہا، تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟ کہا یہ نام ہے۔ کہا خاندان کیا ہے؟ کہا، ہمارا یہ خاندان ہے، انھوں نے غرور میں گردنیں ٹیڑھی کر کے کہا کہ ہم نہیں جانتے تم کون ہو، نہ تمہارے نام سے ہم واقف ہیں نہ تمہارے خاندان سے ہم واقف ہیں، ہم قریشی ہیں، ہم بڑے لوگ ہیں، ہم مکے والے ہیں، ہماری انسلٹ ہے تم سے لڑنا، حضور کا نام لے کے کہا کہ ان سے کہدو کہ کیا دستورِ عرب بھی بھول گئے۔ ہم نہیں لڑیں گے تم سے، تمہیں قتل کریں جب بھی ہماری انسلٹ ہے تمہارے ہاتھوں سے قتل ہوں جب بھی ہماری انسلٹ ہے، تم جاؤ اور ان سے کہو کہ ہمارے سامنے ہمارے جیسے بھیجیں۔ اب وہ بچارے کیا کریں؟ سامنے والا لڑنے پر تیار نہیں ہے، انھوں نے وہاں سے رسول اللہ کے پاس میسج بھیجا کہ یہاں یہ سچوئشن ہے، سرکار نے کہا، ان سے کہو پلٹ آئیں۔ وہ تینوں آدمی پلٹ آئے۔ اب تین کافر میدان میں کھڑے ہیں، تین خاندانی چاہئے ہیں، رسول اللہ نے اپنے خاندان والوں کو دیکھا، بنی ہاشم پر نظر پڑی۔ دیکھئے اسلام کی پہلی لڑائی ہے خاندان پرستی کا الزام ہم کو دینے والے کبھی یہ بھی سوچیں کہ جب اسلام میں پہلی مرتبہ میدان میں پہلی تلوار نکالی ہے تو کس گھرانے کی تلوار چمکی ہے۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ.....

رسولؐ نے اپنے خاندان والوں کو دیکھا یہ اس گھرانا کا پرانا معیار ہے، تاریخ بتاتی ہے رسولؐ کے خاندان کے تین آدمی اٹھے "لقد من اللہ علی المومنین" تین مومن اٹھے جن میں ایک

https://downloadshiabooks.com/

امیرالمومنین بھی ہے، رسُول کے خاندان کے تین آدمی اٹھے، حمزہ رسول کے چچا، عبیدہ رسُول کے چچازاد بھائی، علیؑ رسُول کے دوسرے چچازاد بھائی۔ دو بھائی، ایک چچا میدان جہاد میں آئے، حمزہ ان کے ایک طرف عبیدہ اور ایک طرف علیؑ۔ پہنچ گئے سامنے۔ انھوں نے پھر پوچھا، تم کون ہو؟ حمزہ نے نقاب الٹی، میں ہوں حمزہ ابن عبدالمطلب، یہ میرا بھتیجا عبیدہ ابن حادث، یہ میرا بھتیجا علی ابن ابیطالب۔ اب بولو کیا کہتے ہو۔ ارے جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے اب ٹوٹا پتھر۔ ہاں تم کفو کریم ہو۔ یہ ہے بنی ہاشم کا خاندان تلوار سے پہلے خاندان نے خراج عقیدت لیا۔ اب بولو۔ اب کچھ جانتے ہو ہمارے خلاف تو کہو، میں حمزہ ابن عبدالمطلب یہ عبیدہ ابن حادث، یہ علیؑ ابن ابیطلب۔ انھوں نے کہا ہاں تم کفو کریم ہو۔ ان میں سب سے بڑا عتبہ تھا، ان میں سب سے بڑے حمزہ تھے، ان میں درمیانی عتبہ کا چھوٹا بھائی شیبہ تھا، ان میں درمیانی عبیدہ ابن حادث تھے، ان میں سب سے نوجوان ولید تھا، یہاں سب سے کم عمر علیؑ تھے۔ اس طریقہ سے مقابل بٹ گئے۔ عتبہ کا مقابلہ حمزہ سے، شیبہ کا مقابلہ عبیدہ سے ولید کا مقابلہ علیؑ سے، اب تعارف بھی کرادوں کہ یہ کون حضرات تھے، لشکر اسلام سے جو تین بزرگ نکلے ان کے نام و نسب تو آپ کو معلوم ہو گئے۔ رسُول اللہ سے ان کے رشتے تو بتا دئے میں نے کہ ایک حضور کے چچا اور دو حضور کے چچازاد بھائی۔ یہ رشتے ہیں۔

اب ادھر سے جو تین آدمی آئے ہیں ان کے سلسلے میں میں کیا کہوں۔ تاریخ کی ایک شخصیت ہے آپ خوب جانتے ہوں گے اک نام ہے اسلام کی تاریخ میں ہندہ کا۔ ہندہ یزید کی دادی۔ بس اتنا کافی ہے تعارف، ابوسفیان کی زوجہ یزید کی دادی ہندہ۔ عتبہ، ہندہ کا باپ تھا، شیبہ ہندہ کا چچا تھا، ولید ہندہ کا بھائی تھا، عتبہ ہندہ کا باپ، شیبہ ہندہ کا چچا، ولید ہندہ کا بھائی۔ ایک دفعہ میدان میں تلواریں چمکیں۔ اور یہ بھی ہر مسلمان سمجھ لے کہ لڑائی جہاد کے ایشو پر نہیں تھی لڑائی خاندانی کسی معاملے پر نہیں تھی۔ لڑائی صرف اس بات پر تھی کہ رسُول اللہ کے گھرانے والے یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ ایک ہے۔ وحدہ لاشریک ہے ان کا

نعرہ تھا اللہ واکبر۔ اُن کے گھرانے والے یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تین سو ساٹھ ہیں۔ ایک نہیں ہے، تین سو ساٹھ ہیں جن میں سب سے بڑا "جبل" ہے۔ خداؤں کی کمونٹی کا چیئرمین جو ہے وہ جبل ہے۔ لہٰذا چیئرمین صاحب کا نام وہ میدان جنگ میں بھی وہ لیتے تھے "اعلیٰ جبل"۔ تو یہ لڑائی نہ دولت کے لئے تھی، نہ شہرت کے لئے تھی، نہ جائداد کے لئے تھی۔ تین جھگڑے جو دنیا میں مشہور ہیں زن، زر، زمین۔ کبھی زمین کے لئے لڑائی ہوئی ہے، کبھی دولت کے لئے لڑائی ہوتی ہے، کبھی شادی بیاہ کا معاملہ عورت وغیرہ کے سلسلے میں پڑتا ہے تو ایسے لڑائی ہوتی ہے، ان میں سے کوئی معاملہ نہیں تھا۔ نہ یہ زر کے لئے تھی، نہ زن کے لئے تھی، نہ یہ زمین کے لئے تھی۔ یہ اللہ اور کفر کی لڑائی تھی، اسلام اور کفر کی لڑائی تھی یہ واضح رہے۔ اب اگر اس لڑائی کی محبت کسی کے دل میں رہی ہو تو یہ سمجھ لیجئے کہ وہ کیا ہے، تلواریں چمکیں اور تاریخ بتاتی ہے کہ سب سے پہلے جس نے اپنے سامنے والے کو زیر کیا وہ علیؑ تھے، اور ادھر علیؑ نے اپنے سامنے والے کو گرایا اُدھر حمزہ نے اپنے سامنے والے کو گرایا اور علیؑ جو پلٹے تو شیبہ کے اوپر بھی ایک ہاتھ لگاتے ہوئے بڑھ گئے۔ میدان جنگ میں وہ تینوں خود سر بے سر ہو کے پڑے تھے جو ابھی شان رسالت میں گستاخی کر رہے۔ اور اب ایک مرتبہ علیؑ اور حمزہ نے آستینیں الٹیں اور لشکر کفار پر حملہ کیا اسی حملے میں ابوجہل بھی مارا گیا، اسی حملے میں بڑے بڑے کفار قریش بھی مارے گئے اسی حملے میں ابوسفیان کا ایک بیٹا یا بروائتے دو بیٹے مارے گئے۔ یہاں تک کہ جب کافروں کے لشکر کے ستر آدمی زیر خاک ہو چکے تو کافر ہمت چھوڑ کے میدان سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

عزیزان گرامی، یہ لڑائی بدر کی لڑائی تھی جس میں تین سو تیرہ آدمیوں نے ایک ہزار کے لشکر کو شکست فاش دی، علیؑ نے آج کی لڑائی میں بڑے جوہر دکھائے اور وہ علیؑ جن کو لوگوں نے میدان میں پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اس لئے کہ اس سے پہلے علیؑ کی زندگی میں کھلے میدان میں لڑائی کا کوئی موقع نہیں ملا تھا اور تاریخ یہ بتاتی ہے کہ بدر کی لڑائی جس وقت

https://downloadshiabooks.com/

لڑی گئی ہے اس وقت مولا علیؑ کی عمر مبارک لگ بھگ پچیس برس کی تھی۔ تو پچیس برس کے نوجوان علیؑ نے جو تلوار چلائی تو کفار قریش دیکھ کے دنگ رہ گئے۔ ان کے لشکر کا سب سے بہادر آدمی جس کا نام نہیں بلکہ ٹائیٹل ہے قیتبہ۔ یہ آدمی کا نام نہیں بلکہ ٹائیٹل ہے، علیؑ کے سامنے آیا اس امید کے ساتھ کہ اس لڑکے نے تو لشکر میں ادھم مچا رکھا ہے، دیکھو میں ابھی جا کے قتل کرتا ہوں، وہ جو ابھی جا کے قتل کر رہے تھے ابھی ابھی قتل ہو گئے۔ اور جب اللہ نے مسلمانوں کو اس عظیم لڑائی میں فتح عنائت فرمائی اور کفار کے دلوں میں اسلام کا رعب بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔"

ان کے مقدر میں تو شکست فاش آئی یہ بات صحیح ہے مگر ہندہ اور ابوسفیان کے گھر میں تلاطم آگیا۔ اسلام کی تاریخ کو سمجھنے کے لئے اس نقطے کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ ہندہ اور ابوسفیان کے گھر میں تلاطم ہو گیا۔ اس لئے کہ ہندہ کا باپ مارا گیا، چچا مارا گیا، بھائی مارا گیا بیٹا مارا گیا۔ تو بدر کی لڑائی سے جب لشکر پلٹا تو ہندہ باپ سے، چچا سے، بھائی سے اور ایک بیٹے یا روایتے دو بیٹوں سے محروم ہو چکی تھی۔ اب ابوجہل بھی اس لڑائی میں مارا گیا جو اسلام کا پکا دشمن تھا اور سرور کائنات کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ ابولہب بوڑھا ہونے کے سبب جنگ میں آیا نہیں تھا، لیکن جب اس نے سنا کہ لڑائی میں کافر ہار کے آئے ہیں تو اس غم میں گھل گھل کے مر گیا۔ ابولہب بھی بدر کی شکست کے چند دن بعد۔۔۔۔۔۔۔ کی منزل پر پہنچ گیا۔ اب مکہ کی سرداری، مکہ کے کافروں کی قیادت، مکے کے دشمنان اسلام کی لیڈری اکیلے ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔ ابوسفیان نے سال بھر چندہ کیا۔ ہندہ نے شاعر بلوائے، ان سے شعر کہلوائے، عورتوں کو تیار کیا، وہ گھروں گھروں جاتی تھیں، وہ گیت گاتی تھیں، وہ شعر پڑھتی، جن میں بدر کے کشتوں کا ذکر ہوتا تھا اور لوگوں کو انتقام پر اکسایا جاتا تھا اور اس طریقہ سے سال بھر کی تیاری کے بعد کفار دوسرے سال احد کے میدان میں اپنے لشکر کی تعداد کو تین گنا بڑھا کر آئے۔ اور آنے کے بعد صرف

اتنا کر سکے کہ انھوں نے ایک حضرت حمزہ کو شہید کر لیا۔ اس کے آگے وہ کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکے وہ بھی اس لئے شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ مسلمانوں نے تھوڑی غلطی کی اور اس درے کو چھوڑ دیا جس پر رسولؐ خدا نے ان کو مقرر کیا تھا، ورنہ کافر شکست کھا کے بھاگ چکے تھے اس لئے کہ تاریخ یہ بتاتی ہے کہ احد کے میدان میں بھی علم لشکر علی ابن ابیطالب کے ہاتھ میں تھا اور جب آپ میدان میں آتے ہیں تو ایک کے بعد ایک سات علمدار گرائے۔ ایک کے بعد دوسرا علم لیتا تھا اور علیؑ کی تلوار سے فی النار ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ جب ساتواں آدمی گرا ہے تو کوئی علم اٹھانے پر تیار نہ تھا، تو ایک عورت نے آخر میں اٹھ کے کفار کے علم کو بلند کیا۔ ان مردوں سے یہ عورت اچھی۔۔۔ علیؑ لاحول پڑھ کے آگئے۔ اور اس کے بعد جو لڑائی ہوئی جناب حمزہؓ، مولا علیؑ، ابودجانہ انصاری ایک سے ایک اللہ کے چاہنے والے میدان جنگ میں شیروں کی طرح حملہ آور ہو گئے۔ کافر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے لیکن ذرا دیر میں اپنی ہی غلطی سے ان کا لشکر پلٹ پڑا اور لڑائی کا نقشہ بگڑ گیا اور اسی عالم میں جناب حمزہ پر حملہ ہوا اور جناب حمزہ شہید ہوئے اور ہندہ نے جو غصہ کی آگ میں جل رہی تھی، حضرت حمزہ کا کلیجا چبایا۔

عزیزان گرامی۔ میں تاریخ کے صرف وہ ٹکڑے پڑھ رہا ہوں جس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ میں کوئی کانٹروورشل ہسٹری نہیں پڑھ رہا ہوں اس لئے کہ ریفرنس کی ضرورت ہی نہیں، آپ کل ہسٹری اسلام کی اٹھا کے دیکھ لیجئے اس کے اندر جتنا میں نے پڑھا ہے، سب لکھا ہوا مل جائے گا۔ کافروں کے نرغے میں آگئے حضورؐ لوگ حالات کو بگڑتے دیکھ کر میدان سے ہٹ گئے تھے اور تاریخ بتاتی ہے کہ احد کے میدان میں سرکار دو عالم ایک منزل وہ تھی کہ کافر آپ کے گرد گھیرا ڈال رہے تھے اور رسولؐ اسی شان سے کھڑے تھے۔ میں اکثر و بیشتر پڑھتا ہوں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، مگر بار بار اس لئے پڑھتا ہوں کہ لڑکوں کو یاد رہے کہ سارا لشکر میدان سے ہٹ چکا ہے، سرور کائنات اکیلے ہیں۔ لیکن نہ ماتھے پر پسینہ،

https://downloadshiabooks.com/

نہ چہرے پر گردی، نہ ہاتھوں میں رعشہ، نہ پیروں میں کپکپاہٹ، سکون و اطمینان کی تصویر بنے ہوئے اسی شان سے کھڑے ہیں، ہاتھ بادبان ہدائت بنے ہوئے، قدم لنگر زمین بنے ہوئے، رسولؐ برحق ہیں اگر ہٹ جائیں تو ورق ہدائت الٹ جائے، رسولؐ رحمت ہیں، اگر تلوار نکال لیں تو کائنات پر بجلیاں برس جائیں، دنیا کہتی ہے تم علیؑ علیؑ پڑھا کرتے ہو رسولؐ کو نہیں پڑھتے۔ اماں اتنی دیر میدان میں ٹھہرو تو رسولؐ کو دیکھو۔ صلواۃ.....

کافروں کے ہاتھ کسی پھینکے ہوئے پتھر جسم اقدس سے ٹکرا رہے ہیں۔ ایک پتھر رخسار مبارک پر لگا، وہ چہرے پر جو لوہے کی نقاب تھی، اس کی جالی ٹوٹی، کڑی رخسار مبارک کے اندر اتر گئی، خون جاری ہوا، دوسرا پتھر ذہن اقدس سے ٹکرایا، دندان مبارک شکستہ ہوئے، خون جاری ہوا، ایسے ہی عالم میں لوگوں نے یہ دیکھا کہ ایک بجلی سی کوندی، اور ایک جانا پہچانا چہرہ، تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے رسولؐ کے سامنے آگیا اور رسولؐ نے جیسے ہی اس کو دیکھا، کہا یا علیؑ، یہ ہے وقت نصرت۔ اور آنے والے نے عجب طرح کی لڑائی لڑنا شروع کی۔ رسولؐ کو بیچ میں لے کے، تلوار ہاتھ میں لے کے، رسولؐ کا چکر لگانا شروع کیا، تاریخ عرب کی یہ نایاب لڑائی ہے جو علیؑ لڑے ہیں، رسولؐ بیچ میں ہیں، علیؑ رسولؐ کے گرد چکر اس لئے لگا رہے ہیں کہ کافر چاروں طرف سے رسولؐ کو گھیرے ہیں۔ علیؑ کی تلوار ہاتھ میں ہے اور اس طرح سے چل رہی ہے کہ وہ سرکٹ کٹ کے رسولؐ کے قدموں میں آرہے ہیں۔ ایک راؤنڈ ہوا چار چھ سر گرے، دوسرا راؤنڈ ہوا چار چھ سر گرے، تیسرا راؤنڈ ہوا چار چھ سر گرے، دیکھئے اس کو کہتے ہیں طواف کعبۂ ایمان..... صلواۃ۔

اس کا نام ہے طواف کعبۂ ایمان، کافر بوکھلا کے ایک طرف ہو گئے، تاکہ علیؑ پر پریشر ڈال سکیں، علیؑ یہی چاہتے تھے کہ چاروں طرف کا خطرہ سمٹ کے ایک طرف ہو جائے۔ علیؑ کا مقصد حاصل ہو گیا، اب علیؑ نے اس ایک طرف پر دباؤ بڑھا دیا، اور اب میدان میں منظر قابل دید ہے یا وہ خدا ہے میدان میں جس کا دین ہے، یا وہ رسولؐ ہے جو دین لایا ہے،

یا وہ علیؑ ہے جس نے نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ تصویر دیکھ لیجئے، اللہ ہے، رسولؐ ہے، علیؑ ہے۔ اب کہئے، لاالٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

یہ راز اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ ہمارے بچے، نوجوان، جوان، سنجیدہ، بزرگ جو بھی کہہ لیجئے۔ یہ جو بار بار علیؑ علیؑ کہتے ہیں، یہ کوئی جانبداری نہیں ہے، یہ کوئی تعلقات نہیں ہیں، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کسی کی مخالفت یا عداوت میں ہو بلکہ جب تاریخ ہمارے سامنے اپنے مناظر کھولتی ہے تو ہم علیؑ علیؑ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں، اب مناظر یہ ہے کہ سرور کائنات جو مرسل اعظم ہیں، جو اللہ کے سب سے بڑے رسولؐ ہیں، جو اللہ کا آخری پیغام لے کے آئے ہیں، ان کی زندگی خطرے میں ہے اور چاروں طرف سے ان کو کافر گھیرے ہوئے ہیں، ادھر سے حملہ، اُدھر سے حملہ، اُدھر سے حملہ، ادھر سے حملہ، ادھر سے پتھر، ادھر سے نیزہ، ادھر سے تلوار، ادھر سے تیر، علیؑ تلوار لیے ہوئے اس کو اس کو اکھاڑ، اس کو اکھاڑ، اس کو اکھاڑ تو اب ہر بار کہا جائے گا علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ..... صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

اب ایک بہت بلیغ جملہ کہہ کے آج کی مجلس تمام کر دوں کہ علیؑ علیؑ کے مخالف دو۔ کچھ غلطی میں کچھ غلط فہمی میں، جو غلطی میں ہیں ان کو جواب یہ ہے کہ یہ علیؑ علیؑ تو تمہیں کھلتا ہے اور منبر شام سے جو علیؑ کی شان میں بُرا کہا گیا وہ منہ سے کچھ نہ بولیں۔ اور جو غلط فہمی میں ہیں، ان سے گزارش یہ ہے کہ یہ قرضہ ادا ہو رہا ہے۔ انسانیت حیدر کرار کی قرضدار ہے۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

بس حضور انشاء اللہ زندگی رہی تو بیان کل آگے بڑھے گا۔ آج صرف ایک بہت اہم پوائنٹ آپ کو سنانا ہے۔ اور یہ کہ بدر کی لڑائی جو میں نے سنائی آپ کو تھوڑی تفصیل کے ساتھ۔ اسلام کی پہلی لڑائی تھی اور اسلام میں ہمیشہ حضور کی زندگی میں بھی اور بعد میں بھی بدر کی بڑی اہمیت رہی بدر کی لڑائی میں ایک گروپ مسلمانوں کا تھا جس نے کافروں کو قتل کیا اور لڑائی جیت لی۔ ایک گروپ کافروں کا تھا، جو قتل ہوا اور لڑائی

https://downloadshiabooks.com/

ہار گیا۔ اب یہ کہ یہ تو اپنی اپنی بات ہے کہ وہ کیوں قتل ہوئے، انھوں نے کیوں قتل کیا۔ ارے بھئی وہ اپنے نظریے میں اتنے پختہ نہیں تھے ہار گئے۔ یہ اپنے جذبے میں صادق تھے جیت گئے، جو بھی ہوا۔ بدر کی لڑائی کے لگ بھگ ساٹھ برس کے بعد ایک لڑائی اور لڑی گئی اس لڑائی میں تھے تو دونوں طرف مسلمان۔ مگر ایک مسلمان اس خاندان سے تھے جس خاندان سے حمزہؓ عبیدہ اور علیؑ تھے۔ اور ایک مسلمان اس خاندان سے تھے، جس خاندان سے عتبہ، شیبہ اور ولید تھے۔ اس حقیقت سے کون انکار کرے گا کہ کربلا کے میدان میں ایک طرف حسینؑ کا لشکر تھا، کون حسینؑ؟ علیؑ کے بیٹے۔ عبیدہ کے بھتیجے، حمزہ کے پوتے۔ حمزہ دادا ہی تو ہوئے نہ حسینؑ کے۔ حسینؑ کے باپ کے چچا تھے تو دادا ہی ہوئے حسینؑ کے؟ عبیدہ حسینؑ کے باپ کے بھائی تھے تو حسینؑ کے چچا ہوئے، علیؑ حسینؑ کے باپ تھے، تو بدر میں حسینؑ کے چچا، حسینؑ کے باپ کے چچازاد بھائی۔ یہ لڑ رہے تھے اور سردار لشکر اور مالک و مختار لشکر اور کچھ تھے وہ حسینؑ کے نانا تھے۔ ان کے حکم پر لڑائی ہو رہی تھی۔ اور جو مارے گئے تھے، وہ یزید کا سارا خاندان تھا، یزید کا چچا، یزید کا ماموں، نانا یہ سب خاندان کے لوگ تھے جو مارے گئے تھے۔ تو کربلا دو مسلمانوں کی لڑائی نہیں تھی، یہ سمجھ کے آپ نہ نکل جائیے کہ دو مسلمانوں کی لڑائی تھی۔ کربلا، بدر کی لڑائی کا دوسرا رُخ تھا۔ اسلام کیا ہے؟ یہ بات ہے تو کافر کی زبانی مگر ہے بہت پکی۔ جب اُمرؓ آیا ہے میدان میں تو اس نے للکار کے کہا تھا مسلمانوں! ہر طرح تمہارا ہی بھلا، اگر تم کافر کو قتل کر لو تو تم غازی، جنت تمہاری، اور اگر کافر کے ہاتھوں تم قتل ہو جاؤ تو تم شہید جنت تمہاری، آؤ مجھ پر ثابت کرو جنت، یا مجھے قتل کر کے یا میرے ہاتھوں قتل ہو کے۔ تو تھا تو کافر مگر بات کہی تھی پتے کی۔ اب ایک ہی بات ثابت ہو سکتی تھی دو تو نہیں، مولا علیؑ نے اس کو قتل کر کے ثبوت جنت دیا تھا۔ لیکن اب ضرورت اس بات کی تھی کہ اسلام قتل ہو کے بھی ثبوت جنت ہے۔ حسینؑ کربلا میں آ گئے، کہا ہم راہ خدا میں قتل کر کے بھی جنت لیتے ہیں اور راہ خدا میں قتل ہو کے بھی جنت لیتے ہیں۔

عزیزان گرامی! تاریخ کا یہ واقعہ کبھی نہ بھلایا جائے گا کہ یزید کے سامنے سر حسینؑ آیا اور کٹا ہوا سر اس نے دیکھا تو اس نے کہا، کاش میرے بدر والے زندہ ہوتے، کون بدر والے؟ یزید کے بدر والے کون زندہ ہوتے؟ کاش عتبہ زندہ ہوتا، کاش ولید زندہ ہوتا، کاش مغیرہ زندہ ہوتا، اس منظر کو دیکھتے؟ حسینؑ کا کٹا سر، علی اکبرؑ کا کٹا سر، عباسؑ کا کٹا سر، قاسمؑ کا کٹا سر، یہی تو دیکھتے اور کون سا منظر تھا؟ لوہے میں جکڑے ہوئے سید سجادؑ بے پردہ زینبؑ و اُم کلثومؑ، یہی منظر تو دیکھتے اور کیا دیکھتے؟ اس کے علاوہ اور کوئی منظر تو تھا نہیں۔ تو کاش عتبہ زندہ ہوتا، کاش شیبہ زندہ ہوتا، کاش ولید زندہ ہوتا، کاش مغیرہ زندہ ہوتا۔ یہ سب زندہ ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ یزید نے ہمارا بدلہ لے لیا محمدؐ کے نواسے کا سر کاٹ لیا، علیؑ کے بیٹے کا سر کاٹ لیا، حمزہ اور عبیدہ والوں کا سر کاٹ لیا، اور مجھے دعائیں دیتے۔ اور اس کے بعد اس نے اپنے دادا کے دل کی بات کہہ دی کہ ہاشمیوں نے ملک کے ساتھ ایک کھیل کھیلا تھا، نہ خبر آئی تھی نہ وحی نازل ہوئی تھی۔ عزیزان گرامی! اب اس کے بعد بھی اگر مسلمان کی سمجھ میں حق و باطل نہ آئے اور وہ یہ کہتا رہے کہ ہم غور کریں گے تو یقین مانئے غور کرتے کرتے قیامت آ جائے گی، خدا فیصلہ کرے گا آپ فیصلہ نہ کر پائیں گے۔

بس عزیزان گرامی! تمام کیا میں نے اپنے بیان کو۔ یہ راتیں آل محمدؐ کی مصیبت کی راتیں ہیں۔ یہ راتیں غم کی راتیں ہیں، یہ راتیں رونے کی راتیں ہیں، یہ راتیں عزاداری کی راتیں ہیں۔ آج کی رات اور ہے جس میں ہم اصحاب حسین کا ذکر کریں، کل سے تو ہم بنی ہاشم کا تذکرہ شروع کرتے ہیں۔ حسینؑ کے چاہنے والے مجاہد مسلم ابن عوسجہ کا ذکر کر دوں۔ یہ خضاب خرید رہے تھے کوفہ میں، خانہ نشین ہو گئے تھے، گھر سے نکلتے ہی نہیں تھے، دنیا سے تعلق ہی نہیں رکھتے تھے۔ جب کوئی اپنا والا مل جاتا تھا تو دو باتیں کر لیتے تھے۔ خضاب خرید کے دوکان سے گھر جا رہے تھے، حبیب ابن مظاہر دکھائی دے گئے۔ حبیب کو دیکھا تو رُکے، کہا

https://downloadshiabooks.com/

میں دیکھ رہا ہوں لڑائی کی تیاریاں ہو رہی ہیں، کیا ہو گیا ہے آجکل؟ کہا، مسلم تمہیں نہیں معلوم؟ یہ قتل حسینؑ کی تیاریاں ہیں۔ فرزند رسول پر حملہ ہو رہا ہے۔ بس جیسے ہی یہ سنا ویسے ہی خضاب جو ہاتھ میں تھا وہیں پھینک دیا، کہا بس اب لگ چکا خضاب، اب یہ داڑھی نصرت حسینؑ میں خون سے خضاب ہوگی، اب اس پر خون کا خضاب لگے گا اور کوئی خضاب نہیں لگے۔ یہ کہہ کے گھر میں آئے سفر کی تیاری کی، بیوی کو ساتھ لیا، بیٹے کو ساتھ لیا میں نے پڑھا نہیں کسی کتاب میں مگر میرا دل کہتا ہے کہ بیوی، بیٹے کو اس لئے ساتھ لیا، تاکہ یہ سمجھ میں نہ آئے کہ لڑائی پر جا رہے ہیں۔ ورنہ بچہ ساتھ، بیوی ساتھ کوئی آدمی اس طرح لڑنے نہیں جاتا ہے۔ اپنے کام سے جا رہے ہوں گے کہیں، قافلہ لے کے چلتے رہے اور کربلا پہنچ گئے۔ حسینؑ ابن علیؑ کی خدمت میں شامل ہو گئے اور تاریخ بتاتی ہے کہ جب عاشورے کے دن لڑنے نکلے ہیں تو عجب شان کا جہاد کیا ہے اس بوڑھے سپاہی نے۔ پلکیں لٹک آئی تھیں، اونچی کر کے پیشانی رومال سے باندھی اور لڑائی شروع کی، تاریخ بتاتی ہے کہ جب دشمن قریب آجاتا تھا تو تلوار نکال کے لڑتے تھے اور جب دور چلا جاتا تھا تو نیزہ لے کے حملہ کرتے تھے، یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کے گرے، آواز دی، حسینؑ بھی پہنچے، حبیب ابن مظاہر بھی پہنچے، حسینؑ نے سر زانو پر رکھا، حبیب سامنے بیٹھ گئے، مسلم کی آنکھیں بند ہونے لگیں، ایک مرتبہ حبیب نے آواز دی مسلم نے آنکھیں کھولیں، کہا مسلم جہاں تم جا رہے ہو وہاں میں بھی آ رہا ہوں۔ مگر عرب کا دستور ہے کہ وصیت کے لئے کہتے ہیں، کوئی وصیت ہو تو کر دو دل میں لے کے نہ جاؤ۔ ایک جملہ زبان سے ادا ہوا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ اس کے بعد شاید طاقت نے ساتھ نہ دیا یا زبان نے ساتھ نہ دیا۔ کانپتا ہوا ہاتھ اٹھایا، حسینؑ کی طرف اشارہ کیا، ان کے لئے وصیت کرتا ہوں۔ حبیب نے کہا آرام سے جاؤ مسلم جب تک دم میں دم ہے آنچ نہیں آنے دوں گا۔ میں کہوں گا اے مسلم عصر عاشور کو آؤ حسینؑ اکیلے ہیں، کوئی نیزہ لگاتا ہے، کوئی تیر۔

بس عزیزو۔ آوازیں بلند ہیں آپ کی مسلم نے جاتے جاتے وصیت کی، روح گلشن جنت کو پرواز کر گئی۔ حسینؑ نے دوست کا لاشہ اٹھایا، گنج شہیداں میں لائے۔ ابھی مسلم کی میت آئی تھی کہ مسلم کے خیمے کا پردہ اٹھا، ایک چھوٹا سا بچہ نکلا، اتنا چھوٹا تھا کہ تلوار زمین سے ٹکرا رہی تھی۔ کہا، پلٹ جا، تیری ماں کے لئے تیرے باپ کا غم بہت ہے کہا مولا میری ماں ہی نے مجھے تلوار باندھ کے بھیجا ہے، اجازت ملی، بچہ میدان میں آیا، شہید ہوا۔ ظالموں نے سر کاٹ کے ماں کی طرف پھینکا، ماں نے سر کو سینے سے لگایا، اور کہا، مرحبا میرے لعل تو نے معصومہ سے مجھے سرخرو کر دیا۔ میں کہوں گا بیبیوں اپنے بچوں کو عصر کو بلاؤ، حسینؑ بیچ میں ہیں، کوئی نیزہ لگاتا ہے، کوئی تلوار مارتا ہے، سیدہ کا لعل گھوڑے پر ڈگمگا رہا ہے.....

(تمام شد)

https://downloadshiabooks.com/

ساتویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ

ارشاد اقدس جناب رب العزت ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسول مبعوث کیا ہے جو ان کے نفسوں میں سے ہے تاکہ ان کے درمیان اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفس کو پاک کر کے انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے جب کہ اس سے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی! کل جنگ بدر تفصیل سے سنائی اور جنگ احد جس کی کچھ جھلکیاں پیش کیں۔ لڑائیاں پڑھنا مقصود نہیں تھیں، مقصود یہ تھا کہ مجمع یہ سمجھ لے کہ مکے کی زندگی کے بعد جو سرکار کی مدنی زندگی شروع ہوئی تو اب کافر تلوار لے کے ٹکراؤ پر آمادہ ہو گئے۔ ایک ٹکراؤ جنگ بدر میں ہوا، دوسرا ٹکراؤ جنگ احد میں ہوا۔ کافر جب دونوں مرتبہ اپنے مقصد میں ناکام رہے، تو انھوں نے سارے عرب کے قبیلوں کو ایک کیا اسلام کی مخالفت کی بنیاد پر۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے درمیان جو بھی لڑائیاں ہیں، جو بھی اختلاف ہیں، جو بھی جھگڑے ہیں، جو بھی پرانی پرانی باتیں ہیں جن میں ڈِفرینسیز

ہیں وہ بعد میں طے ہوتی رہیں گی، فی الحال ہمارے سامنے اسلام کا جھگڑا ہے، ہم پہلے اس کو ختم کرلیں اس کے بعد اپنے گھر کے جھگڑے طے کرتے رہیں گے۔ چنانچہ جتنی اسلام مخالف طاقتیں تھیں ان سب کو ابوسفیان نے آرگنائز کیا۔ اور اسی لیے اس جنگ کو جنگِ احزاب کہتے ہیں۔ احزاب جمع ہے حزب کا، حزب عربی میں گروہ کو کہتے ہیں، احزاب اس کی جمع ہے یعنی بہت سے گروہ۔ احزاب اس لیے کہا گیا کہ جتنے گروہ اسلام مخالف تھے وہ سب ایک ہو گئے تھے۔ اس لیے اس لڑائی کو جنگ احزاب کہتے ہیں اور اسی لڑائی کو جنگ خندق کہتے ہیں۔ اس لیے کہ رسولؐ اللہ نے مدینے کے آگے خندق کھود کے یہ لڑائی لڑی، لہٰذا یہ خندق کہلاتی ہے۔ اور چونکہ سارے اسلام دشمن گروہ ایک ہو گئے تھے اس لیے جنگ احزاب کہلاتی ہے۔ تو آپ اگر ہسٹری میں کہیں جنگ احزاب پڑھیں، کہیں جنگ خندق پڑھیں تو دو لڑائیاں نہ سمجھیے گا، ایک ہی لڑائی کے دو نام ہیں ایک نام جنگ احزاب ہے، ایک نام جنگ خندق ہے۔

لشکر جمع کیا گیا تھا اس امید پر کہ اب کی مرتبہ تو مسلمانوں کا خاتمہ ہے۔ اور پہلوان لایا گیا تھا ڈھونڈ ڈھانڈ کے، بڑی مشکل سے عرب میں تلاش کر کے عمرو بن عبد ود لایا گیا تھا جو ایک ہزار آدمیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ یہ یقین مانیے کہ یہ مسلمانوں کے لیے نہیں لایا گیا تھا یہ علیؑ کے لیے لایا گیا تھا کہ اور تو علیؑ کسی کے بس کے ہیں نہیں۔ یہ کفر کا شیر۔ بھئی ان کی تو ساری تمناؤں کا محور تھا وہ، آپ اپنے دماغ سے نہ سوچیے، آپ ان کے دماغ سے سوچیے۔ یعنی ہماری تھنکنگ ایک مسلمان کی تھنکنگ ہے، مسلمان کی تھنکنگ نہیں چاہیے، ابوسفیان کی تھنکنگ چاہیے۔ ساری امیدیں اس سے وابستہ تھیں کہ وہ علیؑ کو مار لے گا، باقی دست وبازو آزمائے ہوئے ہیں ہم دیکھ لیں گے، یہ معاملہ تھا۔

https://downloadshiabooks.com/

دس ہزار کا لشکر، اور ایک ہزار آدمیوں کے برابر ایک آدمی۔ یہ لے کے مدینے کے سامنے محاصرہ کیا کافروں نے۔ اور سارے لشکر کفار کے دل کی تمنا کا نچوڑ وہ ایک پہلوان تھا جس کا نام تھا عمرو بن عبدود، اور یہ آرزو تھی کہ بس یہ علیؑ کو مارے گا، یہ علیؑ کو مارے گا، علیؑ اس کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ ایک دن وہ پہلوان خندق پھاند کے آگیا اور اس نے آن کے للکارا کہ آؤ۔ تو توقع کے مطابق علیؑ نکلے۔ اب ذرا آپ توجہ کیجیے گا، علیؑ کدھر سے نکلے؟ لشکرِ اسلام سے، وہ کدھر سے آیا؟ لشکر کفار سے۔ تو کافروں کے دل کی تمنا کا نچوڑ کون بنا؟ عمرو۔ مسلمانوں کے دل کی تمنا کا نچوڑ کون بنا؟ علیؑ۔ تو رسولؐ نے کیا بیجا کہا، "کل ایمان کل کفر کے مقابلے میں جا رہا ہے"۔ مگر کافروں کی مراد پوری نہ ہوئی اور علیؑ کے سامنے آ کے عمرو مارا گیا۔ تھوڑی دیر میں لوگوں نے دیکھا کہ اس کا لاشہ میدان میں پڑا ہے۔ اور علیؑ نے بھی اس کے ساتھ عجب سلوک کیا، نہایت اعلیٰ درجہ کا اس کا ساز و سامان تھا۔ عرب کا رواج یہ تھا کہ ایک اور ایک کی لڑائی میں جو جس کو مارے اس کا جتنا اسلحہ، اس کی زرہ، اس کا خنجر، اس کی تلوار جتنا جنگی سامان ہوتا تھا، وہ سب اس کا حصہ ہوتا تھا جس نے اس کو میدان میں قتل کیا ہے۔ مگر علیؑ نے عجب رویہ اختیار کیا۔ اس کو قتل تو کیا، وہ شان رسولؐ میں گستاخی کر رہا تھا، اس کا سر کاٹ لیا اور سر لیے ہوئے رسولؐ اللہ کے پاس چلے گئے اور سارا سامان جو اس کے جسم پر تھا سب ویسے ہی چھوڑ دیا۔ جو اس کی بہن نے آ کر دیکھا اور تعریف کی کہ قاتل کوئی شریف اور بہادر ہے جس نے میت کی توہین نہیں کی۔

تو علیؑ بڑے انداز سے لڑتے تھے، ہر ایک کی لڑائی میں اور علیؑ کی لڑائی میں فرق تھا۔ علیؑ اس خوبصورتی سے تلوار چلاتے تھے کہ گردن کٹ جائے رگِ محبت

نہ کٹے۔ مقتول کی بہن قاتل کی شان میں قصیدہ پڑھے، لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی کہ اس کے جسم پر ہزاروں دینار کا سامان تھا اس لیے کہ وہ مانا ہوا بہادر تھا، اس کی ہر چیز بہت ہی اعلیٰ کوالٹی کی اور بہت قیمتی اور عمدہ تھی، مگر علیؑ نے مڑ کے دیکھا نہیں۔ میں کہوں گا حیرت نہ کرو۔ ارے جناب امیر بھی کیا مردے کے مال پر نظر کریں گے۔ 'صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ'۔

اس لڑائی کے بعد کافروں کی ہمت پست ہو گئی اور وہ میدان میں اسلام کے سامنے کھل کے آنے کی جرأت نہ کر سکے۔

عزیزانِ گرامی! یہ میں آپ کو اس لیے نہیں سنا رہا ہوں کہ اسٹوری دلچسپ ہے یا یہ کہ میں لڑائیاں سناؤں آپ کو، یہ مقصد نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ اس لیے سنا رہا ہوں کہ میرے سننے والے مجمع کے ذہن میں یہ تصویر ڈیولپ ہو کہ ایک طرف ابوسفیان اور اس کے ہوا خواہ ہیں جو اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں اور دوسری طرف رسولؐ اللہ، ان کے خاندان والے اور ان کے چاہنے والے ہیں جو اسلام کی حمایت و ہمدردی کر رہے ہیں۔ یعنی دو گروپ ہیں جن میں پہلے بھی دشمنی تھی لیکن دشمنی کا دائرہ چھوٹا تھا اور اب بھی دشمنی ہے مگر دشمنی کا دائرہ بڑا ہو گیا ہے۔ یہ اختلافات چلتے رہے، اب یہودیوں کو اونچا کیا گیا خیبر کے، اور خیبر میں بھی ان کو شکست ہوئی۔ کافروں کو جو امید بندھی تھی کہ شاید مسلمان خیبر میں یہودیوں سے مات کھا جائیں اور پھر ہم ان پر دوبارہ حملہ کریں، وہ امید بھی ٹوٹ گئی۔ اور ہوتے ہوتے وہ وقت آیا کہ ۸ھ میں مکہ فتح ہو گیا۔

عزیزانِ گرامی! اب میرے پاس وقت بھی کم ہے، میں بہت تفصیل کے ساتھ بیان کرنا بھی نہیں چاہتا ہوں، میں تو صرف تاریخ کی وہ جھلکیاں دکھا کے آپ کا احساس ڈیولپ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لڑائی جو بارہ برس کے میں لڑی

https://downloadshiabooks.com/

گئی، آٹھ برس مدینے میں لڑی گئی، پورے بیس سال جو لڑائی لڑی گئی ہے، بیس سال کی لڑائی کا انجام یہ ہوا کہ کفار قریش نے سلنڈر کر دیا اسلام کے سامنے، اور حضور سرور کائنات اپنے وطن مکہ میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہو گئے۔ ہماری جانیں نثار اس فاتح پر جو دنیا کا پہلا اور آخری فاتح تھا جو فاتح کی حیثیت سے کسی شہر میں امن کا سفید پرچم لے کے داخل ہوا۔

عزیزان گرامی! سرکار دو عالم نے فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخلہ تو ضرور لیا مگر مکہ والوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کو محفوظ رکھا۔ حضور سرور کائنات مکے میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور ابو سفیان بھی کلمہ پڑھ کے مسلمان ہو گیا۔ لیکن ابو سفیان کے مسلمان ہونے سے پہلے اس رات کا واقعہ بھی سن لیجیے جس کے سویرے ابو سفیان مسلمان ہوا ہے۔ رات کو حضور سرور کائنات کا لشکر مکہ پہنچ گیا تھا، مگر چونکہ دشمنوں کا شہر تھا اور اس کا احترام بھی مقصود تھا، لہٰذا فوجی اعتبار سے لشکر کا رات کو شہر میں داخل ہونا خطرناک تھا، لہٰذا حضور نے فرمایا کہ لشکر رات کو یہیں ٹھہرے ہم سویرے مکے میں داخل ہوں گے۔

دو آدمی ایک پہاڑ کی بلندی پر کھڑے دیکھ رہے تھے۔ ایک مسلمان تھا ایک کافر تھا۔ مسلمان کا نام تھا عباس جو رسولؐ کے چچا تھے، کافر کا نام تھا ابو سفیان جس کی ساری زندگی میدان جنگ میں کٹی تھی۔ ابو سفیان کی تجربہ کار نگاہوں نے لشکر کا پھیلاؤ دیکھا، لشکر کی طاقت کا اندازہ لگایا، لشکر کی اہمیت کو ایک نظر میں تاڑ گیا اور کہنے لگا، اف فوہ! تمھارے بھتیجے نے بہت بڑی حکومت بنالی، جیسے ہی ابو سفیان نے یہ کہا ویسے ہی عباس نے کہنی ماری اس کو، کہا کیا بکتا ہے، یہ حکومت نہیں ہے رسالت ہے۔

ٹھہریے، یہ بڑا اہم مسئلہ ہے، رات کو جب اسلام کے لشکر کو دیکھا گیا

تو مسلمان نے کیا کہا؟ کافر نے کیا کہا؟ کافر نے دیکھ کے کہا یہ حکومت ہے، مسلمان نے کہا یہ رسالت ہے۔ ابھی خیریت ہے ایک مسلمان، ایک کافر ہے، دونوں کے نظریے الگ الگ ہیں، کافر اس کو حکومت کہہ رہا ہے، مسلمان اس کو رسالت کہہ رہا ہے۔ سویرے غضب یہ ہوا کہ وہ کافر مسلمان ہو گیا۔ اب مسلمانوں ہی میں دو نظریے ہو گئے، ایک رسالت والا، ایک حکومت والا۔ (صلوٰۃ)

اب مسلمانوں کے اندر دو نظریے ہو گئے، ایک رسالت والا ایک حکومت والا۔ اب پتہ کیسے لگے پہلے تو پتہ لگتا تھا۔ وہ کہتے تھے اَعْلُ ھُبَل یہ کہتے تھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو پتہ چل جاتا تھا کہ جو اعل ھبل کہے وہ حکومت والا، جو اللہ اکبر وہ رسالت والا، اب دونوں کہہ رہے ہیں اَللّٰہُ اَکْبَر تو پتہ کیسے لگے؟ اچھا تو جس سے بھی کہیے کہ تم حکومت والے ہو وہ گریبان پکڑ لے، تم خود حکومت والے ہو، اب نہ کہنا، ہم رسالت والے ہیں۔ جس سے کہیے کہ تم حکوت والے ہو وہ مارنے مرنے پر تیار ہو جائے، ہمیں گالی دیتے ہو، ہم رسالت والے ہیں ہمیں حکومت والے بتاتے ہو، تو پتہ کیسے لگے؟ احسان ہے حسینؑ کا کربلا کے میدان میں للکار لیا کہ پتہ لگ جائے حکومت والا کون ہے؟ رسالت والا کون ہے؟ 'صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ'۔

اب سمجھے آپ کربلا کیا ہے؟ کربلا نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیا۔ حسینؑ کے پاس وراثت رسولؐ تھی مگر حکومت نہیں تھی۔ کوئی حسینؑ کا چاہنے والا، پرانا غلام بھی نہیں کہتا کہ حسینؑ بادشاہ تھے، نور تھا، علم تھا، عصمت تھی، امامت تھی، وراثت رسولؐ تھی سب کچھ تھا مگر حکومت نہیں تھی۔ یزید کے پاس کچھ نہ تھا، نہ خاندان، نہ علم، نہ یادگار رسالت، نہ کردار، نہ سیرت مگر حکومت تھی۔ حسینؑ نے کھلے میدان میں بلا لیا کہ پتہ لگ جائے حکومت والا

https://downloadshiabooks.com/

کون ؟ رسالت والا کون ؟ اب اس دن سے لے کے آج تک کربلا ایک ڈیوائڈر بن گیا ہے، آج تک جو کربلا کی مخالفت ہے..... صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ"۔

عزیزان گرامی۔ تاریخ منزل بہ منزل آگے بڑھے گی لیکن حقیقت یہ ہے کہ کربلا نے ذہنوں سے پردے اٹھائے کہ حکومت والا کون ہے ؟ اور رسالت والا کون ہے ؟ اور جب حکومت و رسالت کے ایشو پر ٹکراؤ ہوا تو دیکھنے میں رسالت والوں کے گلے کٹ گئے مگر بدلتی تاریخ نے بتایا کہ رسالت کے گرد مجمع ہے، حکومت کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، وہ تو کہیے جملوں سے پتہ لگاتے ہیں ہم کہ یزید والا کون ہے ؟ غور طلب مسئلہ جو ہے وہ عزیزان گرامی یہ ہے وہ لوگ جو آغاز رسالت سے رسولؐ کی مخالفت کرتے تھے وہ ۸ھ میں فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے اور تاریخ نے ان کو مولفۃ القلوب لکھا، یعنی جو دل سے اسلام نہیں لائے زبردستی حالات کے تحت مصلحت وقت کو دیکھتے ہوئے مجبوریوں کے تحت انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ تاریخ میں یہ لوگ مولفۃ القلوب کہے گئے۔ اب اس کے بعد جو مجھے کہنا ہے وہی وہ پوائنٹ ہے جس کے لئے میں اپنے سمجھدار مجمع سے اپیل کروں گا کہ آپ غور کیجئے، فکر کیجئے، کتابیں پڑھئے معلومات فراہم کیجئے۔ میں بہت ڈیٹیل میں نہیں پڑھوں گا، اس لئے کہ اگر میں ڈیٹیل میں پڑھوں گا تو لوگ خود نہیں کوشش کریں گے اور بات ہوگی کہ اطہر صاحب یہ کہتے ہیں، میں کچھ نہیں کہتا آپ سب پڑھے لکھے لوگ ہیں تاریخ سے جواب پوچھئے۔

۸ھ میں جو اسلام کی اتنی بڑی دشمن فیملی مسلمان ہوئی تھی، ۱۸ھ میں ایک صوبے کے اوپر اقتدار پر قابض ہوگئی۔ ایسا کیسے ہوا، ایسا کیوں ہوا ؟ اس کے تاریخی اسباب کیا تھے ؟ اور ایسا کس لئے ہوا ؟ اس کا جواب میں نہیں دوں گا، پوچھئے تاریخ سے بغیر کسی تبصرے کے میں آپ کے سامنے پڑھ دوں گا، کہ ۸ھ میں جو فیملی مسلمان ہوئی تھی، ۱۸ھ میں اس کو ایک صوبے کی گورنری پر قبضہ مل گیا اسلام میں، اور اس کے بعد

سے جو تاریخ ڈیلپ ہوئی وہ تاریخ ہمارے لئے اس لئے ناقابل اعتبار ہے کہ جب دلوں میں پرانی عداوتیں ہوں، جب خاندانی مجتمیں کارفرما ہوں، جب باپ دادا کے نام ماخوذ ہوں، جب گھر میں کفر کی یاد میں بہنے والے خون تو نہیں دیکھے مگر آدمی دیکھے اس کی یاد میں تو تاریخ واقعات، حقائق کیا سچائی پیش کر سکتی ہے، کیا حقیقت سامنے آسکتی ہے ؟ اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ اسلام کی ایک بڑی شخصیت ہے جو علیؑ ابن ابیطالب کی شخصیت ہے، میں، جو میرا اپنا عقیدہ ہے میں اس کو نہیں پیش کر رہا ہوں اس وقت یعنی میں مذہبًا شیعہ ہوں میں مگر اپنا عقیدہ نہیں پیش کرتا، لیکن ایک عام عقیدے کے مطابق حضرت علیؑ یقینًا بزرگان اسلام میں سے ایک ہیں، اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ حضرت علیؑ رسولؐ کے چچازاد بھائی اور داماد ہیں، ان کے داماد ہونے میں چچازاد بھائی ہونے میں اسلام میں کوئی کانٹروسی یا اختلاف نہیں ہے، حضرت علیؑ رسولؐ کے خلیفہ ہیں اور خلفائے راشدین میں شامل ہیں، اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، حضرت علیؑ صحابی رسولؐ ہیں اور صحابہ کبار میں ان کی گنتی ہے یعنی بڑے صحابہ میں ان کا شمار ہے اس میں کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں رکھتا، میں ان کی عظمت، ان کی امامت ان کی نورانیت اور روحانیت ان باتوں سے کوئی بحث نہیں کر رہا ہوں، مجھے صرف اتنا کہنا ہے کہ حضرت علیؑ بزرگان اسلام میں ہیں، حضرت علیؑ صحابی ہیں، حضرت علیؑ داماد رسولؐ ہیں، حضرت علیؑ خلیفۂ رسولؐ ہیں، اور راہ اسلام میں حضرت علیؑ کی بھی خدمات ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ان کی خدمات کا ورق بلیک ہو اور انھوں نے اسلام میں کوئی خدمات انجام نہ دی ہو۔ غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ رسولؐ کے داماد رسولؐ کے صحابی اور خلیفۂ رسولؐ کے ساتھ جو طرز عمل عالم اسلام کا ایک مدت رہا، اس طرز عمل کے لئے دنیا کیا صفائی دے گی ؟ یہ بہت غور طلب مسئلہ اور یہ بہت ٹھنڈے دل سے سوچنے کا مسئلہ ہے۔ میں یہاں رمضان میں بھی مجلس پڑھتا ہوں، مجمع اتنا نہیں ہوتا،

https://downloadshiabooks.com

بہت چیزیں میں رمضان میں پڑھتا ہوں پھر اس کو یہاں محرم میں نہیں پڑھتا۔ اس لئے نہیں پڑھتا کہ رمضان میں پڑھ چکا ہوں اس کو محرم میں رپیٹ کیا کروں، لیکن بعضوں کے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ ۱۰ فیصد نے سنا، ۹۰ فیصد نے نہیں سنا خیر رمضان میں میں نے ایک چیز پڑھی تھی وہ میں رپیٹ کر دوں۔ اس لئے رپیٹ کر دوں کہ اس وقت اسے رپیٹ کرنا چاہئے، حضرت علیؑ کے ساتھ شام میں جو سلوک ہوا، ان کی زندگی میں۔"

بچوں کو سرکاری آدمی چھوٹے چھوٹے بکری کے بچے لا کے دیتے تھے۔ بچہ بکری کے بچے سے بہت مانوس ہوتا ہے اس لئے جلدی کھیلنے لگتا ہے۔ دو ایک دن کے بعد آدمی سرکاری آتا تھا اور اس بکری کے بچے کو غائب کر دیتا تھا اور وہ بچہ رو رہا ہے، بکری کے بچے کو ڈھونڈ رہا ہے کہ اک تیسرا آدمی آتا تھا، کیا ہوا بیٹے کیوں رو رہے ہو؟ کہا، ہمارا بکری کا بچہ کہیں کھو گیا ہے، کہا ہاں ابھی ابھی میں نے دیکھا تھا علیؑ لئے جا رہے تھے تمہارا بکری کا بچہ، اب وہ بچہ روتا ہوا اپنے گھر گیا، علیؑ ہمارا بکری کا بچہ لے گیا، اب وہ اس کا باپ، اس کی ماں، اس کے سارے خاندان والے علیؑ کو برا کہہ رہے ہیں۔ سرکاری آدمی لگے رہتے تھے انکا دکا آدمی سامان لے کے آ رہا ہے۔ بھئی خبردار آگے بڑھنا نا، علیؑ آگے ہیں، لوٹ لیا اسے اب وہ لوٹا گیا شہر میں آیا روتا ہوا۔ پھر آدمی اسے ملے کیا ہوا؟ کہا خاندان کو سلامت رکھے انھوں نے ہم کو گھیر لیا علیؑ نے پھر لوٹ لیا۔ شام میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ علیؑ ایک ڈاکو کا نام ہے۔ جس وقت شام میں یہ خبر پہنچی ہے کہ مولا علیؑ مسجد میں شہید ہو گئے، تو اسلام والوں نے کہا کہ یہ خبر جھوٹی ہے، ہم اس خبر پر اس لئے یقین نہیں کریں گے کہ اس میں کہا گیا ہے کہ علیؑ مسجد میں شہید ہوئے۔ علیؑ کا مسجد سے رابطہ کیا، بھلا علیؑ کا مسجد میں کیا کام ہے؟ علیؑ مسجد میں کیوں جائیں گے جو یہ کہا جا رہا ہے کہ مسجد میں شہید ہو گئے لہٰذا یہ وہ علی نہیں ہیں جن کے متعلق ہم جانتے ہیں، یہ کوئی اور ہوں گے، اس لئے کہ علیؑ مسجد میں جانے کا سوال ہی کیا

ہے؟ یعنی انقلاب زمانہ دیکھئے، جو کعبہ میں پیدا ہوا ہو، مسجد میں اس کے تعلق کو..... کی نظر سے دیکھتے ہیں، یہ علیؑ کی زندگی کی بات ہے، اور علیؑ کے بعد سارے ملک میں سرکلر جاری ہو کہ جو کوئی علی کے فضائل کی حدیث سنا تا ملے اس کا وظیفہ بند کر دو، اس کو اپنے سے دور رکھو، اس کی گواہی قبول نہ کرو، اس کو پریشر میں لاؤ اور جیسے علی کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں، ویسے ہی دوسروں کے تیار کرو۔ اور اس طریقہ سے اسلام میں جھوٹی حدیثوں کی ٹکسال قائم ہوئی۔ عزیزان گرامی، یہ سوچنے کے قابل باتیں ہیں۔ یہ واقعات رسول اللہ کی رحلت کے پچاس برس کے اندر اندر کے ہیں۔ یہ ہزار برس بعد کے واقعات نہیں ہیں، یہ پانچ سو برس بعد کے واقعات نہیں ہیں، یہ پچاس برس، تیس برس، بیس برس کے اندر اندر کے واقعات ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ اسلام نے رسول کی فیملی اور رسول کے گھر والوں کے ساتھ یہ کون سا طریقہ اختیار کیا؟ مجھے اس کا جواب چاہئے۔ لوگ اس کا جواب نہیں دیتے بلکہ اس کا جواب یوں دیا جاتا ہے۔ ارے صاحب، یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں، ان کے یہاں ایسا لکھا ہے، اور یہ ایسے غلط ہیں۔ ہم جھوٹے سہی، غلط سہی، دنیا کی سب سے بدتر مخلوق سہی، یہاں یہ ایشو ہی نہیں ہے کہ ہم سچے ہیں کہ جھوٹے ہیں۔ یہاں یہ ہے کہ اسلام کے ایک صحابی اور خلیفہ کے ساتھ یہ جو سلوک ہوا۔ یہ صحیح ہوا یا غلط ہوا۔ اگر غلط ہوا تو کیا سزا دی آپ نے، اگر صحیح ہوا تو علی کا دامن چھوڑ دیئے۔ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔"

اور عزیزان گرامی! اس فکر انگیز تقریر کے بعد، جس کو میں نے اپنے کو پوری طرح کنٹرول میں رکھ کے سنایا ہے آپ کو اب ان لوگوں کی بھی آنکھیں کھلنا چاہئے ہیں جو ہماری اپنی مجلسوں میں "علیؑ علیؑ" کا اعتراف کرتے ہیں۔ مظلوم علیؑ کے لئے کوئی بھی پلیٹ فارم رہنے دیجئے گا نہیں، دشمن دشمنی میں چھپائے، دوست رواداری میں چھپائے۔ جس نے پوری زندگی اسلام کے لئے وقف کر دی، جس نے پوری زندگی خدمت رسول میں وقف کر دی، جس نے ظالم دنیا سے سوائے چند مٹھی جو اور چند گز موٹے کپڑے کے کچھ نہ لیا۔ جس نے اپنی

https://downloadshiabooks.com/

پوری نسل راہ خدا میں دے دی، اسی کے فضائل جب بیان ہوتے ہیں تو بعضے مقدس داڑھیوں پر ہاتھ پھیر پھیر کے کہتے ہیں کچھ کام کی بات کریئے، اجی بڑے بے کار آدمی ہیں آپ کہ علیؑ کے فضائل کام کی بات نہیں سمجھ میں آتے۔

عزیزان گرامی۔ یہ امت علیؑ کی قرضدار ہے، اگر ہم ساری زندگی فضائل علیؑ پڑھتے رہیں تو حق علیؑ سے کبھی ادا نہیں ہو سکتے۔ اس لئے کہ علیؑ نے ایسے ایسے نازک موقعوں پر اسلام کی مدد کی ہے کہ جس کی مدد خدا نے کی ہے رسولؐ نے کی ہے وجہ کیا تھی؟ کہ خاندانی دشمنی کا نچوڑ علیؑ کی ذات کے اوپر آگیا، اور علیؑ کی ذات اس پوری دشمنی کا ٹارگیٹ بن۔ چاہے بدر کی شکست ہو چاہے احد کی شکست ہو، چاہے خندق کی ناکامی، چاہے اسلام کی کامیابی ہو ساری دشمنی کا لاوا علیؑ کے نام کے اوپر نکلتا رہا۔ اور منبروں کے اوپر ستر برس تک بنی امیہ کے دور اقتدار میں عہد عمر ابن عبدالعزیز تک ہر جمعہ میں، ہر جماعت میں، ہر عید میں، ہر بقر عید میں، ہر اجتماع میں جب خطیب منبر پر جاتا تھا تو علیؑ کو بُرا کہتا تھا۔ ستر برس میں کئی نسلیں جوان ہوتی ہیں، ستر برس سے زیادہ یہ عمل جاری رہا اور شان حیدر کرار میں گستاخی ہوتی رہی۔ اور یہی وہ زمانہ ہے جو صدر اول اسلام کہلاتا ہے، یہی وہ زمانہ ہے جس میں پہلے پہلے راوی، پہلے پہلے محدث، پہلے پہلے مفسر ملتے ہیں۔ صدر اول اسلام دشمنی علیؑ کی وجہ سے ہماری نظروں میں مشکوک ہو گیا ہے۔ عزیزان گرامی۔ اس مسئلے پر اچھی طرح سے غور کر لیجئے اور اچھی طریقے سے اس مسئلے کو سمجھ لیجئے کہ علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ذات اور آپ کی شخصیت اور آپ کی عظمت مسلمانوں کے لئے محتاج تعارف نہیں ہے۔ اب اس کے اندر گڑبڑ کون لوگ کرتے ہیں؟ یہ کام عالم اسلام کا ہے کہ وہ پہچانے۔ پہچانے کون؟ عالم اسلام تین حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ تین طرح کے لوگ ہیں۔ یا وہ مسلمان ہیں جو سلسلۂ امامت کے قائل ہیں۔ مسلمان میں کچھ مسلمان وہ ہیں، جو امامت کو مانتے ہیں، امامیہ ہیں، امامت کے قائل ہیں۔ کچھ مسلمان وہ ہیں جو خلافت کے

قائل ہیں، خلفاء کو مانتے ہیں، کچھ مسلمان وہ ہیں طریقت کے قائل ہیں یعنی صوفیائے کرام کے ماننے والے ہیں۔ اس سے مجھے اس وقت بحث نہیں ہے نہ میرا سبجکٹ ہے کہ ان میں صحیح کون ہے اور غلط کون ہے، یہ خدا جانے، فیصلہ قیامت کے دن ہوگا، ہم داور محشر نہیں ہیں جو فیصلہ کریں۔ ہم فیصلہ کرنے یہاں نہیں بیٹھے۔ جو ایجوکیشن پوزیشن ہے وہ یہ ہے کہ کچھ مسلمان اماموں کو مانتے ہیں، کچھ خلفاء کو مانتے ہیں، کچھ عقیدت کے رشتے بزرگان دین، اور پیروں سے اور ولیوں سے اور صوفیائے کرام سے رکھتے ہیں اور یہ اہل طریقت کہلاتے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کا کوئی چوتھا کلاس نہیں ہے۔ وہ جو امامت کے قائل ہیں ان کے یہاں آگے بڑھ کے کوئی اختلاف ہو تو ہو، پہلے امام سب کے علیؑ ہیں۔ اوّل امام علیؑ۔ اگر اماموں کے ماننے والوں سے پوچھئے کہ وہ علی کو نہ مانیں اس کے آگے مانیں تو کوئی حرج ہے؟ تو وہ کہے گا کہ سوال ہی نہیں کوئی، علیؑ پہلے امام ہیں علیؑ کو ماننا چاہیئے، جو خلافت کے ماننے والے ہیں، وہ کہتے ہیں چوتھے خلیفہ علیؑ ہیں۔ اگر تین خلفاء کو مان کے چوتھے کو نہ مانیں؟ انھوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے چاروں کو مانو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک کو مانو ایک کو نہ مانو۔ تو جو امامت والے ہیں وہ علیؑ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں کہ ہم اپنے پہلے امام کو کیسے چھوڑ دیں۔ جو خلافت والے ہیں وہ علیؑ کو چھوڑنے کو تیار نہیں کہ ہم اپنے چوتھے خلیفہ کو کیسے چھوڑ دیں؟ جو طریقت والے ہیں، طریقت والے کون ہیں؟ صوفیوں کے ماننے والے، ان کے یہاں سلسلے ہوتے ہیں، یہ قادری سلسلے کے ہیں، یہ چشتی سلسلے کے ہیں، ان کے سلسلے میں سب پیروں کے پیر اور سب ولیوں کے ولی علیؑ ہیں۔ یعنی سلسلۂ طریقت مولا علیؑ سے چلتا ہے۔ تو ان سے جب کہئے کہ علیؑ کو چھوڑ دو تو کہیں گے ہمارا سلسلہ ہی ٹوٹ جائے گا۔ تو گویا یہ سمجھئے کہ نام علیؑ جو ہے وہ امامت میں پہلا، طریقت میں پہلا، خلافت میں آخری، یعنی علیؑ مطلع امامت و طریقت اور طریقت اور مقطع خلافت ہیں۔ یا یوں کہئے کہ علیؑ ہدایت کے اس جنکشن کا نام ہے کہ ٹرین جس راستے سے بھی جنت میں جانا چاہے چاہے وایا امامت، چاہے وایا خلافت، چاہے وایا طریقت

https://downloadshiabooks.com/

علیؑ جنکشن سے ہوئے بغیر نہیں جائے گی۔ تو اب، میں تو صلح کی بات کرتا ہوں جھگڑے کی بات نہیں کرتا۔ صلح کی بات یہ ہے کہ علیؑ کے معاملے میں، علیؑ کی عزت کے معاملے میں، علیؑ کے احترام کے معاملے میں، علیؑ کو بزرگ دین کی حیثیت سے تسلیم کرنے کے معاملے میں امامت والے، طریقت والے، خلافت والے تینوں مسلمان ایک ہیں ان میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ اب جو منبروں پر علیؑ کو بُرا کہیں، نہ امامت والے ہیں، نہ خلافت والے، نہ طریقت والے ــــ صلواۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

اب اس کے آگے اگر انشاء اللہ زندگی رہی تو کل، آج میں نے آپ کو سوچنے کے لئے بہت کچھ دیا ہے۔ آپ بھی کل تک سوچئے، میں بھی سوچوں، پھر کل بیان آگے بڑھے گا۔ آج تو صرف بات اتنی ہے کہ ان مسلمان نما کافروں کے چہروں کو کر بلانے بے نقاب کر دیا۔ کہ ان کو مسلمان کہنا تو بڑی بات ہے، مسلمان ہونا تو انسانیت کا عروج ہے۔ اسلام نام ہے کردار کا، اسلام نام ہے اخلاق حسنہ کا، اسلام نام ہے غریبوں کی مدد کرنے والے کا۔ مسلمان ہوتا ہے دوسرے سے ہمدردی کرنے، مسلمان ہوتا ہے انسان کو انسان سمجھنے والا، مسلمان ہوتا ہے اپنے دشمنوں کو معاف کر دینے والا، مسلمان ہوتا ہے غیروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا۔ اسلام تو عروج انسانیت ہے۔ وہ انسان ہی نہ تھے، وہ درندے تھے، وہ درندوں سے بڑھ کر تھے، آپ انصاف سے بتائیے کہ کیا دنیا کے کسی مذہب میں بچوں سے بھی عداوت نکالی جاتی ہے، کیا دنیا کے کسی قانون میں انسان کو پیاسا رکھا جاتا ہے، آج ساتویں رات آگئی۔ کل سے جب پانی پیجئے گا تو حسینؑ کی پیاس یاد کیجئے گا۔ حسینؑ پر سلام ضرور کیجئے گا۔ "صلواۃ اللہ وسلامہٗ علیٰ الحسین واولادہٖ واصحابہٖ" حسینؑ پر سلام، حسینؑ کی اولاد پر سلام، حسینؑ کے اصحاب پر سلام۔ کل سے خیموں میں العطش کی آواز۔ ہائے پیاس۔ ہائے پیاس۔ اور عزیزان گرامی، کیا دنیا کے کسی مذہب و ملت میں، تیرہ برس کا بچہ بھی میدان میں جاتا ہے، مگر حسینؑ کا یتیم بھتیجا، عزیزوں آج ساتویں رات آگئی۔ اور آج ہمارا آپ کا دستور یہ ہے کہ آج ہم امام حسنؑ کے یتیم شہزادے جناب قاسم کا ماتم کرتے ہیں۔ جناب ام فروہ کو ان کے لعل کا پرسہ دیتے ہیں۔ میں اکثر کہا کرتا ہوں کہ

بیوہ عورت کے لئے اس کا بیٹا بڑا سہارا ہوتا ہے اور جب وہ جوانی کے قریب پہنچ جائے تو گویا اس کے اجڑے چمن میں پھر سے بہار آنے کا وقت آتا ہے۔ بی بی ام فروہ ہم غلاموں کی تعزیت قبول کیجئے آپ کا چمن بہار آنے سے پہلے ہی اجڑ گیا۔ ہاں عزیزوں۔ عاشور کا دن ہے، بازار شہادت گرم ہے، دوست کام آچکے، اب بنی ہاشم مقتل کی طرف جا رہے ہیں۔ عون محمدؐ نے اپنی قربانیاں دیں، عقیل کے بیٹوں نے اپنی قربانیاں دیں، علیؑ کے بیٹے میدان میں آئے۔ قاسمؑ بار بار عرض کرتے ہیں، اور قاسم کو اجازت نہیں ملتی۔ جب بہت مضطرب ہوئے تو اس تعویذ کا خیال آیا، جو باپ نے یہ کہہ کے بازو پر باندھا تھا کہ بیٹا جب حد سے زیادہ مضطرب ہونا اور کوئی راستہ نہ سمجھ میں آئے تو اس تعویذ کو پڑھ لینا۔ قاسم نے تعویذ کھولا، تعویذ نہ تھا وہ ایک خط تھا، باپ کا خط بیٹے کے نام۔ امام حسنؑ نے لکھا تھا کہ اے میرے لعل قاسمؑ جب میرا بھیا حسینؑ زغۂ اعدا میں گھرا ہو، تو اپنی جان اپنے چچا پر نثار کر دینا۔ اے لیجئے، قاسم کو اپنی مشکل کا حل مل گیا۔ خط لئے ہوئے چچا کے پاس آئے۔ بھائی نے بھائی کی تحریر کو دیکھا، حسینؑ کو حسنؑ یاد آئے۔ تاریخ کہتی ہے کہ خط پڑھ کے حسینؑ نے قاسم کو گلے لگایا اور اتنا روئے کہ کسی شہید کو رخصت کرتے وقت اتنا نہ روئے۔ اب میں کہوں گا، اے لیجئے، حسینؑ، حسنؑ کو رخصت کر رہے ہیں۔ بہت روئے، بہت گریہ فرمایا، اور اس کے بعد تیرہ برس کے کمسن شہزادے کو اجازت دی میدان کی۔ قاسم گھوڑے پر بیٹھے، حسینؑ آگے بڑھے، میرے بھتیجے میرے قریب آؤ، قریب بلایا، کُرتے کا گریبان چاک کر دیا۔ یہ فریادی جا رہا ہے دادا کی خدمت میں تاریخ بتاتی ہے، یہ قاسم نہیں تھے۔ یہ حسن کے دل کے گھٹے ہوئے جذبات جہاد تھے۔ علیؑ کا پوتا، حسن کا بیٹا تلوار ہاتھ میں لئے رجز پڑھ رہا ہے، کیا تم مجھے نہیں جانتے، میں قاسم ہوں حسنؑ کا بیٹا، علیؑ کا پوتا۔ تلوار چلاتا رہوں گا اور اپنے چچا کا دفاع کرتا رہوں گا۔ روایت بتاتی ہے جدھر سے گزر گئے لاشوں کے انبار لگا دئے۔ ایسا لگ رہا تھا تیرہ برس کا بچہ نہیں لڑ رہا ہے، قضا کھیل رہی ہے میدان میں۔ کھڑے کھڑے ارزق شامی کے چار بیٹوں کو مار ڈالا۔

https://downloadshiabooks.com/

وہ خود آیا میدان میں اور وہ بھی اپنے بیٹوں کے پاس جہنم میں پہنچا۔ حمید کہتا ہے کہ ایک شخص نے کہا، جو بلندی پر کھڑا تھا کہ یہ لوگ غلط لڑ رہے ہیں، یہ لڑکا سب کو مار ڈالے گا۔ یہ سامنے سے آ کے لڑ رہے ہیں، کہیں بنی ہاشم سے سامنے سے لڑا جاتا ہے، ان کو تو دھوکے سے مارنا چاہئے۔ کہا تم ٹھیک کہتے ہو، بنی ہاشم نے کیا ہی ایسا ہے، یہ محمدؐ کا گھرانا ہے چن چن کے مار ڈالے گا سب کو۔ اور وہ ظالم نیزہ لئے تھا زہر میں بجھا ہوا۔ یہ تھا بزدلوں کی لڑائی کا طریقہ کہ دور سے کھینچ کے نیزہ مارا جائے اور بھاگ لیا جائے، یہی وار جنگ احد میں حضرت حمزہ پر ہوا تھا۔ جناب حمزہ جیسے جنگی شیر پر جو وار ہوا وہ تیرہ برس کے قاسم پر ہوا۔ روایت بتاتی ہے کہ ظالم نے دور سے کھینچ کے نیزہ مارا اور جیسے ہی قاسم پر حملہ ہوا گھوڑے سے گرے آواز دی یا عماہ، ہاں عزیزوں۔ رو لیجئے، دو چار منٹ مصائب اور پڑھوں گا۔ اب راتیں زیادہ رونے کی آ گئی ہیں، آئیے، یہ سارا مجمع مل کے امام حسنؑ اور مولا علیؑ کو تعزیت دیں اور میری بہنیں جو آئی ہیں وہ بی بی سیدہ اور ام فروہ کو تعزیت دیں ۔ روایت بتاتی ہے کہ ہر شہید نے حسینؑ کو ایک بار پکارا قاسم نے بار بار پکارا۔ اے چچا، اے چچا، اے چچا۔ حسینؑ کسی شہید کی میت پر اتنا تیز نہیں گئے جتنا تیز قاسم کی میت پر گئے۔ مگر جب پہنچے تو قاسم دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، جا کے میت کے منہ پہ منہ رکھ دیا۔ قاسم تیرا چچا آ گیا، اے قاسم تیرا چچا آ گیا۔ بس عزیزوں میں نے مجلس تمام کی۔ قاسم کی لاش رکھی تھی، حسینؑ تھے مگر بنی ہاشم کے دو جوان اور موجود تھے، حسینؑ کے پہلو میں عباسؑ تھے، دوسرے پہلو میں علیؑ اکبر تھے۔ ابھی حسینؑ اکیلے نہیں تھے، حکم دیا ایک چٹائی لاؤ۔ چٹائی لائی گئی، قاسم کی لاش کے ٹکڑے رکھے گئے۔ لے کے چلے۔ میں کہوں گا بی بی ام فروہ۔ تمہارا لعل دولھا بن کے آ رہا ہے۔ ارے فاطمہ کے لعل کا جنازہ۔ سیدہ کا بیٹا، مدفن میں آرام کر گیا کوئی میت پر رونے والا نہیں....

"تمام شد"

آٹھویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝

ارشاد اقدس جناب رب العزت ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک رسولؐ مبعوث کیا ہے، جو ان کے نفسوں میں سے ہے اور ان کے بہت قریب ہے تاکہ ان کے درمیان اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفسوں کو پاک و پاکیزہ کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے جب کہ وہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی! سلسلۂ کلام ذہن عالی میں ہو گا۔ ہمارے آپ کے درمیان بات یہاں تک پہنچ چکی کہ اقتدار آل ابو سفیان کے ہاتھ میں آیا اور اس نے منبروں سے مولا علیؑ کی شان میں نازیبا کلمات کہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ کیا دنیا میں کوئی صاحب انصاف نہیں ہے کہ جو یہ سوچے کہ وہ علیؑ جو کعبہ میں پیدا ہوئے، وہ علیؑ جو آغوش رسولؐ میں پلے، وہ علیؑ جنھوں نے دعوت عشیرہ میں نصرت کا وعدہ کیا، وہ علیؑ جو مکے میں پوری پر محن زندگی میں سرور کائناتؐ کی خدمت انجام دیتے رہے، وہ علیؑ جو شب ہجرت جان ہتھیلی پر رکھ کر سوئے، وہ علیؑ جو بدر و احد اور خندق و خیبر میں فاتح بنے، وہ علیؑ جن کی مدح میں قرآن میں آیتیں آئیں، وہ علیؑ

https://downloadshiabooks.com/

جن کی شان میں رسولؐ نے حدیثیں ارشاد فرمائیں، وہ علیؑ رسولؐ کی بیٹی سے جن کی شادی ہوئی، وہ علیؑ جنھیں کل ایمان کا خطاب ملا۔ جب ان علیؑ کو منبروں پر برا کہا گیا تو اگر یہ کسی ایک آدمی کی غلطی تھی تو سارا مجمع خاموش کیوں تھا؟ یعنی یہ ہوسکتا ہے کہ میں اس منبر سے کوئی غلط بات پڑھ جاؤں، میری اپنی غلطی اور میری اپنی خرابی اور میری اپنی برائی ہوگی۔ اس وقت جب سارا مجمع مل کے چیخے کہ یہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟ تو یہ ہوگا کہ مقرر بگڑا ہوا تھا، اس کا ذہن خراب تھا اس کا عقیدہ برا تھا، اس نے منبر سے غلط بات پڑھی لیکن جیسے ہی پڑھی ویسے ہی سارے مجمع نے آواز بلند کی کہ غلط پڑھ رہے ہو۔ آپ بچ جائیے گا، میں اکیلا پھنسوں گا۔ اب اس کے بعد ہوسکتا ہے میرے چاہنے والے یہ کہیں کہ ایک آدمی کی غلطی ہوسکتی ہے، سب اس کے ذمہ دار تھوڑی ہیں۔ لیکن اگر سارا مجمع خاموش بیٹھا رہے تو اب غلطی میری نہیں ہے۔ غور فرمایا آپ نے۔ اب غلطی تنہا میری نہیں ہے، اب میری غلطی کو آپ کی سپورٹ ہے۔ اگر میں ظالم ہوں تو آپ ظالم کے مددگار ہیں، اگر میں غلطی کر رہا ہوں تو غلطی کرنے میں آپ میرے شریک ہیں۔

اسلام کی تاریخ میں صدر اول میں علی بن ابی طالب کا مسئلہ جو ہے وہ غور کیوں نہیں کیا جاتا؟ اور وہی لوگ جو منبروں کے نیچے خاموش سر جھکائے بیٹھے رہتے ہیں اور منبر پر رسولؐ کے داماد، خلیفہ اور صحابی کو برا کہا جاتا ہے، یہی مسجد کے باہر نکل کے روایتیں بیان کرتے ہیں، حدیثیں بیان کرتے ہیں، تفسیر قرآن بیان کرتے ہیں، توضیح اسلام بیان کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جو حق کو حق اور باطل کو باطل نہ کہہ سکیں اور جن کے اوپر چارج لگا ہوا اعانتِ ظلم کا، ہم ان کے اوپر بھروسا کیسے کرلیں، یہ فلسفہ ہمیں کوئی سمجھا دے۔

عزیزان گرامی! یہ مسئلہ تاریخ اسلام کا بڑا عجیب مسئلہ ہے، اور یہ مسئلہ

بہت اہم مسئلہ ہے کہ لوگوں کو علیؑ بن ابی طالب سے وہ دشمنی آئی جو سرور کائنات سے تھی۔ اور سرور کائنات سے جو دشمنی تھی وہ "لاالٰہ الااللہ" کی وجہ سے تھی۔ بڑے ذمہ دار لوگوں نے یہ کہا کہ علیؑ کو مسلمان ایکسپٹ نہیں کر سکتے تھے۔ جب ہم نے پوچھا کیوں نہیں، تو کہا، ہر گھر کے ایک آدھ آدمی کو تو انھوں نے قتل کیا تھا۔ ہر فیملی کے اور ہر قبیلے کے دو چار آدمی تو ان کے ہاتھ سے کام آئے تھے۔ لہٰذا ہر قبیلے کے دل میں تو ان کی طرف سے فرق تھا اور ہر آدمی کا دل تو ان کی طرف سے زخمی تھا، ان کو کیسے قبول کیا جاتا؟ بہت صحیح بات ہے، بہت معقول بات ہے۔ مگر ایک بات اور بتا دیجیے، یہ علیؑ کیوں مار ڈالتے تھے لوگوں کو؟ جو ہر قبیلے کے دو چار آدمی ان کے ہاتھ سے قتل ہو گئے، کچھ ان کا مال چھین لیتے تھے؟ کچھ ان کا سامان لے جاتے تھے؟ کچھ خاندانی باپ دادا کے وقت کی دشمنی تھی جس کا انتقام لیا کرتے تھے؟ یا وہ خود اس قسم کے آدمی تھے کہ انسانی خون بہتے دیکھ کر انھیں کچھ لطف آتا تھا؟ خوشی ہوتی تھی، مزہ آتا تھا۔ لہٰذا وہ لوگوں کی گردن پر چھری پھیر دیا کرتے تھے اور خوش ہوتے تھے؟ انھوں نے کہا نہیں، ایسی بات نہیں ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ پھر کیا بات ہے؟ بھئی کوئی آدمی کسی آدمی کو کیوں مار ڈالے گا؟ کہا وہی لڑائیوں میں مارے ہیں انھوں نے۔ تو لڑائیاں کاہے کے لیے ہوئیں؟ مال کے لیے ہوئیں، جائداد کے لیے ہوئیں؟ زر، زن، زمین کے لیے ہوئیں؟ کاہے کے لیے لڑائیاں ہوئیں؟ کہا نہیں، وہی لوگ جو رسولؐ سے لڑنے آتے تھے علیؑ ان کو مار ڈالتے تھے۔

تو اصلی معاملہ سمجھے کیا ہے؟ بات کی تہ تک پہنچیے۔ جو علیؑ کے دشمن ہو گئے لوگ، اس میں علیؑ کا قصور نہیں تھا۔ لوگ آتے تھے قتل رسولؐ کے لیے لشکر لے لے کے، فوجیں لے لے کے، جتھے لے لے کے، بہادر لے لے کے آتے تھے کہ ہم

https://downloadshiabooks.com/

رسولؐ کو قتل کریں گے۔ وہاں رسولؐ تک پہنچنے سے پہلے بیچ میں علیؑ مل جاتے تھے، وہاں بیچ میں علیؑ ملتے تھے جب یہ لشکر لے کر آئے، جب یہ بدر میں فوج لیکر آئے، جب یہ فوج لے کے احد میں آئے، جب یہ فوج لے کے خندق میں آئے تو آئے تھے اپنا ٹارگیٹ و نشانہ بنا کے رسولؐ کو، کہ ہم ان کو قتل کر دیں تاکہ "لاالٰہ الااللہ" کی آواز دنیا میں بند ہو جائے۔ وہاں بیچ میں علیؑ مل گئے، کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا، محمدؐ کو قتل کرنے، کہا، ٹھہرو، دو دو ہاتھ کر لو پھر آگے بڑھنا، وہ وہیں پر قتل ہو گئے، آگے بڑھ ہی نہ پائے۔ وہ زندہ وہاں سے آگے بڑھتے تو جاتے حضورؐ تک، وہ وہیں قتل ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہر قبیلے کے دو چار آدمی علیؑ کے ہاتھوں قتل ہوئے، تو دشمنی تھی رسولؐ سے، وہ مڑ گئی علیؑ کی طرف، غور کیجیے گا دشمنی تھی رسولؐ سے مڑ گئی علیؑ کی طرف۔

اچھا رسولؐ کے کیوں دشمن ہو گئے تھے؟ وہ تو صاحب خلق عظیم تھے، وہ تو اپنے دشمن سے بھی پیار سے بات کرتے تھے، وہ تو غیروں کے ساتھ بھی احسان کرتے تھے، وہ تو اپنے مخالفین کا مزاج بھی بہت پیار سے پوچھتے تھے، ان کے تو اخلاق و مزاج کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی۔ وہ تو ہر ایک کے لیے اچھا چاہتے تھے، وہ تو ہر ایک کی مدد کرتے تھے، وہ تو اپنے دشمن کی عیادت کو جاتے تھے، وہ تو اپنے مخالفین کی مدد کے لیے تیار رہتے تھے، تو ان کے دشمن کیوں ہو گئے؟ بھئی ایسے آدمی کو تو ساری دنیا آنکھوں پر بٹھاتی ہے تو یہ عربوں کو کیا ہو گیا تھا جو ان کے دشمن ہو گئے؟ کہا، چالیس برس تک تو ان کو سر آنکھوں پر بٹھایا، اکتالیسویں برس میں دشمن ہو گئے۔ تو اکتالیسویں برس میں کیا ہو گیا جو دشمن ہو گئے؟ کہا، ہوا یہ کہ انھوں نے "لاالٰہ الااللہ" کہنا شروع کر دیا۔ اور یہ کہہ دیا کہ بتوں و بُتوں کو چھوڑو ایک خدا کو مانو۔ تو اس پر دشمن ہو گئے تو اگر وہ لاالٰہ الااللہ

نہ فرماتے تو ہم انھیں سر آنکھوں پر بٹھائے جاتے۔ ہے نا؟ دیکھیے سلسلہ ملائیے گا، کڑیاں ملائیے جب روشن ہو گا دماغ۔ تو رسولؐ سے بھی اصلی دشمنی نہیں تھی۔ رسولؐ سے بھی دشمنی "لاالٰہ الااللہ" کہنے سے ہوئی۔ اصلی دشمنی تھی اللہ سے۔ اگر ان کو اللہ مل جاتا تو یہ رسولؐ سے نہ بولتے اسی سے لڑتے، اللہ تو ان کو ملا نہیں، یہ تلواریں لے لے کے آئے قتل محمد کے لیے۔ اگر محمدؐ کو قتل کر دیتے تو علیؑ سے میل رہتا، وہاں بیچ میں علیؑ مل گئے۔ اگر یہ علیؑ کو مار لیتے تو حسینؑ سے نہ لڑتے علیؑ کو مار نہیں پائے اس لیے حسینؑ سے لڑنے کربلا میں آئے۔ اگر حسینؑ کا نام مٹا دیتے تو عزاداری کو بدعت نہ کہتے۔ (صلوٰۃ)

اب سمجھیے کہ کیا چیز ہے عزاداری؟ اس کا ثواب جو ہم پاتے ہیں تو ثواب کیا ہے؟ یہ سمجھنے کی کوشش کیجیے۔ آپ نے کبھی قلعہ دیکھا ہے؟ قلعے کے چاروں طرف جو دیوار ہوتی ہے اس کو فصیل کہتے ہیں۔ ایک دیوار، دوسری دیوار، تیسری دیوار تو یہ ہے اسلام کا قلعہ۔ پہلی فصیل جو ہے وہ ہے عزاداری، دوسری فصیل ہیں حسینؑ، تیسری فصیل ہیں علیؑ، چوتھی فصیل ہیں محمدؐ اور اندر روشن ہے شمع لاالٰہ الااللہ۔ کافر کی کوشش یہ ہے کہ شمع لاالٰہ الااللہ بجھ جائے لیکن عزاداری کی فصیل ٹوٹے تو حسینؑ تک پہنچے، حسینؑ کی فصیل ٹوٹے تو علیؑ تک پہنچے، علیؑ کی فصیل ٹوٹے تو محمدؐ تک پہنچے اور محمدؐ کی فصیل ٹوٹے تو شمع لاالٰہ الااللہ بجھے۔ یہاں معاملہ یہ ہے کہ چودہ سو برس سے پہلی فصیل نہیں ٹوٹی تو آخری ..... (صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ)

یہ مسئلہ ہے۔ اور پھر میں تو اور دو چار کی طرح سیدھی سیدھی باتیں پڑھتا ہوں آپ کو معلوم ہے، آسان آسان اردو میں سیدھی سیدھی باتیں۔ ہر آدمی کو دنیا میں اپنا دوست چننے کا حق حاصل ہے، آپ کا جس سے جی چاہے آپ دوستی کریں، میرا جس سے دل چاہے میں دوستی کروں، دوستی میں زبردستی نہیں

https://downloadshiabooks.com/

ہوتی جس کی طرف جس کا دل جھکے، جس سے جس کو ملنے کا دل چاہے، جس سے جس کی نبھ جائے، جس جس کے خیالوں میں یکسانیت ہو وہ اس کا دوست ہو جاتا ہے۔ تو ہم آل محمدؐ کی طرف جھک رہے ہیں، ہمارے دل میں ان کی محبت ہو گئی۔ جیسے دنیا آل ابوسفیان سے محبت کرنے میں آزاد ہے، ویسے ہم آل محمدؐ سے محبت کرنے میں آزاد ہیں۔ یہ اپنے اپنے مزاج کی بات ہے جس کی فکر جس سے ملے، جس کا مزاج جس سے ملے، جس کی طبیعت جس سے ملے، جس کا حسب نسب جس سے ملے۔۔۔۔۔ (صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ)

ہمارے دل میں خدمات کی جگمگاتی فہرست دیکھ کے علیؑ سے محبت کا جذبہ پیدا ہوا۔ علیؑ کا خاندان، علیؑ کے باپ دادا، علیؑ کے رشتے دار، علیؑ کہاں پیدا ہوئے؟ علیؑ کس گود میں پلے؟ علیؑ کی شادی کہاں ہوئی؟ علیؑ کو اولادیں کیسی ملیں؟...

بھئی آدمی مختلف اینگل سے دیکھا جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کس خاندان کے ہیں؟ انھوں نے کہا، آپ ان کو نہیں جانتے؟ ان کے دادا فلاں بڑے سیٹھ، ان کے نانا فلاں بڑے اسکالر، ارے یہ فلاں خاندان۔ انھوں نے کہا ہاں، ہاں، ہم نے سنا ہے۔ ایک شکل تو یہ ہے۔ انھوں نے کہا، یہ صاحبزادے کس خاندان کے ہیں؟ انھوں نے کہا، بس ہیں۔ انھوں نے کہا آپ بتائیں تو سہی۔ کہا، آپ واقف نہیں ہوں گے، وہ کوئی مشہور آدمی نہیں تھے۔ کیا کہوں ان کے منھ پر۔ تو علیؑ کا خاندان ہم نے دیکھا تو سورج کی طرح چمکتا ہوا۔ سورج کی طرح چمکتا ہوا خدا کی قسم، اور عزیزان گرامی! ایک بات تو میں کہہ کے رہوں گا۔ سنیے!

علیؑ میں اور ساری دنیا میں اور تمام لوگوں میں ایک فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی دن مجلس میں میں نے یہ کہا تھا کہ آدمی کی اس زندگی میں تین حصے ہوتے ہیں۔ ماضی، حال، مستقبل۔ ماضی جو ہے وہ اس کے باپ دادا ہیں، حال جو

ہے وہ خود ہے اور مستقبل جو ہے وہ اس کی اولادیں ہیں اور اس کی جنریشن ہے۔ تو بڑا خوش نصیب ہے وہ انسان جس کا ماضی بھی چمکتا ہوا ہو، جس کا حال بھی چمکتا ہوا ہو، جس کا مستقبل بھی چمکتا ہوا ہو۔ جس نے جو خدمت کی ہو اس سے مجھے کوئی بحث ہے نہ اعتراض ہے لیکن عالم اسلام میں علیؑ ایسے ملے کہ جن کا ماضی دیکھیے تو چمک رہا ہے، حال دیکھیے تو چمک رہا ہے، مستقبل دیکھیے تو چمک رہا ہے۔

اب سنیے جنھوں نے علیؑ کو برا کہا، جنھوں نے منبر پر شان میں گستاخیاں کیں۔ وہ کون ہیں؟ سنیے۔ نہج البلاغہ میں مولا علیؑ کا ایک خط ہے جس میں انھوں نے اپنے اور اپنے مخالف کے خاندان کو کمپیر کیا ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں جو مجھ پر الزام ہو، علیؑ کہہ رہے ہیں۔ میں نے جو تین چار دن تک پڑھا ہے اس کو سمن کرنے کے لیے مولا علیؑ کے ارشاد کو آخر میں سنا دوں۔ نہج البلاغہ مخطوطات کے سکشن میں وہ خط آپ کو ملے گا۔ اس کے تین سکشن ہیں، نہج البلاغہ کے، خطبے، خطوط اور چھوٹے جملے ــ تو خطوط والے سکشن میں آپ کو یہ ملے گا جس کا میں ریفرنس دے رہا ہوں، فرماتے ہیں: منا النبی ومنکم المکذب، منا اسد الناس ومنکم اسد الاحلاف ..... الخ

سنیے اب ٹرانسلیشن سنیے۔ یہ بنی امیہ اور بنی ہاشم کا کمپریزن (موازنہ) ہے۔ کہ بنی امیہ کون ہیں؟ بنی ہاشم کون ہیں؟ فرماتے ہیں منا النبی نبی ہمارے سے ہے منکم المکذب جھٹلانے والا تم میں سے ہے۔ بنی امیہ نے رسولؐ اللہ کے خلاف ایک معاہدہ کیا تھا اور ایک آدمی کو اس کا ذمہ دار بنایا تھا وہ "اسد الاحلاف" کہلاتا تھا۔ حلف لیے گئے تھے، حلف کا شیر۔ کہا منا النبی نبی ہم میں سے منکم المکذب جھٹلانے والا تم میں سے، منا اسد الناس خدا کا شیر ہم میں سے،

https://downloadshiabooks.com/

منکم اسد الاحلاف جھوٹے معاہدے کا شیر تم میں سے مناسیدۃ نساء اھل الجنۃ جنت کی عورتوں کی سردار بی بی ہم میں سے منکم حمالۃ الحطب، قرآن نے جس کو لکڑیاں ڈھونے والی عورت کہا ہے وہ تم میں سے مناسید شباب اھل الجنۃ سردار جوانان جنت بچے ہم میں سے منکم ..... اور وہ جہنمی لڑکے جو رسولؐ کو ڈھیلے مارا کرتے تھے وہ تم میں سے۔ مومن اور منافق ایک نہیں ہو سکتے، رسولؐ کی بزم کے آزاد کیے ہوئے اور ہجرت کا شرف پائے ہوئے برابر نہیں ہو سکتے۔

عزیزان گرامی! جب تخت حکومت قبضہ میں ہو، جب خزانوں کے منھ کھلے ہوں، جب گردن پر تلوار لٹک رہی ہو تو کیا آپ امید کریں گے کہ مورخ وہاں پر تاریخی دیانت برتے گا؟ کیسے بھولے ہیں آپ اگر ایسا سمجھتے ہیں۔ چار پیسوں پر ایمان بکتا ہے، چار پیسوں پر عقیدہ بکتا ہے، ذرا سے میں آدمی بدل جاتا ہے، ذرا سے میں نظریہ تبدیل ہو جاتا ہے۔ اصلی تاریخ کچھ اور ہے، بنائی ہوئی تاریخ کچھ اور ہے؟ جب کسی کے پاس دولت آجاتی ہے، اماں، کیا کیا بتائیں آپ کو کہ دنیا میں ہم نے کیا کیا دیکھا ہے، اور انھوں نے بھی دیکھا ہے، ہم نے بھی دیکھا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہم نے آنکھیں کھول کے دیکھا ہے اس لیے یاد ہمیں زیادہ ہے، کتنے معمولی لوگ، جن کا نہ کوئی بیک گراونڈ (پس منظر) تھا، نہ کوئی باپ دادا تھے، نہ کوئی خاندان تھا۔ اگر دولت آگئی تو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچا دیے گئے، اس کی سیکڑوں مثالیں ہیں زندگی میں، اور جو تجربہ کار لوگ ہیں انھیں معلوم ہے۔ یہ آل امیہ، جنھوں نے اپنے کو خاندانی بنا دیا اور رشتہ داریاں بتانے لگے، یہ عبدالشمس کا بیٹا ویٹا نہیں ہے، عبدالشمس لاولد تھے۔ ایک غلام نے زندگی بھر خدمت کی تھی، بعد میں جب اقتدار مل گیا تو فرزندی بھی مل گئی۔

عزیزان گرامی! تاریخ کی ساری "اونچ نیچ" ہمارے علم میں ہے۔ یہ اور بات ہے کہ اتنے سب کے باوجود بھی ہماری شرافت نفس ہم کو بیان نہ کرنے دے اور ہم مجمع سے یہ اپیل کر کے گزر جائیں کہ آپ خود معلومات حاصل کیجیے۔

تو اب مسلمانوں کو اختیار ہے، مولا علیؑ نے فیصلہ کر دیا ہے جس کا جی چاہے رسولؐ کا ساتھ دے اور جو چاہے جھٹلانے والے کا ساتھ دے۔ انسان اپنے راستے پر آزاد ہے۔ لیکن ایک بات میں آپ کی خدمت میں ضرور عرض کرتا چلوں گا اور وہ یہ ہے کہ ہم چونکہ اہل بیتؑ کے دامن سے وابستہ رہے اور ہم نے مولا علیؑ کا دامن چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ لہٰذا اقتدار کی نظر میں ہم ہمیشہ کھٹکے۔ قصہ یہ تھا کہ جب سب لوگ مسلمان ہوئے اور ہم بھی مسلمان ہوئے تو ہمارے اندر وہ قبائلی تعصب نہیں تھا۔ ہم نے علیؑ کا کردار دیکھا، ان کی نیکی دیکھی، ان کی شرافت نفس دیکھی اور ان سے قریب ہوتے چلے گئے، جتنا قریب ہوتے چلے گئے، اتنے ان کے جوہر ہم پر کھلتے چلے گئے، جتنا ان کے جوہر ہم پر کھلتے چلے گئے اتنی ہمارے دل میں ان کی محبت بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ ایک وقت وہ بھی آگیا کہ اقتدار علیؑ کے خلاف ہو گیا۔ ہماری شرافت نے یہ گوارا نہ کیا کہ غربت میں اپنے دوست کا ساتھ چھوڑ دیں۔ لہٰذا ہم نے زہر کا جام پینا گوارا کیا، ہم نے پھانسی پر چڑھنا گوارا کیا، ہم نے قتل ہونا گوارا کیا، ہم نے سولی پانا گوارہ کیا مگر علیؑ کو چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ اس لیے ہماری سمجھ میں یہ نکتہ آگیا کہ اگر دنیا مل جائے اور علیؑ چھوٹ جائیں تو یہ سودا مہنگا ہے۔ اور اگر دنیا چھوٹ جائے اور علی مل جائیں تو دوڑ کے سودا کرو، بہت سستا ہے۔ نصیب سے مل رہا ہے پھر ملے گا نہیں، چنانچہ نصیب سے ہم کو مل گیا۔ ہم نے دامان علیؑ تھام لیا، اب حکومت کی نظر میں ہم غیر قانونی ہو گئے۔ حکومت کی نظر میں ہمارا مسلک یعنی اتباع حیدر کرار، پیروی علیؑ مرتضیٰ، یہ مسلک ہمارا

https://downloadshiabooks.com/

غیر قانونی قرار پایا، غور فرمایا آپ نے؟ اور لوگوں نے ہم سے مسکرا مسکرا کے پوچھنا شروع کیا، شیعہ اسلام میں کب سے آئے؟ آئے کہاں، آپ لوگ اسلام میں کب سے آئے؟ آیئے ہم بتاتے ہیں۔ نام خالی پڑھ لیجیے، پتہ لگ جائے گا کب سے آئے۔ شیعہ کے معنی ہیں دوست کے۔ ہمارا پورا نام ہے شیعۂ علیؑ، یعنی علیؑ کے دوست۔ بس جب سے ہمارا دوست آیا، جب سے ہم آئے۔ اب آپ بتائیے کب سے آئے؟ (صلوٰۃ)

چنانچہ سنیے، میں آج ایک عجیب و غریب پوائنٹ دے کے جاؤں گا۔ توجہ چاہتا ہوں جہاں جہاں میری آواز جا رہی ہے۔ ہم اسلام میں غیر قانونی رہے، ہمارا مذہب سرکاری اعتبار سے قبول نہیں تھا۔ بنی امیہ کے پورے پیریڈ میں شیعہ ہونا، گردن کاٹ دینے کے قابل جرم تھا، بنی عباس کے پیریڈ میں شیعہ ہونا گردن کاٹ دینے کے قابل جرم تھا، ترک و تاتار کے پیریڈ میں شیعہ ہونا ناقابل معافی جرم تھا۔ تو چونکہ مذہبی اعتبار سے حکومتوں نے ہم کو غیر قانونی مانا۔ لہٰذا جب کوئی مجرم پکڑا جاتا ہے، جب کسی مجرم کو پولیس والے پکڑتے ہیں، سی آئی ڈی والے گرفتار کرتے ہیں تو اس سے کراس کوئسچن (جرح) ہوتے ہیں۔ کل چار بجے آپ کہاں جا رہے تھے بھنڈی بازار میں؟ انھوں نے کہا صاحب، میں سودا لینے جا رہا تھا، دیکھیے رسید موجود ہے میں کپڑا خرید کے لایا ہوں۔ دس بجے آج آپ لال رنگ کی کار میں بیٹھے ہوئے کہاں جا رہے تھے؟ کہاں صاحب وہ میرے فلاں کی کار ہے، میں اس پر یوں ہی جا رہا تھا۔ اچھا، کل جو آپ نے ایک ٹیلی فون کیا تھا اس نمبر کے اوپر؟ یہ کون شخص تھا جس کو ٹیلی فون کیا اور اس سے کیا باتیں ہو رہی تھیں؟ اتنے بڑے شہر میں لاکھوں آدمی AT A TIME ٹیلی فون کرتے ہیں لیکن چونکہ ہم مجرم ہیں نا، لہٰذا ہم سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے سیکڑوں

آدمی لال رنگ کی یا کسی رنگ کی کار پر بیٹھ کے جاتے ہیں لیکن چونکہ ہم پر جرم لگانا ہے نا، لہٰذا ہم سے جرح ہو رہی ہے کہ آپ کہاں جا رہے تھے، وہاں آپ کہاں کھڑے تھے؟ وہاں کس سے بات کر رہے تھے؟ وہاں کس سے ملنے گئے تھے؟ وہاں سے کیا لے کے آ رہے تھے؟ وہ جو اٹیچی آپ کے ہاتھ میں تھی، اس میں کیا تھا؟۔ چونکہ ہم اِن لیگل رہے لہٰذا لوگوں کو عادت پڑ گئی کہ وہ ہم سے پوچھتے رہیں اور ہم جیسے ملزم بچارہ اپنی جان بچانے کے لیے جواب دیتا جاتا ہے کہ میں کوئی غلط کام نہیں کر رہا تھا، وہ عالم اسلام کا مزاج ہمارے ساتھ ہو گیا۔ آپ ہاتھ کھول کے نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ ہم جلدی جلدی جواب دے رہے ہیں، آپ سجدہ گاہ کیوں رکھتے ہیں؟ ہم جواب دے رہے ہیں، آپ قنوت کیوں پڑھتے ہیں؟ ہم جواب دے رہے ہیں، آپ اذان میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کیوں کہتے ہیں؟ ہم جواب دے رہے ہیں۔ آپ ماتم کیوں کرتے ہیں؟ ہم دلیل دے رہے ہیں، آپ روتے کیوں ہیں؟ ہم دلیل دے رہے ہیں ــ وہ زمانہ گزر گیا، اب ہم کسی بات کا جواب نہیں دیتے۔ ایکول طور پر بات کرو۔ اگر تم ہم سے پوچھتے ہو کہ روتے کیوں ہو؟ ہم پوچھ رہے ہیں تم کیوں نہیں روتے یہ بتاؤ۔ اب ہم یہ کبھی نہیں بتائیں گے کہ ہم حی علیٰ خیر العمل کیوں کہتے ہیں؟ آپ نے ترک کر دیا کب سے، یہ بتائیے۔ اب ہم یہ نہیں کہیں گے کہ ہم علیؑ ولی اللہ کیوں کہتے ہیں؟ آپ کیوں نہیں کہتے، یہ بتائیے؟ جب کہ علیؑ کی ولایت کے بہت سے لوگ قائل ہیں۔ یہ فیکٹ (حقیقت) ہے کہ علیؑ ولی ہیں اور کوئی دوسرا ولایت کا کلیم بھی نہیں کر رہا ہے، غور فرمایا آپ نے! تو مسئلہ یہ ہے۔

اب آزاد ہندوستان میں ڈسکینیشن نہیں ہو گا کہ ہمیں جواب دیں ہر بار۔ لڑکے آتے ہیں صاحب، وہ یہ کہہ رہے تھے، اس کا جواب پڑھ دیجیے۔

https://downloadshiabooks.com/

ہم کیوں جواب پڑھیں ؟ ہم جو پڑھتے ہیں ان سے کہیے کہ اس کا جواب پڑھیں۔ ہم کیوں پڑھیں، ہم کسی چیز کا جواب نہیں پڑھیں گے۔ چھتیس برس سینتیس برس جواب پڑھا، اب سوال کریں گے، اب ہم سوال کریں گے جواب نہیں پڑھیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں جس کے سلسلے کو ہم مانتے ہیں وہ سب سے معتبر، سب سے مستند، سب سے پاکیزہ، سب سے بلند سلسلہ ہے۔ ہمارے پاس جو فقہ ہے وہ فقہ جعفری ہے۔ امام جعفر صادقؑ نفس پاک رسولؐ سے تھے۔ امام جعفر صادقؑ فرزند تھے امام محمد باقرؑ کے، امام محمد باقر فرزند تھے امام زین العابدینؑ کے، امام زین العابدینؑ فرزند تھے امام حسینؑ کے، امام حسینؑ بنصِ قرآنی فرزند رسولؐ تھے۔ ابناءَنا وابناءَکم تو ہم نے وہاں سے لی ہے فقہ، ہم نے تو گھر بھی نہیں بدلا، در بھی نہیں بدلا، جہاں جبریلؑ آن کے قرآن پہنچاتے تھے وہیں سے ہم اسلام لے آئے۔ اسی گھر سے جس گھر میں سرکار رہتے تھے، جس گھر میں مولا علی رہتے تھے، جس گھر میں بی بی معصومہ رہتی تھیں، جس گھر میں امام حسنؑ و امام حسینؑ رہتے تھے جو جنت کے جوانوں کے سردار ہیں، اسی گھر سے ہمیں سب ملا ہے۔ اب اگر اس گھر کا مال بھی قابل اعتبار نہیں تو اس سے اونچا گھر بتائیے جس پر اعتبار کریں۔

عزیزان گرامی! یہ ہماری تھنکنگ ہے۔ یہ ہمارا اسلام ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ ہم ان علیؑ کو چاہتے ہیں، ہمارا دل ان علی بن ابی طالبؑ کی طرف مائل ہے جن علیؑ نے خدمت اسلام میں زندگی گزار دی۔ چونکہ ہمیں ان سے محبت ہے لہٰذا جس جس نے ان سے عداوت کی اس سے ہمارا دل خود بخود ہٹتا ہے اس لیے کہ یہ فطرت محبت ہے۔ یہ فطرت محبت ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کے دشمن سے خود بخود نفرت ہو جاتی ہے۔

اور عزیزان گرامی! ہم نے کیرکٹر دیکھ کے، سیرت دیکھ کے، عمل کو پرکھ کے محبت کی ہے۔ کون دنیا میں اس علیؑ کا مقابلہ کرے گا جس نے دنیا کو ٹھوکر ماردی اور اقتدار کو کچھ نہیں سمجھا۔ کون دنیا میں اس علیؑ کی عظمت کو پہچانے گا کہ جس نے اپنے سیرت و کردار کے آئینے کو یوں پیش کیا کہ تاریخ انسانیت دنگ رہ گئی، وہ علیؑ جو اس قدر بلند تھا۔ علیؑ کے معنی ہی بلند کے ہیں۔ میں اس کو کیا کروں کہ لفظ ہی بلند ہے۔ اور یہ بھی سن لیجیے آپ، علیؑ کے معنی ہیں بلند اور کعبے کے معنی بھی ہیں بلند۔ اگر آپ ڈکشنری عربی کی دیکھیں تو کعبہ معنی اونچان، بلندی اور علیؑ کے معنی بلند، کعبہ کے معنی بلند اور نجف کے معنی بھی بلند۔ ڈکشنری میں تینوں کے معنی ایک ہیں۔ علیؑ کے معنی بلند، کعبہ معنی بلند اور نجف کے معنی بلند۔ یعنی علیؑ ایک ایسا آفتاب ہے جو بلندیوں پہ ابھرا، بلندیوں میں چمکا اور بلندیوں میں غروب ہو گیا۔

یہ ہیں علیؑ، دنیا جن کے آگے پست ہو رہی ہے اور اتنی پست ہو گئی کہ جس نے دنیا کے کھلونوں کو دیکھا نہیں۔ ارے علیؑ کو کیا سمجھیے گا آپ۔ علیؑ کو سمجھنے کے لیے کلیجہ چاہیے۔ اس بڑھاپے میں سفید داڑھی کے ساتھ اگر آپ بمبئی میں کھلونوں کی کسی دوکان پر لے جائیے اور کہیے اطہر صاحب! خرید لیجیے، پیسے میں دے دوں گا۔ تو میں نے کہا، اب تو میرے بچے بھی ماشاءاللہ جوان ہو گئے، اب وہ بھی کھلونوں کے لائق نہیں ہیں۔ انھوں نے کہا نہیں، بچوں کی بات نہیں، آپ کھیلیے گا فرصت کے وقت۔ کیا بات ہے ؟ ہم کھلونوں سے کھیلیں گے ؟ انھوں نے کہا، دیکھیے تو یہ ہوائی جہاز کیسا "زوں" کر کے چلتا ہے۔ یہ کار دیکھیے، لال رنگ کی بتی جلتی ہے، بجھتی ہے۔ آخر میں مجھے غصہ آگیا، کہا، کیا آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں، مجھ سے آپ کھیل کر رہے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

معلوم ہوا کہ اس عمر تک آتے آتے شعور میں اتنی پختگی پیدا ہوگئی کہ بچپن میں جن کھلونوں کے لیے مچلتے تھے، بڑھاپے میں ان سے نفرت ہوگئی۔ یہ تاج یہ تخت، یہ حکومت، یہ سلطنت، یہ دولت علیؑ کے لیے کھلونے تھے جو علیؑ کی شان کے خلاف تھے۔

میرے دوستو! علیؑ اس ہستی کا نام ہے جس کو خدا نے امیر بنایا تھا۔ امیرالمومنین اللہ کی طرف سے بنے تھے، رسولؐ نے خطاب دیا تھا بحکم پروردگار، تو مزاج بھی امیرانہ ہوگیا، کسی در پر سوال کرتے ہوئے نہ ملے، نہ دنیا مانگی نہ آخرت۔ دنیا اس لیے نہ مانگی کہ دنیا معیار علیؑ سے پست تھی، آخرت اس لیے نہ مانگی کہ آخرت علیؑ کی پرچیزنگ پاور کے اندر تھی۔ دیکھیے آرزو آدمی جب کرتا ہے، جب پرچیزنگ پاور سے دور ہو۔ بنگلہ بک رہا ہے ایک کروڑ بیس لاکھ کا، اور آپ کے پاس ہے ایک کروڑ روپیہ۔ انھوں نے کہا بہت عمدہ جگہ ہے، پونا میں ہے، ایسا ہے ویسا ہے۔ مگر ایک کروڑ بیس لاکھ کہتا ہے وہ، میرے پاس ایک کروڑ روپیہ ہے، مولانا ذرا نماز کے بعد دعا کیجیے گا کہ اللہ مجھے دلا دے۔ کیوں دعا کیجیے گا نماز کے بعد؟ یہ بیس لاکھ کی کمی دعا کروا رہی ہے۔ اور اگر بینک میں آل ریڈی آپ کا پچاس کروڑ روپیہ پڑا ہوا ہے اور ایک کروڑ بیس لاکھ کا بنگلہ بک رہا ہے پونا میں، تو آپ کو دعا کی کیا ضرورت ہے، مولانا سے کہنے کی کیا ضرورت ہے؟ ارے اچھا ہے، پسند ہے، لے لیجیے، مسئلہ کیا ہے۔ تو چیز جب پرچیزنگ پاور سے باہر ہوتی ہے تو آرزو کی جاتی ہے۔ اور جب پرچیزنگ پاور کے اندر ہوتی ہے تو کھٹ سے خرید لی جاتی ہے۔ علیؑ جنت کیوں مانگیں، جب چاہا جو کی روٹیوں کے بدلے خرید لی، علیؑ ولایت کیوں مانگیں، جب چاہا انگوٹھی کے بدلے خرید لی، علیؑ رضائیں کیوں

مانگیں، جب چاہا نفس کے بدلے خرید لی۔

تو آخرت اس لیے نہ مانگی کہ قوت خرید کے اندر تھی۔ دنیا اس لیے نہ مانگی کہ معیار سے پست تھی۔ مگر اس کے بعد بھی علیؑ بندے تھے خدا نہیں تھے۔ بے نیازی شانِ خدا ہے لہٰذا چاہا زندگی میں کچھ مانگ بھی لو تاکہ نصیری کے دعوے کو دلیل نہ ملے۔ جس نے دنیا نہ مانگی جس نے آخرت نہ مانگی، اس نے ایک بیٹا مانگا۔ جس نے جنت مول لے لی، جس نے رضائیں مول لے لیں، اس نے خدا سے ایک بیٹا مانگا۔ بارالٰہا! ایک بیٹا دے دے جو میرے بعد ذخیرہ ہو۔ میں کہوں گا، یا علیؑ! کیا بیٹوں سے دل نہیں بھرا ابھی، یا علی! بیٹوں سے دل نہیں بھرا۔ اللہ نے آپ کو ایسے دو دیے جیسے دو کسی کو ملے ہی نہیں۔ ہر ایک کو ایک ملا، علیؑ کو دو ملے۔ عبداللہ کا بیٹا سرور تخلیق کائنات، مگر ایک، ابوطالب کا بیٹا مولائے کائنات مگر ایک۔ علیؑ کو دو ملے۔ الحسنؑ والحسینؑ سیدا شباب اھل الجنۃ۔ دونوں امام، دونوں معصوم، دونوں سوار دوش رسولؐ، دونوں جنت کے شہزادے۔ یا علیؑ! ابھی بیٹوں سے دل نہیں بھرا؟ ممکن ہے جواب دیں، خدا کا احسان جس نے مجھے دو دیے۔ مگر یہ ڈیڑھ تو روز مباہلہ مجھ سے لے کے محمدؐ کو دے دیے۔ اب یہ دونوں تو فرزند رسولؐ ہوگئے، میرا بیٹا کہاں ہے؟

عزیزان گرامی! علیؑ نے بیٹا نہیں مانگا، ایک تاریخ کو آگے بڑھایا ہے، علیؑ نے بیٹا نہیں مانگا، ایک ہسٹری تھی جس کا ایک ورق اور آگے بڑھا دیا۔ سنیے گا، ایک تاریخ ہے، فداکاری کی تاریخ، قربانی کی تاریخ، اسلام پر جان دینے اور مر مٹنے کی تاریخ۔ علیؑ کے باپ نے ورق لکھا کہ میں رسولؐ کے ساتھ فداکاری کر کے، علیؑ نے دوسرا ورق لکھا مدینہ میں نصرت رسولؐ کر کے، اب ضرورت تھی کہ یہ تاریخ آگے بڑھے، لہٰذا علیؑ ایک بیٹے کی تمنا کر رہے ہیں تاکہ ابوطالب اور

https://downloadshiabooks.com/

علیؑ کی فداکاری کی تاریخ آگے بڑھ جائے۔ علیؑ کی دعا قبول ہوئی، بیٹا ملا، چاند سا بیٹا، یہ محاورتاً نہیں کہہ رہا ہوں چاند سا بیٹا، علیؑ کو واقعاً چاند سا بیٹا ملا، اس لیے کہ جب جوان ہوا تو بنی ہاشم کا چاند کہلایا، قمر بنی ہاشم۔

عزیزو! ابو طالبؑ ہوں، علیؑ ہوں یا عباسؑ ہوں، فداکاری کی ایک داستان ہیں، فداکاری کی ایک ہسٹری ہیں۔ یہ کیریکٹر ہیں جن کے نام بدل گئے ہیں۔

عزیزو! آپ خوب جانتے ہیں کہ جب آپ دنیا میں سفر کیجیے تو علاقے کے بدلنے کے ساتھ لفظیں بدلتی ہیں۔ ہم حج وزیارت کو چلے، بمبئی ایر پورٹ پہنچے، پیاس لگی، کہا پانی لاؤ، کوئی آدمی پانی لے کے آگیا، ہم نے پیا، تہران ایر پورٹ پہنچے، پیاس لگی، کہا پانی لاؤ، کوئی نہیں لاتا، جس سے کہا وہ دیکھ کے ہماری صورت چلا گیا۔ ایک سمجھ دار آدمی کھڑے تھے، انھوں نے کہا، آپ بمبئی میں نہیں ہیں، تہران میں ہیں۔ یہاں پانی کوئی نہیں سمجھتا، یہاں آب کہیے، "آب"۔ تو ایک آدمی جا رہا تھا ایر پورٹ کا، ہم نے اس سے کہا آب، فوراً پانی لے کے آگیا۔ وہی پانی جو بمبئی میں تھا ویسا ہی پانی آیا مگر پانی کہنے پر نہیں آیا "آب" کہنے پر آیا۔ ایران، عراق کی زیارت کر کے سب، اب عمرہ کرنے کے لیے جدہ پہنچے۔ جدہ ایر پورٹ پر پیاس لگی، اس سے کہا آب، اس نے سر سے پیر تک دیکھا چلا گیا۔ دوسرے سے کہا آب، اس نے جواب ہی نہیں دیا۔ تو کوئی پھر کہنے لگا، آپ عرب میں ہیں ایران میں نہیں ہیں۔ یہاں آب کوئی نہیں سمجھے گا "مار" کہیے، اب جو اس سے کہا "مار" فوراً پانی لے آیا۔ وہی پانی جو بمبئی میں پیا، جو تہران میں پیا، وہی جدہ میں پیا مگر علاقہ بدلنے سے نام بدل گئے۔ بمبئی میں اس کا نام پانی ہے، تہران میں اس کا نام "آب" ہے، جدہ میں اس کا نام "مار" ہے۔ ایک وفاداری کی تاریخ ہے مکہ میں اس کا نام ابو طالب ہے، مدینے میں اس کا

نام علیؑ ہے، کربلا میں اس کا نام عباسؑ ہے۔

ایک بیٹے کی آرزو کی، بیٹا مل جائے، بیٹا ملا، چاند سا بیٹا۔ بہادر ایسا کہ اکیلے سے پورا لشکر ڈرے، خوبصورت ایسا کہ بنی ہاشم کا چاند کہلائے، وفادار ایسا کہ تاریخ وفا کا شہنشاہ بن جائے، مطیع امام ایسا کہ جس کی مثال ہی نہ ملے۔ بہنوں کے پردے کا محافظ، بھائی کے دل کی طاقت، بھتیجی کا سقا۔ زندگی بھر اپنے کو غلام کہتے رہے، کبھی بھائی نہ کہا ہمیشہ غلام کہا، میں غلام ہوں آقا ہیں حسینؑ، ہر وقت پروانے کی طرح نثار۔ چاہے مکہ ہو، چاہے مدینہ ہو، چاہے راستہ ہو، چاہے کربلا ہو، ہر وقت عباس پروانہ وار۔ اور عاشور کے دن علیؑ کی تمنا اپنے شباب پر تھی جب علیؑ کا وارث علیؑ کی طرح لشکر اسلام کا علمدار بن کے نکلا۔ علم لشکر حق عباسؑ کے ہاتھ میں، علمدار پر لاکھوں سلام، ہزاروں درود، ہماری جانیں نثار عباسؑ۔ سکینہ کا دل کتنا قوی ہوگا تین دن کی پیاس میں بھی کہ میرا چچا زندہ ہے۔ زینبؑ کتنی مطمئن ہوں گی کہ ابھی عباسؑ زندہ ہے۔

عاشور کا دن گزرتا رہا۔ عباسؑ اپنے چھوٹے سے لشکر کی زندگی بڑھاتے رہے، بہتر کو لاکھوں سے لڑاتے رہے، یہاں تک کہ عصر کے قریب جب قاسم کا ٹکڑے ٹکڑے لاشہ بھی گھر میں آگیا۔ تو عباس ہاتھ جوڑ کے بڑھے، آقا! اب مجھے بھی اجازت دیجیے۔ حسینؑ نے بھائی کو دیکھا، کہا بھیا، تم تو میرے لشکر کے علمدار ہو، کہا مولا وہ لشکر کہاں گیا میں جس کا علمدار ہوں۔ تاریخ بتاتی ہے حسینؑ نے عباس سے عجب جملہ کہا، فرمانے لگے بھیا، ایسا کرو کہ تم تھوڑی دیر آرام کرو، میں جا کے لڑتا ہوں۔ بس اتنا سننا تھا کہ عباس تڑپ گئے۔ کہا آقا! یہ نہیں ہوگا۔ میری زندگی میں یہ نہیں ہوگا۔

بھائیوں میں باتیں ہو رہی تھیں، عباسؑ اجازت مانگ رہے تھے حسینؑ

https://downloadshiabooks.com/

انکار کر رہے تھے۔ اتنی دیر میں بچوں کا ایک شور سنائی دیا۔ پینتیس، چالیس چھوٹے چھوٹے باغ عصمت کے پھول، محمدؐ کے گھرانے کے شہزادے، چھوٹی چھوٹی شہزادیاں، تین تین برس کی بچی، بچے، ہاتھوں میں سوکھے ساغر، چہرے زرد، آگے آگے سکینہ۔ بچوں نے آکے عباسؑ کو گھیر لیا، العطش، العطش۔ اے چچا! پیاسے ہیں۔ اے چچا پیاسے ہیں۔ عباسؑ کا دل ٹوٹ گیا، حسینؑ نے منظر دیکھا، آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے، سمجھ گئے کہ عباسؑ کی رخصت کا بہانہ ہے۔ کہا، اچھا بھیا! اگر جاتے ہو تو ان بچوں کے لیے پانی کی سبیل کر دو۔

اے لیجیے عباسؑ کو باہر جانے کی اجازت ملی۔ سکینہ خیمہ میں گئیں، دوڑ کے ایک مشکیزہ لائیں، سقا نے مشکیزہ لیا۔ ہاں عزیزو! دو چار منٹ آج مصائب تو پڑھنا ہی ہے، ابھی مجلس دو تین منٹ کے بعد ختم ہو گی، ابھی نہیں۔ عباسؑ نے مشکیزہ لیا، عزیزو! چچا اور بھتیجی کی محبت کی داستان آج تک عباسؑ کے علم میں ہے، عباسؑ کے علم میں مشک سکینہ آج بھی بندھی ہے۔ بندھی کیوں ہے آپ کو معلوم ہے؟ وہ ہاتھ تو کٹ گئے جنھوں نے مشکیزہ باندھا تھا، کھولے کون؟ رو لیجیے، یہ حسینؑ کے قوت بازو کا ماتم ہے، یہ زینبؑ کے پردے کا ماتم ہے، یہ سکینہ کی پیاس کا ماتم ہے، یہ حیدر کرار کی تمنا کا ماتم ہے۔ واعباسا! عباس، مشکیزہ لیا، گھوڑے پہ بیٹھے، آگے بڑھے، تلوار تو لائے نہیں تھے نیزہ تھا ہاتھ میں۔ صرف شیر کی نظر کام کر رہی تھی، خالی نظر میں وہ مہیب تھا کہ فوج کائی کی طرح پھٹ رہی تھی، سامنے دریا لہراتا دکھائی دیا۔ پتہ نہیں سکینہ یاد آئیں، پتہ نہیں علی اصغر یاد آئے۔ شیر نے گھوڑے کو دریا میں ڈالا....

عزیزو! جب گرمیوں میں رمضان ہوتا ہے اور دن بھر کی سخت محنت کے بعد کسی دن شام کو پیاس بہت لگی ہو، افطار کے وقت میں پانچ سات منٹ

باقی ہوں، سامنے شربت اور ٹھنڈے پانی کے گلاس رکھے ہوں۔ سارا دن کاٹنا آسان ہوتا ہے، یہ دس منٹ کاٹنے مشکل ہوتے ہیں اس لیے کہ ٹھنڈے پانی کو دیکھ کر پیاس بھڑکتی ہے۔ سوچیے، چونتیس برس کا جوان، تین دن کا پیاسا، دن بھر کا لڑا ہوا، دریا میں کھڑا ہے، پیاس کا کیا حال ہو گا؟ مشکیزے کو بھرا اور تاجدار وفا دریا سے پیاسا نکل آیا۔ خیمے کا رخ کیا، کسی صورت سے سکینہ تک مشکیزہ پہنچ جائے۔

ہائے پیاسی بچی کا مقدر، داہنا ہاتھ قطع ہوا، بائیں ہاتھ سے لڑے، بایاں ہاتھ قطع ہوا، سینے کو مشک پر ٹیک دیا۔ تیر جسم عباسؑ پر لگ رہے ہیں، عباسؑ آگے بڑھ رہے ہیں۔ ایک تیر مشک پر لگا، عباسؑ کا دل ٹوٹ گیا۔ ایک دفعہ آواز دی آقا! میں نے اپنی جان فدا کی۔ تاریخ کہتی ہے حسینؑ نے اپنی کمر پکڑ لی، ارے میرے بھیا، ارے میرے عباسؑ! ہاں وہاں سے آئے، عباسؑ زندہ تھے، سر زانو پر رکھا، کہا آقا، میری ایک وصیت ہے، کہا بیان کرو، کہا میرا لاشہ خیمے میں نہ لے جائیے گا۔

عزیزو! کسی کتاب کا لکھا نہیں پڑھوں گا اب۔ آپ یہ سوچیے کہ عباسؑ کی خبر سے خیمے میں تلاطم ہو گا، سکینہ انتظار میں ہوں گی کہ چچا نہ سہی چچا کی میت کا آخری دیدار تو ہو گا۔ مگر حسینؑ وصیت سے مجبور تھے، لاش کو دریا پر چھوڑا، علم لے کے چلے، بچوں نے علم کو گھیر لیا۔ واعباساہ! واعباساہ! واعباساہ!.....

https://downloadshiabooks.com/

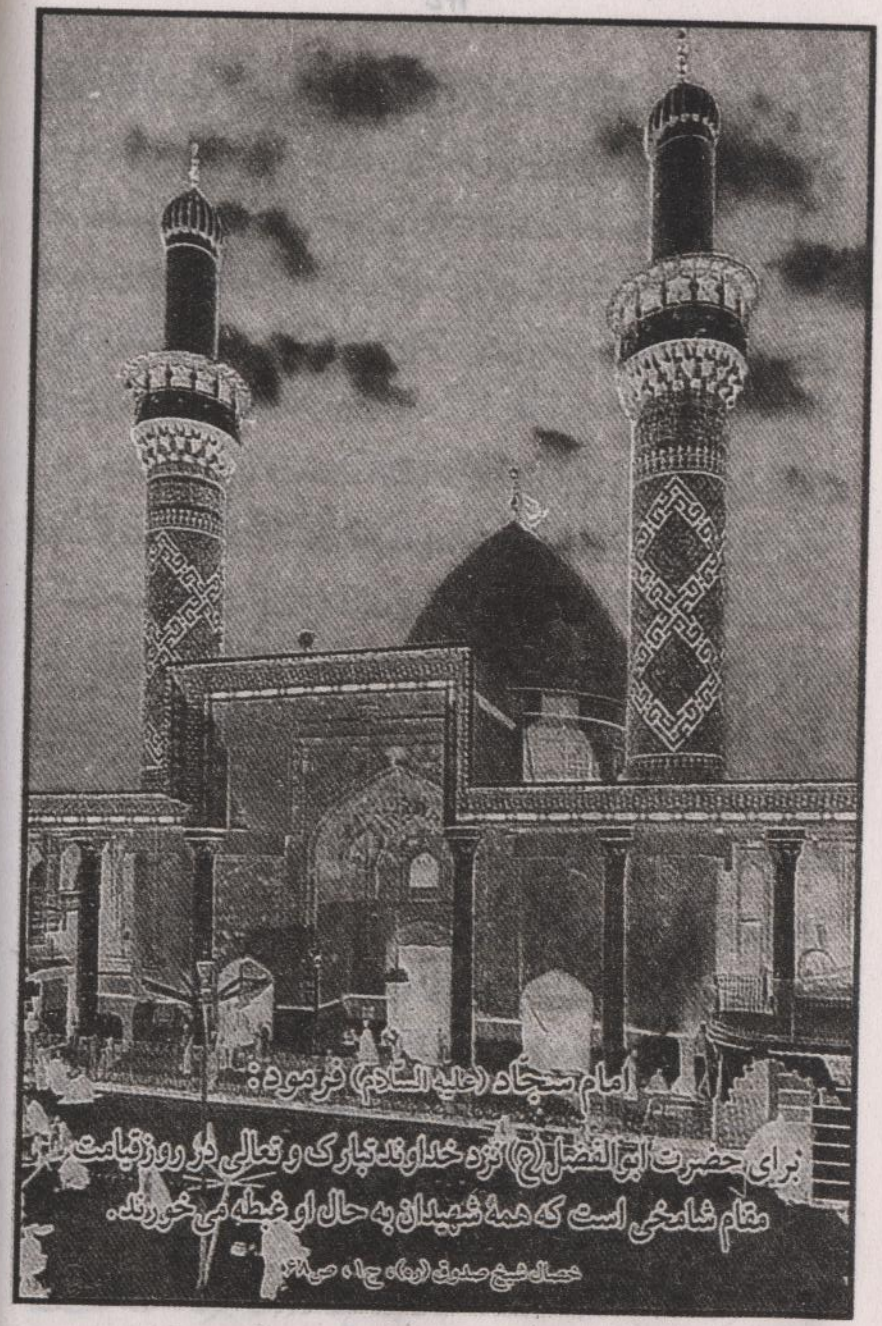

نویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیۡہِمۡ وَ یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَۃَ ٭ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ

خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرما رہا ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک رسولؐ کو مبعوث کیا ہے جو ان کے درمیان ان کے نفسوں میں سے ہے یعنی ان سے بہت قریب ہے تاکہ وہ ان کے بیچ اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفسوں کو پاک کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے جب کہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی! سلسلۂ کلام ذہن عالی میں ہوگا۔ ہمارے آپ کے درمیان جو گفتگو چل رہی ہے وہ تاریخ کی اس پیچیدگی کی ہے، کہ جو تاریخ اپنے سیاسی اسباب کی بنا پر آل محمدؐ کے خلاف ہوگئی۔ اس لیے کہ رسولؐ خدا جو پیغام لے کے آئے تھے، وہ پیغام انسانیت کا پیغام تھا، شرافت کا پیغام تھا، وہ پیغام غریبوں کے واسطے تھا، وہ پیغام کمزوروں کے واسطے تھا، وہ پیغام محتاجوں کے واسطے تھا، وہ پیغام غلاموں کے واسطے تھا، وہ عورتوں کے واسطے تھا، وہ ویل سکشن کے واسطے تھا۔ (صلوٰۃ)

مجھے معلوم ہے، ہمارے درمیان مسٹر رام دیو تیاگی جو بمبئی کے پولیس کمشنر

https://downloadshiabooks.com/

ہیں، اور مسٹر چکرورتی جو ڈی سی پی ہیں وہ تشریف لائے ہیں۔ اور میں ان کا شکریہ ادا کرنے والا تھا، لیکن بعد میں ..... منتظمین نے مجھے پہلے ہی پرچہ بھیج دیا، بہرحال میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں، اس لیے کہ بمبئی کی پولیس ہم کو عزاداری میں بڑا کوا پریشن دیتی ہے اور ہم ان کے سلسلے میں شکرگزار ہیں اور ان کو یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ پروگرام جس کا نام محرم ہے، یہ کسی کی مخالفت میں نہیں ہوتا ہے۔ یہ انسانیت کا پروگرام ہے اور یہ کنڈولنس ہے۔ یہ پرافٹ آف اسلام کے نواسے کی کنڈولنس ہے اور یہی وجہ ہے کہ محرم ویسے تو مسلمانوں کا ایک مذہبی پروگرام سمجھا جاتا ہے مگر اس ہندوستان کے اندر محرم کسی ایک مذہب کا نہیں ہے۔ ہندوستان کے اندر ہندو بھی محرم مناتے ہیں، مسلمان بھی محرم مناتے ہیں، شیعہ بھی محرم مناتے ہیں، سنی بھی محرم مناتے ہیں، سکھ بھی محرم مناتے ہیں۔ اور اگر آپ جا کے ہندوستان کا سروے کریں تو مہاراجہ بنارس اور مہاراجہ گوالیار کے گھر کی عزاداری ہندوستان میں بڑی مشہور ہے اور جے پور کے مہاراجہ کے گھر کی عزاداری۔ یہ عزاداریاں ہندوستان میں ہندو فیملیز کی بڑی مشہور عزاداریاں ہیں۔ اور آپ کو یو۔پی میں اور بنگال میں اور بہار میں اور خود مہاراشٹر میں بھی ایسے نان مسلم بہت سے ملیں گے جو امام حسین علیہ السلام کے نام پر مجلسیں کرتے ہیں۔ اور شاید آپ کو اس بات کا علم نہ ہو میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ ربیع الاول کی ساتویں تاریخ کو لکھنؤ آئیے تو لکھنؤ میں ایک ڈاکٹر پی، ایس گپتا ہیں جو کیمسٹری میں ڈاکٹریٹ کیے ہوئے ہیں اور وہ پروفیسر ہیں۔ ڈاکٹر پی ایس گپتا، وہ تقریباً بائیس تیئس سال سے رخصت ایام عزا کے موقع پر ایک مجلس عزا برپا کرتے ہیں، اور آپ کو شاید یہ سن کے حیرت ہوگی کہ ایک زمانے میں آٹھ تاریخ کو ہمیشہ دسہرہ پڑتا ہے چاند کی آٹھ تاریخ کو۔ دسہرہ پڑا تین برس۔ اس شخص نے دسہرے

میں شرکت نہیں کی بلکہ وہ اپنی مجلس کرتا رہا۔ اس لیے کہ امام حسینؑ کا پیغام کسی کے خلاف نہیں ہے۔ گڑبڑ وہاں ہوتی ہے جہاں بادشاہوں کی ستائی جاتی ہے، ہمیں کسی بادشاہ کی تاریخ پڑھنا ہی نہیں ہے، ہمیں تو شہیدوں کی تاریخیں پڑھنا ہے، ہم ان لوگوں کی تاریخ نہیں پڑھتے، جنھوں نے دوسروں کو قتل کیا ہے اور حکومت کی ہے بلکہ ہم ان کا تذکرہ پڑھتے ہیں، جو خود قتل ہوئے ہیں اور دلوں کو جیتا ہے۔ لہٰذا میں ان آنے والوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اور دوسری بات ..... یہ تو خیر مجھ سے ریکویسٹ کی گئی تو میں نے شکریہ ادا کر دیا۔ ورنہ میں شکریہ ادا کرنے کے بعد پھر یہ کہتا ہوں کہ میں شکریہ نہیں ادا کروں گا۔ اس لیے کہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے غیروں کا، ہم آپ اسی ہندوستان میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، تو بھائی بھائی کا شکریہ نہیں ادا کرتا ہے۔ اگر آپ ہمارے ساتھ کوا پریشن کرتے ہیں یا ہم آپ کے ساتھ کوا پریشن کرتے ہیں تو نہ آپ سے شکریہ چاہتے ہیں نہ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ شکریہ غیروں کے لیے ہوتا ہے، پہلے ہم آپ کو غیر سمجھیں تو شکریہ ادا کریں۔ ہم آپ کو غیر ہی نہیں سمجھتے تو پھر شکریہ کاہے کا۔ بہرحال میں اپنے ان دوستوں سے یہ ضرور ریکویسٹ کروں گا جو وہاں پر کھڑے ہوئے ہیں کہ اب آپ کھڑے نہ رہیے بیٹھ جائیے۔ تو آپ بیٹھ جائیے گا تو میں آپ کا بھی شکریہ ادا کروں گا۔

تو عزیزان گرامی! جو بات میں آپ کی خدمت میں عرض کر رہا تھا اور میرا جو سلسلۂ بیان چل رہا تھا وہ یہ کہ رسولؐ خدا کا پیغام یعنی اسلام انسانوں کے سامنے حکومت کے آئینے میں آیا اور حکومت کے آئینے میں جس کا چہرہ دکھائی دے، کبھی تصویر واضح نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ اس میں مصلحت ہوگی، اس میں سیاست ہوگی، اس میں پالیٹکس ہوگی، اس میں دس ایسی باتیں ہوں گی کہ

https://downloadshiabooks.com/

جس کی وجہ سے وہ حسین صورت بگڑ جائے گی۔ لہٰذا اگر اسلام کا چہرہ دیکھنا ہے تو یا تعلیمات رسولؐ کے آئینے میں دیکھیے یا تعلیمات آل رسولؐ کے آئینے میں دیکھیے۔ آپ درباروں میں جا کے اسلام کو دیکھیے گا تو نہیں سمجھ میں آئے گا۔ اسلام اگر سمجھ میں آئے گا تو ان شہادت کدوں میں سمجھ میں آئے گا۔ جہاں اپنی جان کی قربانی دے کے اسلام کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

عزیزان گرامی! اسلام جو انسانیت اور شرافت کا پیغام تھا، میں نے جو آیت پڑھی ہے اسی آیت کے سلسلے میں آپ ایک جملہ سنیے کہ قرآن مجید کیا کہہ رہا ہے وَيُزَكِّيهِمْ، اسلام کے مذہب کا مشن کیا ہے؟ اس مشن کو سمجھیے، اس مشن کو کون سمجھائے گا؟ میں اگر کوئی "اسٹیٹ منٹ" دوں تو میرے "اسٹیٹ منٹ کی قیمت کیا ہوگی؟ کوئی بادشاہ وہ بیان دے تو اس کی قیمت کیا؟ قیمت ہے قرآن کی جو اللہ کی کتاب ہے۔ قیمت ہے حدیث کی جو قول رسولؐ ہے۔ تو قرآن کیا کہہ رہا ہے کہ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ پیغمبر کیوں آیا ہے؟ پرافٹ کیوں آیا ہے؟ اللہ کا پیغام کیا ہے؟ تو قرآن بتا رہا ہے وَيُزَكِّيهِمْ ان کے نفسوں کو برائیوں سے پاک کرے، ان کے نفسوں کو گندگیوں سے پاک کرے۔

عزیزان گرامی! سب سے پہلی بات جو قرآن نے بتائی وہ یہ تھی کہ رسولؐ کا پہلا کام یہ ہے کہ نفسوں کو برائیوں سے پاک کرے، اس کے بعد ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ دیکھیے، ذرا غور کیجیے گا، قرآن کی لفظیں دیکھیے گا وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ان کے نفسوں کو پاک کرے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔ تو پہلا کام ہے انسان کے نفس کو پاک کرنا۔ اور دوسرا کام ہے اس کو تعلیم دینا۔ غور کیجیے گا ذرا آپ میری بات پر۔ انسان اس کائنات کا دھڑکتا

دل ہے۔ انسان اس کائنات کی رونق ہے۔ نیکیاں بھی انسان کے ذریعہ ہوئیں، برائیاں بھی انسان کے ذریعہ ہوئیں۔ خیر بھی انسان نے کیے، شر بھی انسان نے کیے، اچھائیاں بھی انسان سے ہوئیں، برائیاں بھی انسان سے ہوئیں۔ مسجدیں، امام باڑے، درگاہیں، چرچ، مندر، پور ہاؤس، غریبوں کے گھر، اسپتال، اسکول سب انسان نے بنائے۔ جتنی وقف پراپرٹی کھائی، سب انسان نے کھائی۔ نماز پڑھانے والا بھی انسان، ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا بھی انسان، جب نمازی سجدے میں جائے تو جوتیاں لے کے غائب ہو جانے والا بھی انسان۔ جب دو چار دن یہ قصہ ہو تو ڈھونڈ ڈھانڈ کے اس کو پکڑ کے لانے والا بھی انسان، جب زیادہ پٹ جائے تو چھڑانے والا بھی انسان، قاتل بھی انسان، مقتول بھی انسان۔ وکیل بھی انسان، جج بھی انسان، گواہ بھی انسان۔ سوچیے آپ، قوی اتنا کہ فولاد کے جگر سے زیادہ مضبوط، نازک اتنا کہ گلاب اور چمیلی کے پھولوں سے زیادہ نازک۔ قوت کا یہ حال کہ سب سے گہرے سمندر کی مٹی لے آئے، سب سے اونچے پہاڑ پر پرچم لگا دے۔ نازک اتنا کہ بمبئی میں تو تیز سردی ہوتی نہیں مگر ہمارے لکھنؤ میں بہت تیز ہوتی ہے۔ رات کو کبھی کبھی دو۔ تین ہو جاتا ہے ٹمپریچر۔ اول شام دیکھا پھول کھلا تھا، سویرے دیکھا تو وہ پھول کھلا ہوا ہے بلکہ اور خوبصورت لگ رہا ہے، شبنم کے موتی پڑے ہیں اس کے اوپر۔ آپ لکھنؤ میں دسمبر، جنوری کی رات میں کسی کو لٹا دیجیے آسمان کے نیچے، سویرے یا انتقال ہو چکا ہوگا یا ہونے والا ہوگا۔ تو پھولوں سے زیادہ نازک، فولاد سے زیادہ قوی۔ بلندی پر چلے تو جبریل بھی کہہ دیں کہ اگر آگے جاؤں تو جل جاؤں۔ پستی میں جائے تو اس کا خالق بھی کہہ دے کہ یہ تو چوپائے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر۔

عزیزو! ہر چیز انسان ہے۔ اس انسان کو اچھائی کی طرف لگانے اور برائی سے روکنے کے لیے مذہب آیا ہے۔ تو مذہب کا کام ہے کہ وہ انسان کو انسان

https://downloadshiabooks.com/

بنائے تعلیم کے ذریعہ۔ ایجوکیشن کے ذریعہ اس کے اندر اچھائیاں ڈیولپ کر کے، اس کے اندر اچھے اخلاق ابھار کے۔ لیکن پہلا کام یہ ہے کہ اس کے نفس کو پاک کرے۔

دیکھیے میں اس مسئلے کو ایک مثال سے واضح کر دوں۔ ایک پیالہ جو گندا ہو، جس کے اندر ایک دن پہلے کسی نے کھانا کھایا ہو اور اس کو دھویا نہ گیا ہو۔ اگر دوسرے دن اسی گندے پیالے میں بہت عمدہ سالن نکال دیجیے تو کوئی کھانے پر راضی نہیں ہوگا۔ کہے گا سالن تو بہت عمدہ ہے مگر آپ نے جھوٹے پیالے میں نکال دیا، کون کھائے گا؟ اور ذرا دیر میں وہ سالن بھی خراب ہو جائے گا، سڑ جائے گا، جو آپ نے گندے پیالے میں نکالا ہے۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے اس پیالے کو دھوئیے، صاف کیجیے، جب وہ پاک و صاف ہو جائے تب اس میں سالن نکالیے تو ہر ایک کھائے گا بھی اور سالن اس میں دیر تک ٹھہرے گا بھی۔

عزیزان گرامی! انسان کی مثال ایک گندے پیالے کی ہے۔ پیغمبرؐ کا کام ہے کہ اپنے اخلاق و کردار کے پانی سے پہلے دھو لے اور اس کے بعد اپنے علم کے جوہر اس میں نکال کے رکھے تاکہ انسانیت ڈیولپ ہو سکے اور اس کو فائدہ پہنچ سکے۔

تو میرے دوستو! یہ پیغام تھا رسولؐ خدا کا۔ انسان کو انسان بنانا، اس کے کردار کو سنوارنا، اس کے مزاج کو بہتر بنانا لیکن یہی پیغام جو اخلاق حسنہ کا پیغام تھا، جس میں دشمنوں کا مزاج پوچھا جاتا تھا، جس میں سر پر کوڑا پھینکنے والی عورت کی عیادت کی جاتی تھی، جس کے اندر غیروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا تھا، جب حکومت و سلطنت کے ہاتھ لگ گیا تو انھوں نے اس سے سیاسی فائدے اٹھائے۔ اپنی حکومت چمکانے کے لیے، اپنی دولت بڑھانے کے لیے، اپنے اقتدار کی دیواریں اونچی کرنے کے لیے۔

غضب کیا ہوا؟ کہ بینر تو لگا رہا اسلام کا، اگر دوکان کا بینر بدل دیا جاتا تو

ہمیں کوئی اعتراض نہیں تھا۔ بھئی بینر تو لگائیے مسجد کا اور اندر بیٹھ کے کیجیے وہ کام جو مسجد کی شان کے خلاف ہو۔ تو آدمی آئے گا تو مسجد سمجھ کے، آئے گا تو نماز کی نیت سے، جب یہاں آن کے دیکھے گا کہ یہاں تو یہ ہو رہا ہے، تو مسجد سے برا مان کے جائے گا کہ اچھا، مسجد ان کاموں کا اڈہ ہے، یہاں سٹے کے نمبر بتائے جا رہے ہیں، یہاں لاٹری بک رہی ہے، تو عزیزان گرامی! سیاست نے مذہب کے ساتھ یہی کھیل کھیلا۔ بینر تو لگائے رکھا مذہب کا۔ اندر اندر کام کیے سیاست کے۔ اس کے نتیجے میں مذہب کو کل بھی نقصان پہنچا اور آج بھی نقصان پہنچ رہا ہے۔ آج تصویر بگڑ رہی ہے لوگوں کے سامنے۔

حسینؑ بن علیؑ نے سب سے بڑا کارنامہ یہ انجام دیا کہ کربلا کے میدان میں اس بینر کو نوچ دیا جو مذہب کے نام پر لگایا گیا تھا۔ شہادت عجیب و غریب چیز ہے، اس لیے کہ مسلمان یہاں لڑاؤ، وہاں لڑاؤ، وہاں لڑاؤ۔ نتیجہ کیا ہوا کہ اسلام "ودسولڈ" کا نظریہ آیا۔ اسلام جو اللہ کا دین ہے، اسلام جو امن و سلامتی کا مذہب ہے، اسلام جو پیس کا پیغام ہے اس کے اوپر یہ الزام لگ گیا کہ اسلام "ودسولڈ" اور گبن نے لکھا کہ محمدؐ نے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں تلوار لے کے اپنی سلطنت کے روم اور عیسائیت کے کھنڈرات کو وسیع کیا۔ تو ہم نے مورخ کا گریبان پکڑا، ہم نے کہا، ہمارا رسولؐ تو رسول رحمت تھا، اس نے تو کبھی تلوار اٹھائی نہیں، اس نے تو کبھی دشمن کو بھی نہیں مارا، تم نے کیسے لکھ دیا؟ تو اس نے کہا، ہمیں کیا معلوم؟ تم ہمارے یہاں جس شان سے آئے تھے وہی ہم نے لکھ دیا۔ اب پہچانیے تصویر ہوتی ہے مسلمان کی، نام لکھا جاتا ہے محمدؐ کا۔ (صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ)

سنیے میرے دوستو! تصویر تھی مسلمان کی نام لکھا گیا محمدؐ کا۔ کس نے کس کو بدنام کیا؟ ہم نے رسولؐ کو بدنام کیا اپنے کیرکٹر سے، مگر تصویر تھی کیا؟ ایک

https://downloadshiabooks.com/

ہاتھ میں تلوار، دوسرے میں قرآن۔ میں کہوں گا یہ بھی گڑبڑ، محمدؐ جب دنیا سے جانے لگے تھے تو مسلمانوں کے دونوں ہاتھ مصروف کر کے گئے تھے۔ ایک ہاتھ میں قرآن تھا، دوسرے ہاتھ میں اہل بیتؑ کا دامن تھا۔ اہل بیتؑ کا دامن چھوٹا، خالی ہاتھ میں تلوار آگئی۔ اور میں کہوں گا گبن تو نے یورپ سے دیکھا، تیری سمجھ میں قرآن آیا، ہم نے قریب سے صفین میں دیکھا ہے، قرآن نہیں ہے، جزدانوں میں پتھر ہیں۔ تو یہ تصویر بگڑی کہ ایک ہاتھ میں قرآن دوسرے میں تلوار۔ اسلام ملک گیری کا مذہب نہیں ہے، اسلام اقتدار حاصل کرنے کا مذہب نہیں ہے۔ اسلام انسان کو انسان بنانے کا مذہب ہے۔

جہاد اور چیز ہے جنگ اور چیز ہے۔ جہاد وہ ہے جس میں گردن کٹتی ہے مگر رگ محبت نہیں کٹتی۔ میں ایک دن آپ کو سنا چکا کہ بہن بھائی کے قاتل کا قصیدہ پڑھتی ہے۔ لیکن جب اسلام یزید کے ہاتھوں اس منزل پر آگیا کہ دنیا دیکھے کہ اسلام یہ ہے تو ضرورت اس بات کی تھی کہ ایک ایسا پروٹسٹ ہو، ایک ایسا احتجاج ہو، ایک ایسا مظاہرہ ہو کہ جس سے ساری دنیا ہل جائے۔ اکیلے میں نہ ہو مجمع میں ہو، گھر میں نہ ہو میدان میں ہو، رات میں نہ ہو دن میں ہو، تاریخ کی آنکھوں کے سامنے ہو تاکہ کوئی اسے جھٹلا نہ سکے۔ حسینؑ نے فیصلہ کیا کہ ہم اپنے نانا کے دین کو آل ابوسفیان کے ہاتھوں برباد نہیں ہونے دیں گے، ہم اللہ کے پیغام کو حکومت و دولت و سلطنت میں تبدیل نہیں ہونے دیں گے، ہم سچائی اور انسانیت کے میسج کو خزانے جمع کرنے اور لشکر کشی کے لیے استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ چنانچہ نبی کے نواسے نے کربلا کے میدان میں آکے یزید کا مقابلہ کیا ایک دوپہر میں۔ ایک دوپہر میں۔

اب آج جو لوگ گھبراتے ہیں ذکر کربلا سے، وہ کیوں؟ راز سنیے۔ دونوں

طرف لشکر مسلمانوں کا ہے، حسینؑ بھی مسلمان یزید بھی مسلمان۔ تو یہ مسلمان مسلمان کیوں لڑ رہے ہیں؟ بھئی کافر اور مسلمان لڑیں تو مذہب کا جھگڑا ہے، اب مسلمان کیوں لڑ رہے ہیں؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شے جو ان میں ہے وہ ان میں نہیں ہے، کوئی شے ان کے پاس ہے جو ان کے پاس نہیں ہے۔ تو یزید کے پاس نہ فیملی بیک گراونڈ ہے، نہ خاندان ہے، نہ ذاتی کیریکٹر ہے، نہ علم ہے، نہ خدمات ہیں، کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر مجمع اس کے ساتھ کیوں ہے؟ کہا حکومت ہے وہ کنگ ہے، بادشاہ ہے۔ اچھا، حسینؑ کے پاس سب کچھ ہے۔ رسولؐ کے نواسے ہیں، علیؑ کے بیٹے ہیں، رسولؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ خاتون جنت کے لال ہیں، ذاتی خدمتیں ہیں، علم ہے، مرتبہ ہے، ان کی شان میں رسولؐ کی حدیثیں ہیں، ان کو قرآن میں ابناءنا کہا گیا ہے، ان کو رسولؐ نے جنت کا شہزادہ کہا ہے۔ سب کچھ ہے، پھر ان کے پاس کیا چیز نہیں ہے؟ کہا حکومت نہیں ہے، خالی دین ہے حکومت نہیں ہے۔ تو کربلا کے میدان میں جو لڑائی ہوئی، وہ دین اور حکومت کا ٹکراؤ تھا۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اسلام دین ہے کہ حکومت؟ اگر حکومت ہے تو یزید حق تھا اور دین ہے تو حسینؑ حق تھے۔ بس عزیزان گرامی، یہی وہ پوائنٹ ہے کہ جس پر حسینؑ نے گلا کٹا کے لڑائی جیت لی۔ توجہ چاہتا ہوں، یہی وہ پوائنٹ ہے جس پہ حسینؑ نے گلا کٹا کے لڑائی جیت لی۔ اس کے لیے کلیجہ چاہیے، اس کے لیے ہمت چاہیے، اس کے لیے حوصلہ چاہیے۔ ہر ایک کے بس میں نہیں ہے کہ اس معرکے میں آگے بڑھ جائے۔ حسینؑ نے کہا، دین کو سپورٹ کرو، دنیا تمھارے ساتھ آئے گی۔ آج بہتّر ہیں، کوئی بات نہیں۔ یہ بہتر آگے بڑھ کر بہتر کروڑ ہو جائیں گے اور آج اس کے ساتھ لاکھوں کا لشکر ہے، کوئی بات نہیں۔ یہ گھٹ کر ایک ایسی ذلت و رسوائی بن جائے گا کہ آدمی یزیدی ہوتے ہوئے بھی اپنے منھ سے یہ نہ کہے گا

https://downloadshiabooks.com/

کہ میں یزیدی ہوں۔ "صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ"

یہ پیغام خالی مسلمانوں کی پراپرٹی نہیں ہے، اس کو دنیا کے ہر انسان کو سمجھنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ دنیا کے ہر کمزور انسان کو سہارا دینے والی بات ہے۔ سنیے، ہمیشہ جیتنے والا آڑا آڑا گھومتا ہے سڑک کے اوپر۔ ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا۔ اور ہارنے والا، منھ چھپائے ہوئے ادھر سے چلے گئے، لوگ دیکھنے نہ پائیں، ملنے نہ پائیں۔ اجی میں کیا بتاؤں، پھر بتاؤں گا، اس وقت میں کام سے جا رہا ہوں، جلدی سے نکل لیے۔ اور جیتنے والا، سنیے، کیا ہوا؟ ہوتا ہے دنیا میں کہ نہیں؟ ہر معاملے میں ہوتا ہے کہ نہیں؟ اچھا ابھی الکشن ہوا، خیر اب کی تو الکشن کمیشن نے جلوس بینڈ کر دیے تھے۔ اپنے اتر پردیش میں بینڈ تھے، پتہ نہیں یہاں نکلے کہ نہیں نکلے۔ اتر پردیش میں بینڈ تھے کہ بعد میں فتح کا جلوس نہ نکلے۔ مگر ہمیشہ ہمارے بچپن میں جب ہندوستان آزاد ہوا تھا جب سے اب تک سیاسی پارٹیوں کے الکشن ہوئے تو سب کے جلوس نکل رہے ہیں، لیکن جس دن رزلٹ آیا اس دن ہار پھول پہنے ہوئے جو جیتا اس کا جلوس نکلا، جو ہارا اس کا کبھی جلوس نہ نکلا کہ بھائی ڈیڑھ لاکھ سے ہارے ہیں۔ زندہ باد۔

تو معلوم ہوا کہ ہندوستان میں تو ہم روز دیکھتے ہیں کہ جو جیتتا ہے وہ سڑک کے اوپر سینہ چوڑا کر کے چلتا ہے اور جو ہارتا ہے وہ منھ چھپا کے گزرتا ہے۔ کربلا کے میدان میں جو لڑائی ہوئی، لوگ کہتے ہیں حسینؑ ہار گئے، یزید جیت گیا، تو اب دکھاؤ یزید کے جلوس کہاں نکل رہے ہیں؟ "صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ"

جو طاقت ور ہوتا ہے بڑا دولت مند، بادشاہ، انھوں نے کہا ہم فلاں والے ہیں۔ غریب بچارہ سر جھکائے ہوئے، کیا ہو رہا ہے دنیا میں؟ لوگ سینہ ٹھونک کے کہہ رہے ہیں ہم یزید والے ہیں؟ ہم سر جھکائے ہوئے ہیں حسینؑ والے۔

الٹا ہو رہا ہے۔

یعنی یزید والوں پر جو قیامت میں عذاب خدا کی طرف سے ہوگا وہ تو وہ جانیں خدا جانے وہ ہم کیا جانیں؟ لیکن دنیا میں فرسٹ اسٹال منٹ یہ ملا ہے کہ اندر ہی اندر جلتے رہو منھ سے کچھ کہہ نہ سکو۔

اب سنیے وہ بات جو میں کہہ رہا تھا کہ دنیا کے ہر انسان کو سمجھنا چاہیے۔ اس کے اندر کوئی مسلمان، نان مسلم، اس کی بات نہیں ہے۔ انسانیت کی بات ہے۔ دیکھیے اول تو کسی سے لڑیے نہ۔ اور اگر لڑائی ضروری ہو تو آپ یہ دیکھ لیجیے کہ سچائی کے راستے پر ہیں یا نہیں۔ اگر سچائی کے راستے پر ہیں تو کبھی اپنے کو کمزور نہ سمجھیے۔ اس لیے کہ سچائی آپ کو سپورٹ دے گی۔ اور اگر آپ غلطی کے راستے پر ہیں تو کبھی اپنے کو طاقت ور نہ سمجھیے، اس لیے کہ غلطی آپ کو لے ڈوبے گی۔ یہی غلطی تھی جو یزید سے ہوئی۔ وہ حکومت پا کے سمجھ رہا تھا کہ بہت بڑی طاقت آگئی۔ حسینؑ نے کہا سچائی سے بڑھ کے کوئی طاقت نہیں۔ وہ فوجیں بڑھاتا گیا، یہ لشکر گھٹاتے گئے۔

اب سنیے ہار و جیت۔ ہار و جیت زندہ رہنے اور مر جانے کا نام نہیں ہے۔ کسی ڈکشنری میں وکٹری کے معنی زندہ ہونا نہیں ہے اور کسی ڈکشنری میں ڈفیٹ کے معنی مر جانا نہیں ہے۔ سنیے، وکٹری کیا ہے اور ڈفیٹ کیا ہے؟ کبھی بھی دو آدمی، دو خاندان، دو ملک، دو قومیں، دو نظام، جب ٹکراتے ہیں تو کسی تیسری شے کے لیے ٹکراتے ہیں۔ یعنی ہم آپ بیٹھے بیٹھے خواہ مخواہ نہیں لڑیں گے۔ اگر پاگل ہیں تو بات الگ ہے لیکن اگر دماغ صحیح ہے تو بیٹھے بیٹھے ایک دفعہ لڑنے لگے، ایسا نہیں ہوگا۔ کوئی چیز بیچ میں ضرور ہوگی۔ زمین ہوگی، جائداد ہوگی، دولت ہوگی، حکومت ہوگی، کوئی شادی بیاہ کا چکر ہوگا، کوئی خاندانی بات ہوگی، کوئی چیز ہوگی جو ایشو ہوگا اس پر لڑیں گے۔ ہمیشہ ہار جیت کا فیصلہ وہ ایشو کرتا ہے جس کو

https://downloadshiabooks.com/

مل جائے۔ سمجھے، ہمارے آپ کے بیچ میں ایک گھر کے اوپر لڑائی تھی، آپ کہتے تھے یہ گھر میرا ہے میں کہتا تھا میرا۔ تو بیچ میں کیا شے تھی؟ ایک گھر تھا جس پر ہم دونوں لڑ رہے تھے۔ تو فیصلہ ہار جیت کا کون کرے گا؟ وہ گھر کرے گا جس کو مل جائے وہ جیتا، جس کو نہ ملے وہ ہارا۔ اچھا گھر کورٹ نے میرے نام کر دیا، میں جیت گیا کیس۔ آپ نے ہائی کورٹ میں اپیل کی، وہاں سے بھی میں جیت گیا۔ ہائی کورٹ سے آپ پسینہ پوچھتے ہوئے نکلے، کہنے لگے میں چھوڑوں گا نہیں، سپریم کورٹ جا رہا ہوں، سپریم کورٹ میں میں بھی گیا، وہاں بھی آپ ہار گئے۔ اس کے آگے کوئی کورٹ نہیں ہے، وہاں سے جو غصے میں بھرے ہوئے نکلے تو ریوالور نکال کے چھ فیر کیے میرے سینے پر۔ وہیں گر کے میں نے دم توڑ دیا۔ فائرنگ کی آواز عدالت کے چیمبر میں بھی گئی۔ جج نے پوچھا کیا ہوا؟ کہا صاحب وہ آدمی مار ڈالا گیا، کہا کون؟ کہا جو ابھی جیتا تھا۔ کس نے مار ڈالا؟ کہا اس نے جو ہارا تھا۔ آپ سب پڑھے لکھے ہیں بتائیے، کیا جج اپنا ججمنٹ بدل دے گا؟ کہ وہ مار ڈالا گیا ہے لہٰذا مارا ہوا لکھ دو، اور وہ زندہ ہے لہٰذا جیتا ہوا لکھ دو۔ ججمنٹ وہی رہے گا۔ اب مشہور کیا ہو گا؟ وہ مار ڈالے گئے۔ کون؟ جو جیتے تھے۔ کس نے مار ڈالا؟ اسی نے جو ہارا تھا۔

حسینؑ اور یزید کے بیچ میں نہ تاج کی لڑائی تھی، نہ تخت کی لڑائی تھی، نہ دولت کی لڑائی تھی، نہ حکومت کی لڑائی تھی، نہ سلطنت کی لڑائی تھی۔ لڑائی ہو رہی تھی سوال بیعت پر کہ یزید کہتا تھا کہ مجھ کو لیڈر مانو، میری بیعت کرو۔ حسینؑ کہتے تھے میں بیعت نہیں کروں گا۔ عصر عاشور کو اگر حسینؑ کی بیعت یزید کو مل گئی تو جیتا اور اگر نہیں ملی تو ہارا۔ ہارا کہ نہیں ہارا۔ اب سمجھے آپ، یزید کیسے ہارا۔ جس چیز کے لیے لڑ رہا تھا وہ نہیں ملی، ہار گیا۔

اچھا مجھے میرے دشمن نے قتل کر دیا تو گھر تک میں اپنے آ بھی نہ سکا اس لیے کہ میں رہنے والا ہوں لکھنؤ کا۔ گھر تھا لکھنؤ، سپریم کورٹ ہے دلی میں۔ اس نے مجھے دلی میں مار ڈالا، تو میں گھر پہ قبضہ لینے کے لیے لکھنؤ آ بھی نہ پایا۔ مگر ایک بات بتائیے۔ وہ گھر اب کیا ہو گا؟ کیا اسی کو مل جائے گا جس نے قتل کیا ہے؟ وہ میرے بیٹے کو ملے گا نا۔ اس کے بعد میری نسل میں رہے گا۔ حسینؑ نے کربلا میں مقدمۂ بیعت جیتا، حسینؑ کے بعد کسی امام سے سوال بیعت نہ اٹھا۔

اب بس آخری بات، آخری بات سن لیجیے۔ اب صرف ایک بات بتائیے، گھر تو مجھے مل گیا، میری اولاد کو اور میں کیس بھی جیت گیا۔ لیکن آپ نے میرے سینے میں دن دہاڑے، سپریم کورٹ کے احاطے میں جو چھ گولیاں اتاری ہیں آپ کا کیا ہو گا؟ کیا ٹہلتے ہوئے گھر چلے آئیے گا اپنے؟ پولیس کچھ نہیں بولے گی؟ کہا بولے گی کیوں نہیں صاحب، فوراً ارسٹ ہوں گے۔ اچھا ارسٹ ہو جائیں گے تو کیس کون لڑے گا؟ میرا لڑکا کیس کرے گا؟ میرے باپ کیس کریں گے؟ میرے دوست کیس کریں گے؟ کہا، آپ کو اتنا نہیں معلوم ایسے معاملے میں گورنمنٹ کیس کرتی ہے۔ اچھا تو جو یزید نے حسینؑ کو قتل کر دیا آزاد تو رہے گا نہیں، تو کیا حسینؑ کے بیٹے کیس کریں گے؟ کیا حسینؑ کے نانا کیس کریں گے؟ کیا حسینؑ کے شیعہ کیس کریں گے؟ نہیں، اللہ کیس کرے گا۔ اب دنیا کو اختیار ہے چاہے یزید کے سائے میں جا کے کھڑی ہو جائے، چاہے حسینؑ کے پہلو میں آ جائے۔

عزیزو! یہ تھے حسینؑ جنھوں نے اپنا بھرا گھر راہ خدا میں دے دیا۔ بادشاہت کرنا آسان ہے، قربانی دینا مشکل ہے۔ حسینؑ، قربانی کی سب سے بڑی تاریخ ہے جو اپنے گھر والوں کو، خاندان والوں کو، اپنے رشتہ داروں کو اللہ کی راہ میں پیش کرتے رہے اور شکر کے سجدے کرتے رہے۔

https://downloadshiabooks.com/

میں نے تو اتنا پڑھا کہ خیمے کا پردہ اٹھتا تھا اور گرتا تھا۔ علی اکبرؑ نکلنا چاہتے تھے سیدانیاں روکتی تھیں۔ آخر میں روایت میں ہے کہ علی اکبرؑ یوں نکلے جیسے بھرے گھر سے جنازہ نکلتا ہے۔ حسینؑ کے سامنے آئے۔ عزیزو! یہ بڑا سخت امتحان تھا۔ میر انیس کا ایک مصرعہ ہے جو پورے ایک مرثیے کے برابر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ع دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے پسر کا داغ

خدا کی قسم، جوان بیٹے کا داغ، اُف، مگر کیا کہنا میرے صابر حسینؑ، ماتھے پر شکن نہ آئی، علی اکبر سامنے کھڑے ہیں، سر پہ خود رکھا، کمر میں پٹکا باندھا اور کہا جاؤ بیٹا، خدا حافظ۔ علی اکبر مقتل کو چلے۔ اب میرا آقا اکیلا رہ گیا۔ جب سے عباسؑ گئے ہیں علی اکبر حسینؑ کے ساتھ تھے، اب جو علی اکبر گئے تو در خیمہ پر حسینؑ اکیلے کھڑے ہیں۔ ہائے بیکس کی تنہائی، حسینؑ نے قبلے کا رخ کیا، فرمایا پالنے والے! اس قوم کے ظلم پہ گواہ رہنا۔ تیری راہ میں اس فرزند کو بھیجا ہے جو رسول اللہ سے صورت میں، سیرت میں، مزاج میں، گفتگو میں سب سے زیادہ مشابہ تھا۔ اس کے بعد خیمہ کے دروازے پہ کھڑے ہو کے جوان کی لڑائی دیکھنے لگے۔ جناب لیلیٰ درخیمہ پر آئیں، امام کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ حسینؑ کا چہرہ بی بی لیلیٰ کے لیے مقتل کا آئینہ تھا۔ یہ سوچا کہ باپ ہیں، بیٹا زخمی ہو گا تو چہرے کا رنگ ضرور بدلے گا۔ اس خیال سے امام کو دیکھ رہی ہیں۔ ایک دفعہ دیکھا کہ چہرۂ اقدس پر ایک رنگ آیا، ماں کا دل تھا، کہا کیوں مولا؟ کیا میرا لال زخمی ہو گیا؟ کہا نہیں لیلیٰ، زخمی تو نہیں ہوا، عرب کا ایک مایہ ناز بہادر آیا ہے۔ اور اس کے بعد کا جملہ بڑا دل خراش ہے۔ فرماتے ہیں، لیلیٰ وہ سیر و سیراب ہے، تمہارا بیٹا پیاسا ہے۔ اور اس کے بعد فرمایا، لیلیٰ خیمہ میں جاؤ اور اپنے بیٹے کی کامیابی کے لیے دعا کرو، میرے نانا کا ارشاد ہے کہ ماں کی دعا بیٹے کے حق میں قبول ہوتی ہے۔

عزیزو! آج نویں رات آگئی۔ اور آج ہم حسینؑ کے اس بیٹے کا ماتم کرتے ہیں جو رسولؐ اللہ کی صورت تھا۔ اللہ نے حسینؑ کو ایک بیٹا دیا تھا جس کا نام انھوں نے اپنے باپ کے نام پر علیؑ رکھا تھا، اور صورت اس کی ان کے نانا کی صورت تھی۔ یعنی علی اکبر کو دوہرا فائدہ تھا۔ نام ان کا علیؑ کا نام تھا اور صورت ان کی رسولؐ کی صورت تھی۔ تو علی اکبر سارے گھر کے لیے ایک تبرک تھے۔ علی اکبرؑ سارے گھر کے لیے ایک وجہ احترام تھے۔ اٹھارہ برس کا یہ جوان آغوش عصمت زینبؑ میں پلا تھا۔ پھوپھی نے، امام عالی مقام کی بہن زینبؑ نے اپنے اس بھتیجے کو پالا تھا۔ رسولؐ خدا کی نواسی اور جناب فاطمہؑ و علیؑ کی بیٹی نے بڑی محبت سے اپنے اس بھتیجے کو پالا، اور میں نے کتاب میں تو نہیں پڑھا مگر میرا دل کہتا ہے کہ جب علی اکبر جوان ہوئے ہوں گے اور زینبؑ نے اپنے بھتیجے کی صورت دیکھی ہو گی تو بلائیں لے کے کہتی ہوں گی، پالنے والے! اس کو زندہ رکھنا، یہ تو میرے نانا کی صورت ہے۔ یہاں تک کہ ایک وقت وہ بھی آیا میرے دوستو، کہ جب حسینؑ مقتل میں اکیلے رہ گئے۔

صبح سے بازار شہادت گرم ہوا اور شام تک حسین اکیلے تھے۔ یہاں تک کہ مقتل سے قاسم کا لاشہ بھی آگیا اور حسینؑ اپنے برابر کے بھائی کو دریا پہ جا کر رو آئے۔ اب علی اکبر سامنے آئے۔ بابا! مجھے بھی اجازت دیجیے۔ حسینؑ نے ہر شہید کو روکا مگر علی اکبرؑ کو نہیں روکا۔ کہا اچھا بیٹا جاؤ، خیموں میں جا کے رخصت ہو لو۔ شہزادہ سیدانیوں میں گیا۔ پھوپھی سے ملا، ماں سے ملا، بہن سے ملا۔ مجھے نہیں معلوم کیسے تسلی دی، مجھے نہیں معلوم کیا کہہ کے رخصت مانگی، مجھے نہیں معلوم پھوپھی بھتیجے میں کیا باتیں ہوئیں؟ مجھے نہیں معلوم وہ بہن چار برس کی جو چچا کے غم میں سوگوار بیٹھی تھی اس نے اپنے بھائی کو کیسے رخصت کیا۔

https://downloadshiabooks.com/

عزیزو! یہ ہے کربلا، کربلا ایک بہت بڑی چیز ہے۔ علی اکبر مرنے گئے ہیں اور جب مرنے گئے ہیں تو شہید کسی طرح ہو جائیں نا۔ کسی طرح والی شہادت نہیں منظور ہے۔ سارا لشکر کسی کو گھیر کے مار لے وہ اور ہے، لیکن جب ایک اور ایک میں مقابلہ ہو تو ہمارے والے کو جیتنا چاہیے۔ جمال شہادت کے ساتھ یہ جلال شہادت بھی ہے۔ لیلیٰ خیمہ میں گئیں، سیدانیوں کو جمع کیا، ہاتھ اٹھائے۔ اے یوسف کو یعقوب سے ملانے والے! میرے علیؑ اکبر کو مجھ سے ملا دے۔ دعا تمام نہ ہوئی تھی کہ علی اکبر جیت گئے۔ بابا سے ملنے آئے ہیں، ماں درخیمہ پہ آئیں، دیکھا پیاس کی شدت سے زبان چبا رہے تھے۔ کہہ رہے تھے بابا، پیاس مارے ڈالتی ہے، اور حسینؑ نے کہا، بیٹا! عنقریب تیرے دادا آب کوثر سے تجھے سیراب کریں گے۔ باپ کی خیریت پوچھی اور پھر گھوڑے کا رخ موڑ دیا لشکر کی طرف۔ علی اکبر مقتل میں گئے، لیلیٰ خیمے میں گئیں، حسینؑ درخیمہ پر کسی انتظار میں کھڑے ہو گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد مقتل سے ایک آواز آئی، یا ابتاہ، علیك منی السلام اے بابا! میرا اسلام۔ حسینؑ آواز کی طرف چلے، لیکن اس کے پہلے صبح سے قریب قریب ستر مرتبہ جا چکے تھے مگر کوئی نہ کوئی ساتھ تھا۔ علی اکبرؑ و عباسؑ ساتھ، قاسم اور عون و محمد ساتھ، کبھی عباس و علی اکبر و قاسم ساتھ، کبھی عباسؑ و علی اکبر ساتھ، آخر میں علی اکبر ساتھ، لیکن اب حسینؑ اکیلے جا رہے ہیں۔ کیوں میرے دوستو! چلو گے اپنے مولا کے پیچھے پیچھے تعزیت دینے۔ یا ابا عبداللہ! یہ غلام حاضر ہیں، یا ابا عبداللہ! یہ غلام حاضر ہیں۔ سنیے، کمر تھامے ہوئے چلے، روایت میں ہے کہ کہتے جاتے تھے یا علیؑ، یا علیؑ! یہاں تک کہ ایک منزل پہ علی اکبر مل گئے۔ جا کے سرہانے بیٹھے، بیٹے نے باپ کو دیکھا، باپ نے بیٹے کو دیکھا،

کہا، بابا! میرے دادا آ گئے ہاتھ میں جام کوثر لیے ہیں۔ حسینؑ نے ... عزیزو! سارے انبیاء دیکھ رہے تھے، سارے ملائکہ دیکھ رہے تھے، خود مشیت دیکھ رہی تھی صبر و قرار۔ کائنات میں لرزہ تھا، زمین و آسمان کو سکتہ تھا، بندہ منزل امتحان میں اپنے رب سے قریب ہو رہا تھا۔ علی اکبر کو دیکھا، سینے میں ٹوٹے ہوئے برچھی کے پھل کو دیکھا، رکی ہوئی سانس کو دیکھا، تکلیف کا اندازہ لگایا، اپنی تنہائی کو دیکھا، ماں کی بے کسی کا خیال کیا، ایک نظر خیموں پہ ڈالی، ایک نظر علی اکبر پہ ڈالی، میں نے کتاب میں تو نہیں پڑھا مگر میرا دل کہتا ہے ہو سکتا ہے کہ ایک نظر دریا پہ بھی ڈالی ہو، بھیا! اور اب حسین امتحان عبدیت کے لیے تیار ہو چکے تھے۔

فخر خلیلؑ نازش اسماعیلؑ، وارث ذبیحؑ، حسینؑ بن علیؑ امتحان عبدیت کی سب سے اہم منزل سے گزر رہا تھا۔ آستینیں الٹیں، ایک ہاتھ مضبوط زمین پر ٹیکا، ایک ہاتھ سے برچھی کا پھل پکڑا "بسم اللہ و باللہ" برچھی کا پھل تو نکل آیا مگر سینے سے خون کا فوارہ اُبلا، علی اکبرؑ کی آنکھیں بند ہو گئیں، حسینؑ نے منہ پہ منہ رکھا، واصبرتا فوادہ۔ ہاں روئیے، یہ جوان کا ماتم ہے، پیٹ پیٹ کے روئیے۔ ارے حسینؑ کا جوان بیٹا مر گیا۔ اب منزل وہ تھی کہ خیمہ میں ماں تڑپ رہی ہے، بہن بے قرار ہے، پھوپھی جس نے پالا سب سے زیادہ بے قرار تو وہ ہو گی نا۔ لاشے پہ جھکے، سینے سے سینہ ملایا، ہاتھوں کو نیچے لے گئے، مضبوطی سے علی اکبرؑ کے سینے کو اپنے سینے سے ملا لیا، اب جو کھڑے ہوئے میت کو لیے ہوئے، اس طرح لے کے چلے۔ ایک دفعہ خیمے کا پردہ ہٹا، زینب کبریٰ نکل آئیں واعلی اکبراہ ارے میرا لال، ارے علی اکبر، ارے علی اکبر، ارے میرا علی اکبر.....

https://downloadshiabooks.com/

دسویں مجلس

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۝

ارشاد پروردگار عالم ہے کہ اللہ نے مومنین پر یہ احسان کیا ہے کہ انھیں میں سے ایک کو رسول مبعوث کیا ہے جو ان کے نفسوں میں سے ہے یعنی ان سے بہت قریب ہے۔ تاکہ وہ اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے اور ان کے نفسوں کو پاک کرے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے جب کہ اس کے پہلے وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

عزیزان گرامی! میں نے دس روز مسلسل آپ کے سامنے اسلام کی ایک تاریخ پیش کی۔ میرا تقاضہ صرف ان صاحبان انصاف سے ہے جن کے سامنے میں نے اسلام کی تاریخ اور رسولؐ کے خاندان کی خدمات پیش کی ہیں۔ ایک طرف ہمارے رسولؐ کا خاندان تھا جو اسلام کے لیے ہر قربانی دے رہا تھا، دوسری طرف ابوسفیان کا خاندان تھا جو اسلام کی ہر طرح مخالفت کر رہا تھا۔ تاریخ اسلام کی، تاریخ انسانیت کی، آدمیت کی، شرافت کی بدنصیبی یہ ہوئی کہ اقتدار آل ابوسفیان کے ہاتھ میں آگیا اور انھوں نے اسلام سے بھی بدلہ لیا اور بانیٔ اسلام کے خاندان سے بھی بدلہ لیا۔ اسکیمیں تو بہت بڑی بڑی تھیں، پروگرام تو بہت زیادہ تھے مگر وہ

تو یہ کہیے کہ رسولؐ جن کے لیے لوگوں نے ابتر کہہ کے، بے اولاد کہہ کے یہ سوچ لیا تھا کہ اب ان کی نسل میں کوئی ہے ہی نہیں تو ان کا میسیج آگے کیا بڑھے گا؟ اللہ نے کوثر دے کے، کثرت نسل دے کے، ان کے دین کے بچاؤ کا انتظام کر لیا جب محمدؐ چلے گئے تو لوگ یہ سمجھے کہ اب محمدؐ تو چلے گئے، اب جس طرح چاہو دین محمدؐ کو بگاڑ لو، وہ یہ بھول گئے تھے کہ محمدؐ تو چلے گئے مگر کُلُّنا محمد کہہ کے گئے ہیں۔ لہٰذا محمدؐ نہیں رہیں گے مگر نسل محمدؐ میں جو بھی رہے گا وہ کار محمدؐ انجام دیتا رہے گا۔

عزیزان گرامی! حضورؐ اپنا دین پہنچا کے چلے گئے مگر ہم کو بے سہارا چھوڑ کے نہیں گئے بلکہ ہم کو جو دستور دے کے گئے، ہم کو جو راستہ بتا کے گئے وہ راستہ یہ تھا کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی میں تمھارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں، ایک اللہ کی کتاب ہے، ایک میری عترت ہے، اہل بیتؑ ہیں جب تک تم ان دونوں سے متمسک رہو گے، میرے بعد ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس آجائیں۔

ہم نے رسولؐ کے ارشاد کے مطابق قرآن کو کلیجے سے لگایا، اہل بیتؑ کا دامن ہاتھ میں لیا اور اپنا راستہ طے کرنا شروع کیا۔ اب چونکہ ہم قرآن واہل بیتؑ کے ساتھ چل رہے تھے لہٰذا ہم نے داہنے بائیں مڑ کے نہیں دیکھا کہ کون کون حضرات تشریف فرما ہیں۔ کیونکہ ہم ادب سے سرکاروں کو سلام کرتے ہوئے نہیں گئے لہٰذا تاریخ ہم پر بگڑ گئی اور یہ بھی الزام لگایا کہ ان کا ایمان قرآن پر نہیں ہے اور یہ بھی الزام لگایا کہ یہ اہل بیتؑ کو نہیں مانتے۔ ہم مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں، جب ہم گمراہ ہی ہیں تو سرکار کو گمراہوں کے لیے پریشانی کیوں؟ بھئی بھٹکے ہوئے، گمراہ، قرآن کو نہ ماننے والے، اہل بیت سے عقیدت نہ

https://downloadshiabooks.com/

رکھنے والے، ان کو جانے دیجیے جہاں جاتے ہیں، ان کے لیے کسی قسم کی پریشانی کیا ہے؟ لیکن نہ جانے کون سی پریشانی ہے کہ یکساں سوال ہو رہے ہیں۔ میری پرسوں کی تقریر یاد کیجیے جو میں نے کہا تھا کہ میں جواب نہیں دوں گا سوال کروں گا۔ آج آخری مجلس ہے، میں آپ کو ایک ایسی نکتے کی بات بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد ہر ڈسکشن ختم ہو جائے۔

توجہ چاہتا ہوں۔ آپ کے یہاں یہ کیا ہے؟ یہ علم کیا چیز ہے؟ یہ تعزیہ کیا چیز ہے؟ یہ سینہ زنی کیا چیز ہے؟ یہ ماتم کیا چیز ہے؟ یہ رونا کیا چیز ہے؟ یہ یا علیؑ کیا چیز ہے؟ یہ نعرۂ حیدری کیا چیز ہے؟ یہ سجدہ گاہ کیا چیز ہے؟۔ دیکھیے اس کا سلسلہ پچاس برس ہم آپ باتیں کرتے رہیں تو پورا نہیں ہوگا۔ ایک ایک سوال آتا رہے گا، اس کا جواب جاتا رہے گا۔ دس مجلسیں کیا سو مجلسیں ہوں تو پورا نہیں ہو سکتا معاملہ۔ میں آپ کو بالکل ایک سیدھی سی بات بتا دوں۔ یہ کیا، وہ کیا اور وہ کیا اور وہ کیا کا ایک سیدھا سا جواب یہ ہے کہ ہم نے اسلام میں جس کو رہبر مانا، اس نے جو بتایا وہ ہم کرتے ہیں؛ اب یہ ڈیڑھ سو، دو سو، پانچ سو سوال بیکار ہیں۔ ہم سے ایک سوال کیجیے کہ آپ نے جو علیؑ کو رہبر مانا، یہ علیؑ کون ہیں؟ ــ صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ۔

اگر سوال کرنا ہے تو ہم اپنی لائن آپ کو بتائے دیتے ہیں، انشاء اللہ ہمارے بچے بچے سے آپ پوچھ لیجیے، چھوٹے چھوٹے بچے جو یہاں آئے ہیں ان سے پوچھ لیجیے۔ تو ہماری لائن ایک پانچ یا سات برس کا بچہ بتا دے گا اور اس میں نہ ہمیں کوئی شرمندگی ہے، نہ پریشانی ہے۔ یہ بات ہم اس وقت حالت امن و امان میں منبر پر کہہ رہے ہیں لیکن یہ بات ہم حالت ظلم و جور میں دار پر بھی کہہ چکے ہیں۔ اب ہماری لائن سن لیجیے اس کے بعد اعتراض جو کرنا ہو وہ ان رہبروں سے

پوچھیے کہ آپ نے ان کو ایسا کیوں بتایا؟ ہماری لائن سن لیجیے کیا ہے؟ رسولؐ ہم کو قرآن و اہل بیت کے حوالے کر گئے تھے۔ قرآن تو یہی قرآن ہے جو ہماری مسجد میں رکھا ہوا ہے، یہ الحمد للہ عالم اسلام میں ایک ہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے، قرآن تو یہی قرآن ہے۔ اب اہل بیت میں ہم نے کس کا ساتھ دیا؟ ہم نے علی الاعلان رسولؐ کے بعد علیؑ کو مانا، علیؑ کے بعد حسنؑ کو مانا، حسنؑ کے بعد حسینؑ کو مانا، حسینؑ کے بعد زین العابدینؑ کو مانا، زین العابدینؑ کے بعد محمد باقرؑ کو مانا، محمد باقر کے بعد جعفر صادقؑ کو مانا، جعفر صادقؑ کے بعد موسیٰ کاظمؑ کو مانا، موسیٰ کاظمؑ کے بعد علی رضاؑ کو مانا، علی رضاؑ کے بعد محمد تقیؑ کو مانا، محمد تقیؑ کے بعد علی النقیؑ کو مانا، علی النقیؑ کے بعد حسن عسکریؑ کو مانا، حسن عسکری کے بعد ان کے فرزند ہمنام رسولؐ کو مانا۔ یہ علی الاعلان سر منبر ہمارا ڈکلیریشن ہے کہ ہم نے یہ بارہ مانے، یہ بارہ نسل رسولؐ سے ہیں، یہ بارہ ائمہ اہل بیتؑ ہیں، یہ بارہ سیرت و کردار کے معجزے ہیں، یہ بارہ پاک و پاکیزہ ہیں۔ اب ہم سے خفا جو ہے تاریخ وہ اس لیے ہے کہ ہم نے یزید کو نہیں مانا، مروان کو نہیں مانا، ولید کو نہیں مانا، بنی امیہ کے بدکرداروں اور بنی عباس کے ظالموں کو نہیں مانا۔

میرے دوستو! عالم اسلام نے آنکھوں پر پٹی باندھ کے جو اہل بیتؑ سے دشمنی کی، کبھی کسی نے سوچا کہ حسینؑ کے سامنے یزید آگیا اور عالم اسلام نے یزید کا ساتھ دیا اور حسینؑ شہید ہوئے اور یہ واقعہ صدر اول میں ہوا، رسولؐ کے پچاس برس کے اندر ہوا۔ توجہ کیجیے گا۔ رسولؐ کے پچاس برس کے اندر ہوا کہ حسینؑ کے مقابلے میں بہتر کو چھوڑ کے، سب نے یزید کا ساتھ دیا۔ بعد میں محدث بھی اسی میں سے نکلے، مورخ بھی اسی میں سے نکلے، مفسر بھی اسی میں سے نکلے۔ ابھی سنیے۔ ہمارے پاس تھا ایک اتنا بڑا ہیرا، ہیرا سمجھتے ہیں؟ ڈائمنڈ۔

https://downloadshiabooks.com/

جو کوہ نور ہیرے سے بہت بڑا تھا اور ساری دنیا کے جوئیلر اس کی قیمت لگانے میں ناکام تھے۔ ساری دنیا کے جوہری آتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔ ایک دن وہ ہیرا ہمارے پاس سے چلا گیا۔ لوگوں نے پوچھا آپ کا ڈائمنڈ کیا ہوا؟ ہم نے کہا، وہ ایک آدمی آیا تھا، ایک پتھر لایا تھا، کہنے لگا یہ لے لیجیے، ہیرا دے دیجیے، تو ہم نے پتھر لے کے ہیرا دے دیا اسے۔ تو عزیزو! اگر ہم نے یہ کام کیا ہے تو دو باتوں میں سے ایک بات ہے۔ یا تو ہم پاگل ہو گئے ہیں، دماغ خراب ہو گیا ہے لہٰذا پتھر لے لیا ہیرا دے دیا۔ اور اگر ہم پاگل نہیں ہوئے ہیں تو اس ہیرے میں ہمارے بھائی کا بھی حصہ تھا ففٹی پرسنٹ کا، ہمارے بھائی کا بھی ہیرے میں حصہ تھا، اس لیے کہ وہ ہمارے باپ سے ملا تھا ہمیں۔ ہم نے پورے ہیرے کو ہضم کرنا چاہا تو پاگل بن کے ہم نے ہیرا غائب کر دیا پتھر رکھ دیا تاکہ بھائی کو کچھ نہ ملے سب ہم ہی کو مل جائے۔ تو اگر واقعاً دے دیا ہے تو ہم پاگل ہیں اور اگر غائب کر دیا ہے ہیرا تو ہم چور ہیں۔ اگر پاگل ہیں تب بھی ہم پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا، اگر چور ہیں جب بھی ہم پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ وہ امت جو حسینؑ کو دے کے یزید کو لے لے وہ پاگل ہے یا چور ہے .... صلوٰۃ۔

اب سمجھے آپ، ہم نے اہل بیتؑ کا دامن کیوں نہیں چھوڑا؟ اس لیے کہ کچھ ہو جائے، گردن کٹ جائے، ہم اس پر اعتبار نہیں کر سکتے جو حسینؑ کو چھوڑ دے اور یزید کو لے لے۔ فاطمہؑ کے بیٹے کو چھوڑ کے ہندہ کے لال کو قبول کرنے والے، محمدؐ کے نواسوں کو چھوڑ کے ابوسفیان کے پوتوں کو سر پر بٹھانے والے، دولت کے بھوکوں کے لیے قابل اعتبار ہوں گے، ایمان داروں کے لیے قابل اعتبار نہیں ہو سکتے۔ "صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ"۔

یہی وجہ ہے کہ جب ہر سال محرم آتا ہے تو ہم یاد حسین مناتے ہیں، اس لیے کہ عالم اسلام کا یہ تضاد بھی عجب ہے کہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے تم اس یزید کو امیر المومنین و خلیفۃ المسلمین کہہ رہے تھے اور اس کا ساتھ دے کے حسینؑ سے لڑ رہے تھے اور جب آہستہ آہستہ مظلومیت نے اپنا رنگ جمایا تو اب عالم اسلام کہتا ہے کہ ہم یزید کو نہیں مانتے۔ تو بھیا اکیلے یزید کو ماننے کی نہیں ہوتی۔ اور یہ تو سلسلہ ہے نہ یزید اکیلا ہے نہ حسینؑ اکیلے ہیں۔ حسینؑ بھی کسی سلسلے کی کڑی ہیں، یزید بھی کسی سلسلے کی کڑی ہے۔

توجہ چاہتا ہوں عزیزان گرامی! یہ بھی ایک سلسلے کی کڑی ہیں، وہ بھی ایک سلسلے کی کڑی ہے، لہٰذا سلسلہ مانا جائے گا۔ اکیلا نہیں مانا جائے گا۔ اور یہی وجہ ہے میرے دوستو! کہ حسینؑ کے ساتھ ایک عجیب چیز یہ ہے کہ حسینؑ کے نام کے ساتھ وابستہ ہے محرم اور یہ عزاداری جو ہے یہ حسینؑ کا تحفہ ہے اسلام کو۔ یہ عزاداری کیا ہے، یہ محرم کیا ہے؟ یہ ریفریشر کورس ہے۔ جیسے یونیورسٹیوں میں کالجوں میں سال دو برس کے بعد ریفریشر کورس ہوتا ہے، تاکہ جو پڑھا ہے وہ بھول نہ جائے۔ ویسے ہر سال محرم کے دس دنوں میں یہ ریفریشر کورس ہوتا ہے تاکہ جو پڑھا ہے وہ بھول نہ جائیں۔

عزیزو! ایک گھر بنائیے، ماشاء اللہ مسجد دیکھیے کتنی عمدہ بن رہی ہے اور یہ آپ کے کوآپریشن سے بن رہی ہے۔ اس کے لیے کوآپریشن کی میں اپیل کر چکا ہوں، اب اس وقت اپیل نہیں کرنا ہے، لیکن ایک عمارت بہت عمدہ بنائیے اور بنا کے چھوڑ دیجیے اور سو برس تک ہاتھ نہ لگائیے پرانی ہو جائے گی، خراب ہو جائے گی۔ لیکن اگر ہر سال اس کی مرمت کرتے رہیے تو پانچ سو برس کے بعد بھی بالکل نئی رہے گی۔ حسینؑ نے چاہا کہ اسلام کا محل پرانا نہ ہو لہٰذا ہر سال بنام حسینؑ مرمت ہوتی ہے۔ ہر سال بنام حسینؑ، یہ عزاداری نہیں ہے، یہ اسلام

https://downloadshiabooks.com/

کو زندہ کرنے کی ترکیب ہے۔ لوگ ہم سے پوچھتے ہیں کہاں لکھا ہے؟ اے ہے آپ کو لکھے کی بڑی پکڑ ہے۔ یہ علم کہاں لکھا ہے؟ یہ تعزیہ کہاں لکھا ہے؟ یہ ماتم کہاں لکھا ہے؟ ارے آپ تو لکھے کے بڑے پابند معلوم ہوتے ہیں، رسولؐ کو لکھنے نہ دیا، ہم سے لکھوا رہے ہیں۔۔۔ صلوٰۃ۔

دیکھیے بھائی! واقعہ تو وہی کربلا کا ہے، نیا تو آئے گا نہیں اور پڑھتے ہوئے ہمیں ہو گئے برسوں۔ یہی ہو سکتا ہے کہ بیان کا اسٹائل بدلیں، واقعہ تو بدل نہیں سکتے۔ قرآن میں لکھا دکھلائیے گا؟ لوگ آتے ہیں آستینیں الٹتے ہوئے، جناب! محرم قرآن میں کہاں لکھا ہے؟ جیسے جتنا لکھا ہے اس پر تو ان کا عمل ہے۔ تو مدتوں ہم نے اسی منبر سے جواب دیے اس کے۔ اب دو تین برس سے ہم نے جواب کا اسٹائل بدل دیا ہے۔ اب ہم کہتے ہیں لکھا ہے، علم بھی لکھا ہے، تعزیہ بھی لکھا ہے، سبیل بھی لکھی ہے، سبیل کا شربت بھی لکھا ہے اور کھچڑا بھی لکھا ہے۔ سب لکھا ہے، سب لکھا ہے قرآن میں۔ انھوں نے کہا کہاں لکھا ہے؟ جب کہہ دیا لکھا ہے تو بتائیں گے کیوں نہیں، اتنے بڑے مجمع کے سامنے کیا کہہ کے چلے جائیں گے۔ بالکل بتائیں گے۔

سنیے صاحب! قرآن کا لکھا ہر ایک کو سمجھائی نہیں دیتا ہے۔ مثال مجھ سے سن لیجیے۔ انھوں نے کہا اطہر صاحب کیسے ہیں؟ کہنے لگے ایسے ہیں اور سانولی رنگت کے ہیں اور یہاں پر ان کے ایک مسّہ ہے اور سفید ڈاڑھی ہے مگر سر کے بال ابھی کالے ہیں اور ایسے ہیں اور ویسے ہیں، ویسے ہیں، تو بتا دیا۔ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو دکھائی دیتی ہیں، آنکھیں کیسی ہیں، داڑھی کا رنگ کیسا ہے، سر کے بال کیسے ہیں، ناک کیسی ہے؟ کان کیسے ہیں؟ یہاں پر ایک مسّہ ہے، یہ سب دکھائی دیتا ہے نا۔ یہ سب آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اب مجلس کے بعد

ہم یہاں چائے پینے بیٹھے تو انھوں نے کہا یہ اطہر صاحب آپ کی چائے ہے۔ تو انھوں نے پوچھا، یہ اطہر صاحب آپ کی چائے الگ سے کیسی آتی ہے؟ میں نے کہا اس میں شوگر نہیں ہوتی۔ شکر کے بغیر آتی ہے۔ کیوں؟ میں نے کہا مجھے ڈائبٹیس ہے۔ کہنے لگے اچھا شکر ہے آپ کو! دکھائیے ذرا کہاں ہے شکر؟ ہم بھی دیکھیں کیسی شکر ہے؟ بڑے دانے کی ہے، چھوٹے دانے کی ہے، اُجلی ہے، میلی ہے، دیکھیں کیسی شکر ہے؟ کھانا کھانے بیٹھے، انھوں نے کہا یہ آپ کے لیے ہے۔ کہا یہ آپ کے لیے کیا الگ، کہا ہاں بھئی اس میں چکنائی نہیں پڑتی ہے۔ کیوں؟ کہا، بلڈ فرسٹال بڑھا ہوا ہے۔ کہا دیکھیں آپ کے خون میں کیسا گھی ہے؟ اصلی ہے، ڈالڈا ہے؟ کیسا گھی ہے۔ تو عزیزان گرامی! آنکھیں، کان، ناک یہ دکھائی دے گیا لیکن خون میں شوگر ہے یا خون میں فرسٹال ہے، یہ پیتھالوجسٹ کی آنکھ دیکھ سکتی ہے ہر آدمی نہیں دیکھ سکتا۔ ہے موجود، ہے۔ جب ایک ڈراپ بلڈ کالے کے ٹسٹ ہوا تو وہاں کے پیتھالوجی سے رپورٹ آئی لکھ کے۔ ہے موجود مگر پورا مجمع کو نہیں دکھائی دے گا، پیتھالوجسٹ دیکھے گا۔ ویسے قرآن میں سب ہے مگر معصوم دیکھے گا ہر ایک نہیں دیکھے گا۔

توجہ چاہتا ہوں۔ قرآن میں سب ہے۔ انھوں نے کہا، کہاں ہے دکھائیے قرآن میں۔ کہا لائیے قرآن ابھی دکھاتا ہوں۔ لے آئے قرآن۔ میں نے کہا کھولیے وہ سا سورہ نکالیے جس میں لکھا ہے مغرب کی نماز تین رکعت ہے، عشار کی چار رکعت ہے، صبح کی دو رکعت ہے۔ اور بیڑی پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور لباس احرام دو کپڑوں میں بنتا ہے ایک باندھا جاتا ہے ایک اوڑھا جاتا ہے۔ تو جہاں پہ یہ لکھا ہے اسی کے آگے یہ لکھا ہے کہ مجلس، ماتم، علم، تعزیہ، بس اسی سورے میں آگے بڑھ کے ہے، وہی پڑھتے جائیے سب لکھا ہے۔ انھوں نے

https://downloadshiabooks.com/

کہا صاحب، قرآن میں ایسا سورہ تو کوئی نہیں ہے کہ جس میں لکھا ہو کہ مغرب کی تین اور عشار کی چار۔ تو مسجد میں کیوں جھگڑا نہیں کرتے کہ کہاں لکھا ہے۔ کہا صاحب یہ غلط بات ہے، اس پر تو عمل رسولؐ ہے۔ اچھا تو نماز کے لیے عمل رسولؐ سمجھ میں آیا اور اسی نماز میں جو پشت رسولؐ پر بیٹھا ہے وہ نہیں دکھائی دیتا۔ "صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ"۔

یہ عزاداری؟ ..... قرآن ہم کو بنیادی مسئلہ سمجھاتا ہے، اس کے بعد تفصیل؟ حدیثوں سے، عمل سے، اہل بیتؑ رسولؐ سے معلوم ہوتی ہے۔ قرآن میں اَقِیْمُوا الصلوٰۃ آرڈر موجود ہے نماز کا۔ اب صبح کی کے رکعت ہوگی، ظہر کی کے رکعت ہوگی مغرب کی کے رکعت ہوگی، عشار کی کے رکعت ہوگی، حدیث بتائے گی۔ جمعہ کی نماز کیسے ہوگی، عیدین کی کیسے ہوگی، آیات کی نماز کیسے ہوگی، میت کی نماز کیسے ہوگی، یہ ساری ڈٹیل قرآن میں نہیں ہے، الگ سے معلوم ہوگی۔ تو معلوم ہوا قرآن میں بنیادی مسئلہ جو ہے وہ لکھا ہے، اب اس کے بعد ڈٹیل جو ہے وہ آپ کو رسولؐ سے معلوم کرنا پڑے گی۔

قرآن میں لکھا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ اللہ کی طرف سے انسان پر حج بیت اللہ فرض ہے جس کے پاس استطاعت ہو، جو حیثیت دار ہو۔ اب کب جائیے، کہاں سے احرام باندھیے، پہلے کیا کیجیے، عمرہ ہے اس کے بعد حج ہے پھر عرفات کس دن جائیے، منیٰ میں کتنا ٹھہریے، مشعر میں کیسے رکیے، طواف میں کعبہ کے کتنے چکر لگائیے، صفا و مروہ میں کے دفعہ آئیے جائیے، یہ ساری باتیں حدیثوں سے معلوم ہوں گی۔ ویسے ہی جو ہم سے لوگ پوچھتے ہیں، محرم کہاں ہے؟ ایسے کھرے قرآن کے خدا کی قسم، محرم کہاں ہے؟ آئیے ہم بتاتے ہیں آپ کو کہاں ہے قرآن میں لکھا ہے قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ اہل بیتؑ

کا یہ ذکر بنیادی قرآن میں ہے۔ کہہ دیجیے کہ میں کچھ نہیں چاہتا صرف اہل بیتؑ کی محبت چاہتا ہوں۔ محبت کا آرڈر مل گیا نا۔ اب جس سے جس کو محبت ہوتی ہے اس کی خوشی میں خوش ہوتا ہے، اس کے غم میں رنجیدہ ہوتا ہے۔ اب ہم سے یہ پوچھیے کہ روتے کیوں ہو؟ یہ رونا محبت کی دین ہے، جس سے جس کو محبت ہوتی ہے اس کے مرجانے پر روتا ہے۔ یہ سیدھی سی بات ہے۔ آنسو بہانا کیا ہے؟ آنسو شفیع محبت ہے۔ آنسو کیا ہے؟ سنیے کیا ہے؟ میں بتاتا ہوں۔ آنسو کیا ہے؟ پسینہ کیا ہے؟ پسینہ کوئی شے نہیں ہے، جب گرمی ہوگی تو پسینہ نکلے گا اور جب سردی ہوگی تو پسینہ نہیں نکلے گا۔ تو معلوم ہوا پسینہ کوئی شے نہیں ہے، اصل چیز ہے ٹمپریچر جب زیادہ ہوگا تو پسینہ آئے گا، جب نہیں ہوگا تو پسینہ نہیں آئے گا۔ آنسو کوئی شے نہیں ہے، اصل چیز ہے محبت۔ جب ہوگی تو آنسو نکلے گا، جب نہیں ہوگی تو نہیں نکلے گا۔

آپ غور فرما رہے ہیں۔ اب ہمارے رونے پر لوگ کہہ رہے ہیں انھیں تو بی بی کی بد دعا لگی ہے اس لیے روتے ہیں۔ اچھا۔ بی بی کی بد دعا سے رو رہے ہیں ہم۔ تب تو روئیں گے، اس لیے کہ اتنی بڑی بی بی جسے بد دعا دے دے وہ تو روئے گا۔ اب جو آپ منع کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ بی بی کے خلاف ہیں۔ (صلوٰۃ)

ایک ایک بات۔ انھوں نے کہا صاحب، واجب تو نہیں ہے۔ ہاں واجب نہیں ہے تو کیا ہوا؟ واجب کی بڑی فکر ہے آپ کو، پہلے نوعیت تو سمجھیے کیا ہے؟ محرم کیا ہے اور حج کیا ہے؟ حج ہے ایک نبی زادے کے بچنے کا واقعہ، اور محرم ہے ایک نبی زادے کی شہادت کا واقعہ۔ جس دن وہاں حج ہوتا ہے اس دن یہاں عید ہوتی ہے، عید کا دن مانا جاتا ہے۔ اور مہینہ بھر کے ٹھیک بعد اسی

https://downloadshiabooks.com/

دن عشرہ آتا ہے۔ پورے ٹھیک ایک مہینے کے بعد عشرہ آتا ہے۔ انھوں نے کہا وہ واجب ہے یہ واجب نہیں۔ اماں سامنے کی بات سمجھ میں نہیں آتی۔ آؤ میں دو منٹ میں سمجھا دوں کہ واجب کیوں نہیں ہے۔ دیکھیے ہمیشہ شادی میں بلاوا جاتا ہے، کارڈ جاتا ہے نام کے ساتھ، مسٹر فلاں۔ اور اگر وِد فیملی نہیں لکھا ہے تو آپ اکیلے جائیں گے لڑکوں کو نہیں لے جائیں گے۔ کہیں گے بھئی بچوں کو تو بلایا نہیں خالی ہمارا نام ہے، تو ہم جائیں گے۔ اور وِد فیملی انھوں نے لکھا نہیں ہے تو فیملی کا کوئی نہیں جائے گا۔ اب اگر وہاں گئے، انھوں نے کہا، ارے لڑکوں کو نہیں لائے، انھوں نے کہا آپ نے بلایا بھی نہیں تھا۔ شادی میں ہمیشہ بلاوا آتا ہے لیکن اگر کسی کا لڑکا مر جائے تو بلاوا نہیں آتا، اطلاع آتی ہے۔ انفارمیشن اور ہے، انویٹیشن اور ہے۔ بلاوا اور ہے، اطلاع اور ہے۔ حج ہے خوشی کا موقع اس میں بلاوا جاتا ہے۔ محرم ہے غم کا موقع چاند نکل کے اطلاع دیتا ہے، جس سے محمدؐ کا رشتہ ہے وہ آئے گا جس سے نہیں ہے وہ نہیں آئے گا۔

میرے دوستو! یہ محرم، یہ عزاداری، یہ ذکر حسینؑ، یہ ماتم اپنے پیچھے ایک ہسٹری رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس کے لیے پوچھتے ہیں اور وہ لوگ جو قوم کے مصلح بن کے اس کی اصلاح کی آوازیں اٹھاتے ہیں، وہ بھی ذرا غور کریں۔ عزاداری بقائے اسلام ہے اور اس وقت اس کو دو دشمن تاکے ہوئے ہیں۔ ایک تو وہ ہمارے پرانے روایتی دشمن، جن سے ساڑھے تیرہ سو برس سے جھگڑا ہے اور اب ادھر تھوڑے سے نئے دشمن پیدا ہوئے ہیں "سپر پاورس"۔ انقلاب اسلامی کے ایران میں کامیاب ہونے کے بعد جب آیۃ اللہ العظمیٰ خمینی نے یہ فرمایا کہ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ محرم کی وجہ سے ہے۔ "سپر پاور" بھی متوجہ ہو گئے کہ محرم میں ڈسٹرب کرو، اس لیے کہ محرم وہ طاقت ہے جس سے سپر پاورس بھی زک

اٹھا چکے۔ میں کہوں گا انشاء اللہ، سپر پاورس کا پانی بھی محرم ہی اتارے گا اس لیے کہ یزید بھی اپنے زمانے کی سپر پاور تھا۔

اور عزیزان گرامی! یہ سپر پاور؟ ان کی اصلیت سنیں گے آپ، ان میں کتنا پاور ہے معلوم ہے آپ کو؟ جو میری عمر کے لوگ ہیں اور اس مجمع میں بہت سے لوگ ہیں، ان کو سکنڈ کی ایک وار یاد ہوگی۔ دوسری جنگ عظیم جس میں جرمنی اور جاپان ہار گئے تھے، برطانیہ اور اس کے اتحادی یعنی امریکہ جیت گئے تھے، سمجھے آپ؟ پچاس برس ہوئے ہیں اس کو ابھی، بہت دن نہیں ہوئے۔ جرمنی دو ٹکڑوں میں بانٹ دیا گیا تھا۔ اور جاپان کا بادشاہ ہاتھ باندھ کے آیا تھا امریکی جنرل کے سامنے، یہ اخباروں میں دیکھ لیجیے، تاریخ کی ضرورت نہیں ہے اس زمانے کے اخبار اٹھا کے دیکھیے۔ لیکن پچاس برس کے اندر جرمنی اور جاپان دونوں بھول گئے کہ وہ ہارے تھے۔ آج جاپان کی کاریں اور الکٹرانک آئٹم امریکہ میں بھرے پڑے ہیں۔ اور جرمنی طاقت و ترقی کی دوڑ میں برطانیہ کے ساتھ چل رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ پچاس برس پہلے جو گرے تھے، پچاس برس کے اندر گرد جھاڑ کر دوڑ میں برابر آ گئے۔ یہ ہے سپر پاورس کی بات۔ کیا کہنا میرے مولا حسینؑ! تیرے سامنے جو ساڑھے تیرہ سو برس پہلے گرا تھا ابھی تک خاک سے اٹھ نہیں پایا۔

تو عزیزو! اس بات کا خیال رہے کہ ہمیں اپنی عزاداری کی حفاظت کرنا ہے، سپر پاورس سے بھی، دشمنوں سے بھی اور دوست نما دشمنوں سے بھی، جو علیؑ کے فضائل، ذکر حسینؑ، مرتبۂ اہل بیتؑ کے بیان ہوتے وقت یہ کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارا سنا ہوا ہے کچھ کام کی باتیں سنائیے۔ وہ اطہر صاحب تو واہ واہ کے لیے پڑھ کے چلے جائیں گے۔ واہ واہ کے لیے ہم نہیں پڑھتے ہیں، واہ واہ مجمع کرتا ہے، ہم نے کب آپ سے کہا ہے کہ ہماری واہ واہ کیجیے گا۔ کوئی ایک سے کہا ہو زندگی میں

https://downloadshiabooks.com/

کہ ہم پڑھنے جا رہے ہیں ذرا واہ واہ کیجیے گا تو وہ ہاتھ اٹھا دے۔ ہم نہیں واہ واہ کے لیے کہتے، واہ واہ کرتے ہیں آپ، اور ہماری شکل دیکھ کے واہ واہ نہیں کرتے علیؑ کے فضائل سن کے واہ واہ کرتے ہیں۔ تو اصل واہ واہ ہماری نہیں ہے محبت علیؑ کی ہے، تو اب بگڑیے تو محبت علیؑ پر بگڑیے ہم پر کیوں بگڑ رہے ہیں۔

عزیزو! ہم کیسے مان لیں اس یزید کو جس نے رسولؐ کے نواسے کا گھر اجاڑا اور عزیزو! اللہ ری محبت یزید کہ محتاط مسلمان پوری چارج شیٹ بیان ہی نہیں کرتے۔ ارے پوری چارج شیٹ تو داخل کیجیے۔ یزید تین برس بادشاہ رہا، تین برس میں اس کے تین کارنامے ہیں۔ اپنی بادشاہت کے پہلے سال میں اس نے حسینؑ کو شہید کیا، اپنی بادشاہت کے دوسرے سال میں اس نے مدینۂ منورہ پر حملہ کر کے مدینے کو برباد کیا اور مسجد النبی میں گھوڑے بندھوائے اور تین دن مدینہ فوج کے حوالے رہا۔ تین دن مدینہ فوج کے حوالے رہا۔ اب اس جملے کے اندر بڑی بلاغت ہے، میں وضاحت نہیں کروں گا۔ اگر آپ کو ڈٹیل دیکھنا ہے تو تاریخ خلفاء دیکھ لیجیے اس میں لکھا ہے۔ تین دن مدینہ فوج کے حوالے رہا اور سال کے اندر ایسے بہت سے لوگ پیدا ہوئے جن کی ولدیت نامعلوم تھی۔ اور تیسرے سال میں اپنی حکومت کے اس نے خانۂ کعبہ پر حملہ کیا، کعبہ پر آگ کا مینھ برسایا، رکن یمانی کو شہید کیا، کعبے کا پردہ جلا۔ اور عزیزو! اس کے بعد بھی صاحب تاریخ الخلفاء نے رسولؐ کے بارہ خلفاء میں یزید کا نام لکھا ہے۔ مجلس ختم ہو رہی ہے، انشاء اللہ زندگی رہی تو آئندہ سال ملاقات ہوگی لیکن ایک بات سن لیجیے، پروسس پورا سامنے آ گیا۔ پہلے حسینؑ شہید ہوئے، اس کے بعد مسجد النبی تاراج ہوئی، اس کے بعد خانۂ کعبہ پر حملہ ہوا۔ اس سے رابطہ سمجھیے، پہلے حسینؑ پر حملہ، پھر نبیؐ پر حملہ، پھر اللہ پر حملہ۔ کیا کہنا میرے مولا حسینؑ!

عزاداری کا ایک بند باندھ دیا کہ آج تک یزیدیت سر پٹک رہی ہے مگر اسلام کو تباہ نہیں کر پاتی۔ یہ ہے رسولؐ کا نواسہ جس کی یاد میں ہم محرم مناتے ہیں، جس کی یاد میں سبیلیں رکھی جاتی ہیں۔

عزیزو! آج میں ساری دنیا کو نہیں کہتا، ہندوستان کے اندر اگر یک جہتی کا پیغام دینا ہے، محبت کا پیغام دینا ہے، پیار کا پیغام دینا ہے، اپنے پڑوسیوں کے ساتھ مل جل کے رہنا ہے تو کربلا کو ہائی لائٹ کیجیے۔ فاتحین عالم سے متاثر نہیں ہوگی دنیا، بڑے بڑے لشکروں کی تعریف سے دل نہیں بہلیں گے، سلطانوں کے تذکرے قلب کو متاثر نہیں کریں گے، مگر حسینؑ کی مظلومی آپ کے پڑوسی کو متاثر کرے گی۔ اگر ہو سکے تو سنائیے حسینؑ کا قصہ ان لوگوں کو کہ حسینؑ کون تھے؟ جنھوں نے سچائی اور انصاف کے لیے اپنی جان دی ہے۔

عزیزان گرامی! میں چلتے چلتے پھر ایک مرتبہ بامبے ایڈمنسٹریشن کا شکریہ ادا کروں گا کہ وہ ہمارے محرم میں بہت کچھ کوآپریشن دیتے ہیں اور بہت ہماری مدد کرتے ہیں۔ اور یہ بھی بڑے شکوے کی بات ہے کہ عزاداری کے جلوسوں کو پروڈکشن برادران وطن سے نہیں بلکہ برادران اسلام سے .....

بہرحال، اگر صحیح معنوں میں جذبۂ تبلیغ ہے تو ماتم کے ذریعہ تبلیغ ہوگی، عزاداری کے ذریعہ تبلیغ ہوگی۔ یہ سینہ پیٹتی ہوئی قوم، یہ خون میں نہائے ہوئے نوجوان، یہ عباسؑ کا علم ہاتھوں میں لیے ہوئے ماتم دار، یہ چھوٹے چھوٹے بچے، یہ بیبیاں، دنیا کیا اس تحریک کو روکے گی، دنیا کیا اس کے مقابلے میں آئے گی۔ یہ وہ سمندر ہے کہ جو سامنے آئے گا اس کو نگل جائے گا۔ یہ بچے اپنی ماؤں کی گودیوں میں حسینی بن جاتے ہیں اور دنیا کا کوئی نیا کلر ان کے اوپر نہیں چڑھتا۔

عزیزو! آج شب عاشور آئی ہے، ہم حسینؑ کو رخصت کرنے کے لیے جمع

https://downloadshiabooks.com/

ہوئے ہیں، ہم حسینؑ پر رونے کے لیے جمع ہوئے ہیں، ہم حسینؑ کے سوگوار ہیں، ہم رسولؐ اللہ کو ان کے نواسے کا پرسہ دینے آئے ہیں، اللہ کے حبیب اپنے بھرے گھر کا پرسہ لیجیے، یا رسولؐ اللہ! یہ غلام، یہ آپ کے چاہنے والے، یہ خون میں نہائے ہوئے نوجوان، یہ چھوٹے چھوٹے بچوں کو گود میں لیے ہوئے عورتیں جو دور دور سے آئی ہیں، یہ ان بیبیوں کو پرسہ دینے آئی ہیں کربلا میں جن کی گودیاں خالی ہوگئیں۔ اللہ آپ کے جوانوں کو سلامت رکھے، اللہ آپ کے بچوں کو پروان چڑھائے۔ میری ماں بہنوں، میری بیٹیوں، اللہ آپ کی گودیوں کو آباد رکھے، آپ کے سہاگ کو قائم رکھے، کربلا میں لیلیٰ کا سہاگ بھی اجڑ گیا، گودی بھی خالی ہوگئی۔ آج ہم حسینؑ پر رونے کے لیے جمع ہوئے ہیں، سوگواری کے لیے آئے ہیں۔ شب عاشور آگئی۔ حسینؑ کے رخصت کی رات، بی بی لیلیٰ کل علی اکبر نظر نہ آئیں گے، بی بی ام فروہ کل قاسم بچھڑ جائیں گے، بی بی رباب! آج آپ علی اصغر کو جی بھر کے پیار کر لیجیے، کل علی اصغر آغوش لحد میں ہوں گے، آپ کی گودی خالی ہوگی۔ اور اے شہزادی سکینہ! حسینؑ کے سینے پر آج کی رات سو لیجیے، کل باپ کا سینہ نہ ملے گا۔

عزیزو! ابھی کل کی بات ہے کہ محرم آیا تھا، محرم رخصت ہو رہا ہے، یا حسینؑ الوداع، اے حسینؑ! خدا حافظ، اے سرکار شہادت خدا حافظ، اے قوم جفا پیشہ کے مہمان، اگر کربلا میں آپ کو پانی نہ دیا گیا تو چاہنے والوں نے سبیلیں لگائی ہیں۔ اے قوم جفا پیشہ کے مہمان خدا حافظ، سبیلیں اس لیے لگائی ہیں کہ حسینؑ پیاسے چلے گئے، لہٰذا اب اے پیاسے! ہم تیرے نام پر ہر ایک کو پانی پلاتے ہیں۔ نیاز اس لیے تقسیم ہوتی ہے کہ حسینؑ بھوکے چلے گئے، لہٰذا اے تین دن کے بھوکے ہم تیرے نام پر کھانا کھلاتے ہیں۔ علم اس لیے اٹھایا جاتا ہے کہ کربلا میں حسینؑ کے لشکر کا علم گرایا گیا لہٰذا آج حسینؑ کے لشکر کا علم اٹھایا جاتا ہے، ماتم اس لیے ہوتا ہے کہ حسینؑ کی بہن ماتم نہ کر سکی، حسینؑ کی بیٹی ماتم نہ کر سکی۔

سوگواران حسینؑ! یہ عزاداری، یہ ماتم، یہ مجلس اپنے پیچھے ایک تاریخ رکھتی ہے، اپنے پیچھے ایک ہسٹری رکھتی ہے۔ اعتراض کرنے سے پہلے کسی سے پوچھ لیجیے کہ یہ ہسٹری کیا ہے اور یہ تاریخ کیا ہے؟

دوستو! شب عاشور آئی ہے اور جب عاشور کی رات گزری تو عاشورے کا دن آیا اور جب دن آیا تو حسینؑ کی قربانیاں اللہ کی راہ میں شروع ہوئیں۔ پہلے دوست قربان ہوئے، دوستوں کے بعد عزیزوں کی باری آئی۔ سب سے پہلے اولاد عقیل نے قربانی دی، اولاد عقیل کے بعد اولاد جعفر قربان ہوئی، اولاد جعفر کے بعد امام زادے قربان ہونے لگے۔ کبھی علیؑ کا بیٹا جاتا تھا مقتل میں، کبھی حسنؑ کا بیٹا جاتا تھا مقتل میں، یہاں تک کہ وہ منزل آئی کہ قاسم رخصت ہوئے، قاسم کی لاش کے ٹکڑے آئے تو عباسؑ گئے۔ حسینؑ دریا پر عباس کو رو کے آئے تو علی اکبر کو اجازت دی، علی اکبر کا لاشہ مقتل سے آیا تو علی اصغر گئے اور جب علی اصغر کی لاش بھی دفنا دی گئی تو حسینؑ آہستہ آہستہ در خیمہ کی طرف بڑھے، خدا کی قسم، میرے مولا کی عجب شان تھی۔ جب خیمہ کے دروازے تک آئے تو حسینؑ سر سے پاؤں تک خون میں نہائے تھے۔ چہرے پر علی اصغر کا خون، کپڑوں پر عباس و علی اکبر کا خون، ہاتھوں میں تربت علی اصغر کی خاک، اس شان سے آن کے در خیمہ پر آواز دی۔ زینبؑ و ام کلثوم، سکینہ و رقیہ! تم سب پر میرا سلام۔ خیمے سے رونے کا شور اٹھا، امام عالی مقام خیمہ میں آئے۔ بہن بھائی کو لیے ہوئے سید سجاد کے پاس آئیں۔ بیٹے کے پاس بیٹھے، کچھ دیر باتیں کرتے رہے، جب چلنے لگے تو کہا بیٹا جب قید سے چھوٹ کے جانا، میرے دوستوں کو میرا سلام کہنا اور کہنا جب پانی پینا تو میری پیاس یاد کر لینا۔

https://downloadshiabooks.com/

عزیزو! کیا حسینؑ کے سلام کا جواب نہ دیجیے گا، کہیے السلام علیک یا ابا عبداللہ
اے حسینؑ! ہمارا سلام قبول کیجیے۔ جب بیٹے سے رخصت ہو کے آگے بڑھے تو
بہن سے کہا، بہن! مجھے پرانا لباس لادو۔ چاہنے والی بہن بھائی کا کفن لے کے آئی،
حسینؑ نے پرانا لباس زیب تن کیا۔ اب درخیمہ کی طرف چلے تو بہن نے کہا بھیا! آپ
جا رہے ہیں میں روکتی نہیں مگر سیدانیوں کی ایک آرزو پوری کرتے جائیے۔ کہا،
بہن تمنا کیا ہے سیدانیوں کی، کہا ایک دفعہ آپ کو رخصت کر لیں، کہا بہن کیونکر
رخصت کریں گی؟ کہا ایک حلقہ بنالیں گی اس سے آپ نکل جائیے، بس آپ کو دل
بھر کے دیکھ لیں۔ سیدانیوں نے حلقہ بنایا، حسینؑ حلقے میں آئے۔ تاریخ میں تو بس
اتنا ہی لکھا ہے کہ ایک ایک کے چہرے پر نظر کی۔ مگر میرا دل کہتا ہے کہ جب نظر پڑی
ہوگی تو یہ لیلیٰ ہیں جس کا اٹھارہ برس والا مارا گیا، یہ ام فروہ ہیں جس کا یتیم قتل ہو
گیا، یہ ام کلثوم ہے جس کا بھائی دریا سے پلٹ کے نہ آیا، یہ رباب ہے جس کی
گودی اجڑ گئی۔ نظر گھومی ہوگی، یہ دامن سے لپٹی ننھی سکینہ ہے، کبھی عباسؑ کی
گود میں رہی، کبھی علی اکبر کی گود میں رہی، کبھی میرے سینے پر سوئی۔ اب اس پر
مصیبتوں کے دروازے کھلنے والے ہیں۔ کبھی خولی کے طمانچے، کبھی شمر کے تازیانے،
کبھی چاچا کو پکارا کبھی بابا کو آواز دی۔ اس کے بعد نظر احترام سے اٹھی ہوگی، یہ میری
ماں کی جانشین زینب کبریٰ ہے۔ فاطمہؑ کے بعد فاطمہ، رسول اللہ کی نواسی۔ ذرا دیر
میں اس کے سر پر بھی چادر نہیں ہوگی۔ تاریخ میں ہے کہ ایک ایک کے چہرے پر نظر کی،
فرمایا، دیکھو میرے غم میں صبر کرنا۔ اور اس کے بعد عمامہ ہاتھوں پر لیا، ہاتھ اٹھائے
اے خدا! انھیں میرے غم میں صبر دے دے، بس اتنا کہنا تھا کہ حلقہ ٹوٹا، حسینؑ
آگے بڑھے، میر انیس نے کہا ہے کہ

بکھرائے بال اہل حرم ساتھ ساتھ تھے
پٹکے میں شاہ دیں کے سکینہ کے ہاتھ تھے

مگر تاریخ میں جو لکھا ہے اس سے میرا کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے۔ تاریخ میں لکھا ہے
کہ جب حسینؑ خیمہ سے درخیمہ تک آئے ہیں تو کربلا میں حسینؑ کی سات بہنیں تھیں،
دو تو سگی بہنیں تھیں معصومہ کی بیٹیاں، پانچ اور تھیں علیؑ کی بیٹیاں۔ حسینؑ نے یہاں
سے وہاں تک جو فاصلہ طے کیا ہے وہ اس طرح کہ ساتوں بہنیں بھائی کے گلے میں
ہاتھ ڈالے ہوتے وا محمداہ، وا علیاہ، وا حسیناہ .... درخیمہ پر آئے، خیمے کا پردہ
اٹھا، سیدانیاں سب خیمہ میں رہ گئیں، ایک سر سے پاؤں تک چادر میں لپٹی ہوئی
بی بی نکلی باہر۔ یہ زینب کبریٰؑ تھیں اور ایک چھوٹی سی بچی نکلی۔ بچی نے کہا، بابا!
جا رہے ہیں؟ حسینؑ نے بچی کو گود میں اٹھایا، بچی نے عجب جملہ کہا، بچی باپ سے
کہنے لگی بابا آپ جا رہے ہیں تو مجھے نانا کے روضے پر پہنچا دیجیے۔ حسینؑ نے کہا اگر
ایسا ممکن ہوتا تو کر دیتا۔ میں کہوں گا شہزادی سکینہ آپ مدینے کہاں جائیے گا، آپ
کو تو ظلم یزید پر مہر بن کے شام میں سونا ہے۔ حسینؑ نے ننھی بچی کو اٹھایا اور اٹھا
کے پیار کیا، یہ سکینہ کو آخری پیار ملا، اس کے بعد مرتے دم تک طمانچے ہی کھائے۔
زینب کبریٰ آگے بڑھیں، رکاب تھامی، یہ کام زینبؑ نے پہلی دفعہ کیا تھا، یہ کام
عباسؑ کا تھا، اب عباسؑ نہیں ہیں تو کیا کیا جائے۔ میرا دل کہتا ہے کہ زینبؑ
کو بھی عباسؑ یاد آئے ہوں گے، حسینؑ کو بھی عباسؑ یاد آئے ہوں گے۔
گھوڑے پر بیٹھے، کہا یہ سوار دوش رسولؐ کی آخری سواری ہے، رہوار
آگے بڑھ، آگے بڑھے، دہنے بائیں دیکھا، سناٹا کوئی نہیں، گنج شہیداں پر
نظر پڑی، لوگ گردنیں کٹائے سو رہے تھے۔ آواز دی، اے میرے شیرو! اے
میرے معرکۂ جنگ کے شہسوارو! کائنات تڑپنے لگی، آواز دی اَیْنَ اَیْنَ
حبیب، حبیب کہاں ہیں این این مسلم مسلم کہاں گئے این این زہیر
اے میرے جاں نثار زہیر تم کدھر ہو۔

https://downloadshiabooks.com/

ایک دفعہ دوستوں کے بعد شاید عزیز یاد آئے، ایک درد بھری آواز گونجی اولاد والو! دل تھام کے سننا، اے میرے بیٹے علی اکبر! پھر تھوڑا سا رہوار پر بلند ہو کے دریا کو دیکھا، آواز دی این این اخی عباس ارے میرے قوت بازو عباسؑ! آگے بڑھے، آستین الٹی، چہرۂ اقدس چودھویں کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ سبز رنگ کی قبا پہنے تھے، تلوار بے نیام ہاتھ میں تھی، میمنہ پر حملہ کر کے میسرے پر گرایا، میسرے پر حملہ کر کے میمنے پر دے مارا، قلب لشکر پر حملہ کیا تو شور مچ گیا۔ تلوار بے نیام ہاتھ میں تھی، تلوار چل رہی تھی، کہتے جاتے تھے، تم نے میرے عباسؑ کو بھی مار ڈالا، تم نے میرے علی اکبر کو بھی مار ڈالا، ارے تم نے میرے قاسم کو بھی مار ڈالا، تم نے میرے علی اصغر کو بھی نہ چھوڑا۔ ایک دفعہ آسمان پر نظر گئی کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ تلوار کو نیام میں رکھا، آہستہ آہستہ چلتے رہے، ایک جگہ آئے، چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیرنا شروع کیا۔ کوئی پتھر مارتا تھا، کوئی نیزہ مارتا تھا، کوئی تلوار مارتا تھا۔ حسینؑ پر حملہ شروع ہو گیا، اب گھوڑے پر ڈگمگانے لگے، ایک تیر پیشانی پر لگا، ایک تیر سینۂ اقدس پر لگا۔ تاریخ بتاتی ہے کہ سنان نیزہ لایا، پہلوئے مبارک پر نیزہ مارا، حسینؑ گھوڑے سے زمین پر، سیدہ کا لال زمین پر آیا، وامحمداہ، واعلیاہ، واحسیناہ .....

ASSOCIATION KHOJA
SHIA ITHNA ASHERI
JAMATE
MAYOTTE

کتب مجالس

ذاکرین کے لیے بہترین تحفہ

(۱) **علامہ طالب جوہری** (کراچی، پاکستان)
عشرۂ مجالس ۱۴۱۸ھ بعنوان "انسان معاصر اور قرآن"
عمدہ چھپائی، خوبصورت ٹائیٹل، ہدیہ مجلد ساٹھ روپئے =/60

(۲) **علامہ ضمیر اختر نقوی** (کراچی، پاکستان)
عشرۂ مجالس ۱۹۸۶ء بعنوان "معجزہ اور قرآن"
تاریخی اور علمی ذخیرۂ مصائب سے لبریز
عمدہ چھپائی، خوبصورت ٹائیٹل، ہدیہ مجلد سو روپئے =/100

(۳) **علامہ نصیر اجتہادی** (کراچی، پاکستان)
عشرہ مجالس ۱۴۰۱ھ بعنوان "مواعظ حسنہ"
غیر مجلد ہدیہ پینتالیس روپئے =/45

(۴) **مولانا سید کلب صادق صاحب**، لکھنؤ (انڈیا)
عشرہ مجالس ۱۴۱۸ھ (کراچی، پاکستان) بعنوان "حقیقت دین"
خوبصورت ٹائیٹل، عمدہ چھپائی، ہدیہ مجلد اسی روپئے =/80

(۵) **خطیب اکبر مولانا مرزا محمد اطہر صاحب قبلہ** لکھنؤ
عشرہ مجالس ۱۴۱۷ھ بمبئی، بعنوان "خاندان رسالت"
تاریخی ذخیرہ، منفرد انداز بیان، حقائق کی عکاسی
خوبصورت ٹائیٹل، عمدہ آفسٹ چھپائی، ہدیہ مجلد اسی روپئے =/80